یحسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون

بحسن توفیقات مجیب الدعوات آغا محمد عسکری قزلباش

اکبرآبادی کے قول فیصل المعروف مرقعہ اسلام پر

ریویو الموسوم بہ

زجر العوام عن توہین دین الاسلام

والملقب بہ ابطال الباطل از تصنیف منیف حضرت مولانا

مولوی احمد حسن صاحب رسوا بجنوری ثم انبالوی

در مطبع مشرق العلوم بجنور باہتمام مولوی فیض محمد حسن بیز الملک

مرتبہ اول ۳۰۰ جلد

قیمت فی جلد عصہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ دلپذیر ریختہ خامہ مشکین شمامہ شاعر جادو بیان علامہ دوران خلاصہ دودمان عز و علا نقادہ خاندان مجد و اعتلا فاضل ابن فاضل مولانا حکیم محمد رحیم اللہ صاحب بجنوری سلمہ اللہ تعالی دامت شموس افاداتہم بازغۃ۔

مورد الطاف رب ذو المنن	حامی دین مولوی احمد حسن
مثبتِ دینِ متینِ مصطفیٰ	مبطل کیش بد ابن سبا
خوب بنوشتہ جواب باصواب	قول فیصل را کہ بود او ناصواب
قول فیصل قول بے اصل است این	نیست مقبولِ دلِ اہلِ یقین
شور و غوغائے کہ آغا ساختہ	بیسدان و غا افراختہ
او گرفتہ نیزہ خامہ بدست	دعوے و پندار خصم دین شکست
نام مضمونہا چو او تنقیح کرد	فی الحقیقت دین را تقبیح کرد
این کتاب نافع زجر العوام	ہست مقبول دلِ ہر خاص و عام
خوش بیانی در زبان ریختہ	آبروئے دین شیعہ
ہر کسے کو بیندش از شیعیان	دست خود بر سر زند او
گفتم از دل گو چنین تاریخ او	کو بود سوزندہ جانِ عدو
ہاتفے گفتہ بگوش دل کہ گو	رد واہی رافضی تاریخ او

۱۳۲۷ ہجریہ

باید دانست کہ اختیار نمودن دوازدہ اشعار تبرکاً و تیمناً را است

ونیز اشعار بر این معنی است کہ چنانکہ این دوازدہ اشعار نا ملائم طبع شیعیا شند ہمچنین ائمہ اثنا عشر نیز بجہت مخالف عقائد شنیعہ شیعہ باثقلین مخالف بلکہ سرکش اینہا ہستند فقط۔

تقریظ دلپذیر از نتائج طبع رسا دبیر کبیر شاعر نامی گرامی حافظ مولوی منشی **محمد عبد القدوس** صاحب **قدسی** سپرنٹنڈنٹ مطبع سرکار باوقار ریاست بہاولپور سلمہ اللہ تعالیٰ مع قطعہ تاریخ تصنیف و تالیف کتاب۔

مجھے یہہ سنکر حیرت ہوئی کہ **قول فیصل** نام ایک کتاب مصنفہ **آغا محمد عسکری** قزلباش۔ شیعی اثناعشری اکبرآبادی پر بنام نہاد **البطال باطل** جناب مولوی **احمد حسن صاحب رسوا** ایک عجیب وغریب **ریویو** لکھہ رہے ہین تحیر یہہ تہا کہ رسوا سا بار دمزاج۔ حلیم الطبع۔ صلح کل ۔ باسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام مرنجان و مرنج۔ وسیع الاخلاق۔ فرشتہ منش۔ بزرگ۔ مذہبی دنگل مین یون اُتر پڑے۔ اور بُردباری کے گوشۂ عافیت کو سلام کرکے اچانک میدان مین آکہڑا ہو۔ خالی از علت نہین۔ خصوص وہ نزاع دشمن جو نسبتاً قادری چشتی کہلائے۔ سدا کا صوفی مشرب ہو۔ شیعیان انبالہ کا ہم نوالہ وہم پیالہ ہماوات کا خادم۔ اونکی اولاد کا بے مزدومنت اتالیق۔ اوسکو ان جہگڑے بکہیڑون سے غرض کیا۔ لیکن آغا صاحب کا قول فیصل پڑہکر معلوم ہوا کہ مصنف کی مقراض زبان کام کرگئی ہے۔ اونکی آتش بیانی نے بن بن آگ لگادی۔ اونکی لستانی سے دبی ہوئی چنگاریان باہر نکل پڑین سچ ہے

حلم حق با تو مواسا ہا کند		چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

کلہ دراز آغا کی زیادہ ستانی اسی قابل تہی کہ ایک ڈکارتا ہوا شیر کچھار سے نکلکر اوسپر جھپٹ پڑتا۔ اور بہو کے بہیڑیے کی طرح مکار بہیڑ کو چیر پہاڑ کرا الگ ہو جاتا مگر شاباش رسوا تمہاری سماحی کو۔ ہمتی پتھر کی چھاتی بناکر سامنا کیا۔ اور موم کی مریم بنکر مڑتے چلے گئے۔ قول فیصل کا مشہور ہونا تہا کہ زمانہ بگڑ گیا۔ ناگزیر مولانا رسوا کو اوٹھنا پڑا تا اہل حق کے غبار خاطر کو فرو کر کے آتش اشتعال جھٹ پٹ بجھا دین۔ پھر جو کچھ لکھا دلائل سے اور جو فرمایا براہین سے فرمایا گو

کلوخ انداز را پاداش سنگ است

کا میدان کھلا ہوا تہا اور اونگتے کو ٹھیلتے کا بہانا کافی ہوتا لیکن ہزار آفرین اس شایستگی پر کہ وقار تحمل کی باگ ہاتھ سے چھوٹی اور اشہب قلم کو بے قابو ہونے نہ دیا۔ اسپر بھی مزخرفات عسکریہ نے پانی نہین مانگا۔ اور دمکی دم مین گھل گھل کر فنا ہو گئی۔ علی ہذا نہ حضرات امامیہ چین بجبین ہوئے۔ نہ اخوت اسلامیہ مین فرق آنے پایا۔ ورنہ آغا ئی مذاق عیاذاً باللہ وہ بھونڈا مذاق تہا جسکی تقلید سے جگر مین جھید جھید مین ناسور ناسور مین پرنالے کھل جاتے۔ اور قیامت تک گھاؤ نہ بھرتا مگر رسوا سلمہ نے صبر ایوب سے کام لیا۔ گریہ یعقوب سے چہرکا و کرتے چلے گئے۔ اوہنون نے ہنس ہنسکر کہا

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا را

خدا ناشناس آغا نے جناب احد الختنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شان رفیع مین بالتخصیص جو کچھ لکھا وہ بڑی پکڑ کی لائق ہے۔ اوسنی گستی ضال مضل واہی تباہی کا قول مطرود نقل کر کے داماد رسول الثقلین صلی اللہ

علیہ وسلم کے لاشۂ اطہر سے ایسی شوخیان کی ہین کہ تہذیب نے کانون مین انگلیان دے لین۔ حیا نے آنکہون کو موند لیا۔ قائل بلا طائل کو رقیہ و ام کلثوم بنات طیبات سے بہی تو شرم نہ آئی۔ نہ اپنے دلہن ہو جا

اہی چشم اشکبار ذرا دیکہہ تو سہی		ہوتا ہے جو خراب یہہ اپنا ہی گہر نہو

نہ معلوم آغائی یاوہ گو نے عثمان غنی کو کیا سمجہا ہے اونہون نے بہی نہج البلاغت کو بہی کبہی کہولکر نہ دیکہا ہوگا جس سے نواب محسن الملک آیات بینات کی جلد ثانی مین اسطرح نقل کرتے ہین۔

"جب عثمان غنیؓ پر باغیون نے ہجوم کیا تو جناب امیرؓ حضرت عثمان غنیؓ کے پاس گئے اور اون سے کہا کہ لوگون نے مجہے سفیر بناکر آپ کے پاس بہیجا ہے مگر مین نہین جانتا کہ آپ سے کیا کہون۔ کوئی چیز مین ایسی نہین جانتا جو آپ نہ جانتے ہون۔ اور کوئی شے نہین بتا سکتا جو آپ نہ سمجہتے ہون۔ تم وہ ہی جانتے ہو جو ہم جانتے ہین۔ کسی چیز مین ہمنے تمسے سبقت نہین کی۔ جو ہم تمہین بتا ہین۔ تمنے وہ سب دیکہا ہے جو ہمنے دیکہا۔ اور تمنے وہ سب سنا ہے جو ہمنے سنا۔ تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ویسی ہی صحبت پائی ہے جیسی کہ ہمنے۔ نہ ابن ابو قحافہ تمسے بڑہکر تہے نہ ابن خطاب تمسے زیادہ مستحق کیونکہ تم رسول اللہ کے زیادہ قریب ہو اور اونکی دامادی کا شرف رکہتے ہو۔ جو اونکو حاصل نہین تہا۔ الی اخرہ"

ہمارا مطلب اس نقل النقل سے یہہ ہے کہ زوج بتول و شیر خدا۔ ہزبر وغا جناب مرتضیٰؓ نے کسی امر مین اپنی ذات بابرکات کو عثمان غنیؓ پر فوق نہین دیا۔

بلکہ بحذف زوائد صاف فرمایا کہ ہم تم ایک ہی جیسے ہین - بال برابر فرق نہین
باینہمہ آغا کی بیباکیان حد اعتدال سے گذر گیئن ہین تب مولوی
صاحب کو لینی پڑین دلائل وحجج کے علاوہ زبان کی روانی - بیان
کی سلاست محاورات کا چٹخارہ روزمرہ کی صفائی - مطائبات کی سحر آفرینی
بذلہ گوئی بہار - واہ وا - واہ واکہوائے بدون نہین چہوڑتے - اگر اس
کتاب کو اہل نظر مجمع البحرین کہین تو اسم بامسمی اور سراسر بجا ہے کیونکہ
مصنف ومولف نے اگرچہ بالتخصیص مزخرفات عسکریہ - آغائیہ پر ریویو
لکھا ہے الا ضمناً رمی الجمرات مولفہ مولوی **مقرب علی** جگرانوی
مدرس ریواڑی پر بھی اس خوبی وحسن کلام کے التزام سے اظہار رائے
فرمایا ہے کہ تمام حسن وقبح کتاب مشہور فی الشیعہ رمی الجمرات کا ناظرین
اہل انصاف پر جو اعتساف سے برکنار ہین کالشمس فی نصف النہار روشن
وآشکار ہو چکا ہے - امید ہے کہ جب آغا صاحب وغیرہم اس کتاب کو
مثل آفتاب عالم تاب چمکتا ہوا پائین گے تو آنکھون مین دنیا تاریک
نظر آوے گی اور غالباً یہ شعر اوستاد پڑہتے پہرینگے -

تیرگی ہین جو نظر آتے ہین تارے دن کو	دو شب تار سے تشبیہ ہماری دن کو

اللہ اس مکتوب مرغوب کو قبولیت کا خلعت بخشے اور مولوی صاحب
کے سر پر شہرت کا تاج رکھے آمین -

قطعہ تاریخ تصنیف نسخہ لاجواب ابطال الباطل

سنا ہے کوئی آغا عسکری ہین	بہادر ہین - دلاور ہین - جری ہین

وہ ہین مذہب کے اک مشہور شیعہ ہین دور اون سے سب افعال شنیعہ

زبان خامہ کو دیتے نہین قط کیا تہذیب کو حضرت نے القط

دکہائی قول فیصل مین وہ تیزی کہ کی شرم وحیا نے اشک ریزی

ہوئے سوء ادب سے آپ گویا اونہون نے خود بدی کا بیج بویا

تو تیہ پہر غیرت حق نے کیا کام ہوا ابطال باطل کا سرانجام

وحید العصر علاّمہ زمانہ سخن دان اور سخن سنج یگانہ

جناب مولوی احمد حسن آج جنہین ہر علم مین حاصل ہے معراج

اونہون نے وہ لکہا ابطال باطل کہ دشمن ہوگئے مخدوش و عاطل

کیا رسوا نے رسوا خود سری کو جلایا توڑ کر گدکا - پہری کو

دکہایا - علم سے لڑتے ہین عاقل ادب سے - علم سے لڑتے ہین عاقل

نہ آغا عسکری صاحب کی صورت تبرّی کی پڑی اون کو ضرورت

نہ رسوا گفت آغا شوخ و شنگ است کلوخ انداز را پاداشش سنگ است

تجہے اس گفتگو سے کیا سروکار ہو - قدسی کسیلیے سرخبردار

ہوا ہین پہر تو فکر سال مین غرق کبہی تہا جذب مین گہہ حال مین غرق

لکہا ہاتف نے - کہہ - کیون ہے زہیر اب

لکہا ابطال باطل بےنظیر اب

١٣١٦ ہجری

جو صاحب کتاب ہذا کا مطالعہ فرماویں ان اغلاط کو اول درست فرمالیں۔

صحت نامہ کتاب ابطال الباطل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۷	نصریت	نصیریت	۵۹	۶	مدیبہ	مدینہ
۸	۸	صغرسن	صغیرسن	۶۱	۵	تقسیری	تفسیر ہے
۹	۹	لضیا	لضا	″	۱۷	بھول گئے	بھول جائینگے
۱۰	۶	لرسول	للرسول	۶۷	۱۰	مشیر	مبشر
″	۱۵	مرفوع	موضوع	۶۸	۱۱	ضروری	جزئی
۱۲	۵	استقصاالابہام	استقصاءالافحام	۷۰	۶	رافضی	رافض
۱۳	۶	بروے	برائے	۷۴	۱۶	فیابہم	جنابہم
۱۶	۶	متقی	سفنتی	۷۷	۱۱	عاصی	عامی
۱۹	۹	عماد	عمار	۷۹	۸	عقب	غصب
″	۱۸	وفنون	والفنون	″	۱۹	ابائب	ربائب
۲۰	۱۸	تلامیر	تلامیذ	۹۶	۱۵	لغزیفا	لغزیضا
۲۸	۱۱	قیقاب	قبقاب	۹۹	۱۹	لبست	لبسط
۳۲	۷	رافضیہ	رافضہ	۱۰۳	۱۴	حنیف	حنیفہ
″	۱۶	ناجبیت	ناصبیت	۱۰۴	۴	مشتغاث	ممانعات
۳۷	۱۲	الغدود	الحذود	″	″	معاملات	محالات
۴۰	۹	عیب	عبث	″	۱۳	جب	جیساکہ
۴۲	۱	کی	کی ہے	۱۰۵	۱۲	عنکبوت	العنکبوت
۴۴	۱۷	عبس	عبث	۱۰۶	۲۱	صراط	الصراط
۴۶	۱۹	مسئلہ	مسلمہ	۱۰۷	۱۱	الحاد	الایجاد
۴۷	۱۱	باہر	ماہر	″	″	فقیح	فضیح
۵۰	۱۴	مطاہرت	مصاہرت	۱۳۱	۱۹	خیابہم	جنابہم
۵۳	۱۶	مہتدیین	مہدیین	۱۳۴	۶	الائیمہ	الامتہ
۵۸	۳	عیقات	عبقات	۱۴۰	۲	نعبض	محض

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۸	۲۱	ولایہا	ولایتنا	۲۹۴	۲	برادراور	برادر
۲۳۳	۷	عباسیون	مروانیون	۲۹۶	۵	لاتکفر	لانکفر
〃	۵	جعلہا	علیہا	۲۹۷	۱۸	لحیہ عثمان	لحیہ عثمانی
۲۳۴	۲۰	ایرانی	ایران	۳۰۷	۲۰	محبت	معیت
۲۳۵	۱۶	خرج	فرج	۳۱۱	۱۵	جہانکوخبرہو	جہانکو خبرہو
〃	〃	معا	منا	۳۱۷	۱۲	ہی کے	ہی پہلے
۲۳۹	۴	پرزوری	پرزوری ہے	〃	〃	کاشف لبنام	کاشف اللثام
〃	۶	امامتیین	امامت جسمیین	۳۲۱	۹	النجیب	النجب
۲۴۳	۹	استثنٰی	استثناء	۳۲۲	۱۴	نبس	بھی
۲۴۵	۱۶	ناحق شناس	حق ناشناس	۳۲۳	۸	شیخ نے	سیخ بھی
〃	۲۰	بلادرے	ملا ذری	۳۲۵	۱۴	اامسہ	امامیہ
۲۴۹	۱	اجماع	باجماع	۳۳۳	۱۵	صورت	صوت
〃	۲	بردی	وبردی	۳۳۴	۱۸	ابن ام کلثوم	ابن ام مکتوم
〃	۳	تغافل	لغافل	۳۳۶	۸	کلثوم	مکتوم
۲۵۱	۱۲	خیالون	ہم خیالون	۳۳۸	۱۶	دیکہہ	دب کر
۲۵۸	۱۵	قربان قربائی	قربان فرمائی مراکو	۳۳۹	۱۶	ام کلثوم	ام مکتوم
۲۵۹	۶	عنہ کا	عنہ کا جتکا	〃	۱۸	واہیہ	داہیہ
۲۶۰	۱۷	تبدیلی	تبدیل	۳۴۰	۱	یفر	یقر
〃	۱۸	سادات اساتذہ ہوئے	مثلاً اساتذہ ہوئے	۳۴۱	۵	گذارش	گزارش
۲۶۳	۱۶	لہم	ولہم	۳۴۴	۱۴	کے	کے ساتھہ
۲۶۴	۱۳	حی	رحی	۳۴۶	۱۰	اوراگر	اور
۲۶۵	۱۴	ہونا واجب	ہونا ناواجب	۳۵۰	۱۰	یمدۃ	بمدۃ
۲۶۹	۱	خبرتھی	خبرنہ تھی	۳۵۱	۱۱	میری	پھیری
〃	۶	عین الخط	عین السخط	۳۵۳	۱۸	ششبیر	شبیر
۲۸۳	۱	محدود	معدود	۳۵۵	۱۹	〃	〃
۲۸۵	۹	آغاحب	آغا صاحب	۳۵۶	۱۴	الیسا ہی فتوی	الیسا فتوی
۲۹۱	۱۵	رائینہم	رائیتہم				
۲۹۳	۱۵	خیابہ	جنابہ				

حسب الحکم جناب ارشادی جناب مولانا ابو الحسین احمد حسین صاحب مد ظلہ العالی یہ رسالہ
جناب سید برکات حسین صاحب سرکار خورد کو دیے
بطور ہدیہ نذر کیے ۔ حفظ ۲۰ ربیع ۱۹۰۲ء
محمد طاہر

هو الفتاح

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی انعم علینا بنعیم الالوان وربنا بالجود والاکرام - وهدانا الی الصراط المستقیم الذی هو طریق الانبیاء الکرام - وسماه فی کتابه باسم الاسلام - والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد ن المصطفیٰ واحمد المجتبیٰ الذی انقذ الخلق عن عبادة النجوم والاجرام وشخص الاسلام وکسر الاصنام - دینه جار الی یوم القیام وعلی آله واصحابه العظام الذین هم هداة الناس الی سبیل الجنان بالدوام وهم بعد الانبیاء خیر الانام - اما بعد فهذه رسالة موجزة سمیتها بزجر العوام عن توهین دین الحق وملة الاسلام ولقبتها بابطال الباطل فی رد القول الفیصل التی الفها آغا محمد ان العسکری قزلباش اکبرابادی ولقبتها بمرقع الاسلام مضحکا علی الاسلام ومستهزء الدین الحق وملة

البیضاء جاءبہ خیرالانام۔
بعد حمد و نعت کے اذل الخلیقہ بل لاشئ فی الحقیقہ احقر الناس خادم الطلبہ احمد حسن رسولپوری علامتہ
الزمن جناب مولانا مولوی محمد حسن صاحب بیدار طاب ثراہ وجعل الجنتہ مثواہ بجنوری مولداً و وطناً
دانبالوی مسکناً۔
بخدمات عالیات حضرات ناظرین نہایت ادب سے عرض کرتا ہے کہ اس خاکسار کو کوئی تعصب
مذہبی یا عناد وغیرہ کسی مسلمان بھائی سے نہین ہے اور شعر لسان الغیب حافظ شیرازی
علیہ الرحمہ اکثر زبان پر ہے **شعر** جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ + چون ندیدند حقیقت
رہ افسانہ زدند + اور یہہ دعوی بنا بر سند ادعا محض نہین بلکہ شہر انبالہ مین جہان بدو شعور
سے زندگی کا بڑا حصہ بسر کیا ہے میرے احباب اکثر او تلامیذ بیشتر حضرات شیعہ اثنا عشری
ہین سب جانتے ہین کہ کبھی کسی قسم کا تعصب میری طرف سے نہین پایا گیا بلکہ مجالس عزا مین بھی
پیشتر و بیشتر شریک ہوجاتا تہا اور محبت سادات رفیع الدرجات بلا تمیز و تفریق مذہب الحمد للہ بدستور
باقی ہے اگرچہ انساب اہل عجم ظنیات مین معدود ہوتے ہین لانہم ضیعوا انسابہم ولا اعتبار
لہم لیکن مسلک اہل تصوف یہہ ہے کہ نسبت خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بلا تحقیق
و تدقیق و نکتہ چینی وغیرہ کے اعظم موجبات محبت سے خیال کرتے ہین اور ہمارے پیران عظام
و اساتذہ کرام کا یہہ ہی سجیۂ رضیہ ہے چنانچہ میرے تلامذہ شیعہ مذہب نے جب کوئی مسئلہ دریافت
کیا ہوگا تو فوراً یہہ بتایا گیا کہ تمہارے مذہب مین ایسا لکہا گیا ہے اور ایسا عمل کرلو اور اگر
کچہہ شبہہ ہو تو اپنے علما سے تصدیق کرلو۔
مین نے سنا ہے کہ میرے دادا پیر شیخ المشایخ حضرت پیر حافظ موسی رحمتہ اللہ تعالے چشتی
صابری کی حضور مین ایک مرید نے ایک سید کو رافضی کہدیا تہا آنجناب علیہ الرحمہ اوس گوینده
سے ایسے خفا ہوئے کہ اوس پر کبھی توجہ مربیانہ مرشدانہ نفرمائی۔ اسیطرح میرے استاذ الاستاد
کامل و مکمل فخر الزمن مولانا مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری نور اللہ ضریحہ خود مجہے

ارشاد فرماتے تھے کہ ہم ایک قیمتی لباس بنوا کر کسی سید کو دینا چاہتے تھے جب تلاش سید صاحب کیگئی تو دو سید اس لباس کے مستحق پائے گئے ایک تو سید سنی المذہب اور نہایت صالح و متقی اور دوسرا سید شیعی مذہب نا پرہیزگار۔ محبت دینی و مذہبی کا تو یہہ اقتضاء تھا کہ یہہ ملبوس فاخرہ سید صالح کو دیا جاسئے مگر صرف خلوص اور اتحاد محض نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا مقتضی تھا کہ بلا رعایت مذہبی یہہ ملبوس نذر سید محض کیا جاسئے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا کہ اوس شیعہ سید صاحب کے حضور میں پیش کش کردیا یہہ حال ہے عقیدۂ اہل سنت و جماعت کا بہ نسبت سادات رفیع الدرجات۔ چنانچہ فی زماننا ایک رسالہ القول المقبول فی حب آل رسول ایک عالم اہل حق نے تصنیف فرمایا ہے اوس میں عقیدۂ اہل حق مفصل و مضامین خوش اعتقادی بوجہ احسن لکھے گئے ہیں اوسکو دیکھنا چاہیئے اور الزامات مالایلزم سے اہل حق کی حقانیت میں فرق نہیں آسکتا۔ البتہ محبت جاہلانہ کو اہل حق فضول و عبث خیال فرماتے ہیں اور اصول محبت تراشیدۂ شیعہ کو ہرگز نجات میں کچھہ دخل نہیں بلکہ ایسی محبت واہیانہ مہلکات میں معدود ہے آغا صاحب محمد عسکری نے جو ہمارے مخاطب ہونے والے ہیں اونہوں نے اپنی کتاب میں جمیع سادات شیعہ مذہب کو ہی آل نہیں سمجھا صرف ائمہ اثنا عشر کو بمشکل یہہ شرف عطا فرمایا ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالے موقعہ پر اسکی بحث کیجاویگی۔ بلکہ اونکی خبر لیجاویگی پس باین ہمہ بے تعلقی و بے تعصبی جس چیز نے مجکو ان چند اوراق کے لکھنے پر مجبور کیا وہ یہہ ہے کہ ان دنوں میں نے ایک رسالہ بذریعہ اپنے ایک تلمیذ عزیز شیعی مذہب سید انبالہ کے جو فی الجملہ ذی علم ہی ہے دیکھا۔ جسکا نام قول فیصل المعروف بہ مرقع اسلام ہے بادی النظر میں اس نام کے دیکھنے سے قدرے اطمینان ہوئی کہ شاید اس کا مولف کوئی منصف مزاج صلح پسند ہوگا جس نے فریقین میں مصالحت کی کوشش فرمائی ہے کیونکہ سرورق پر نام نامی و اسم گرامی مولف کا اس طرح لکھا ہے (ایک بے تعصب مسلمان آغا محمد عسکری اکبر آبادی) مگر بفحوائے مطالعہ دیباچہ کتاب کے (برعکس نہند نام زنگی کافور) کا مضمون ظاہر ہوگیا اور امید مبدل بہ یاس

ہوگئی کیونکہ شروع سے ہی مصنف نے چھیڑ چھاڑ شروع کردی ہے - معلوم نہین ہے کہ
آغا صاحب نے مذلت لقب مسلمانی اپنے حق مین کیون گوارا فرمائی جبکہ توہین اسلام
و تضحیک صنادید دین خیر الانام علیہ التحیتہ والسلام تالیف کتاب کی علت غائی ہے اور یہہ
محض دہوکہ دہی ہے کیونکہ مسلمان ہونا شیعون کے لئے ذریعہ فخر کا نہین جبکہ خود ائمہ
طاہرین معصومین نے فرمایا ہے نحن وشیعتنا خلقنا من طین واحد یعنی ہم
اور ہمارے شیعی ایک مٹی سے پیدا ہوئے ہین - اہل سنت تو صرف بارشاد رسول مقبول
آیہ سراپا ہدایہ امرت ان اکون من المسلمین سیدہے سادے مسلمان ہین
اور شیعہ صاحبان اس نام اس لقب کو موجب توہین سمجھتے ہین - پس کیا ضرور تہا کہ
آغا صاحب نے مسلمانی کے نام سے آپ کو بدنام کیا - کیا مرقع اسلام اسی طرح لکہا
کرتے ہین یہہ نام کتاب کا رکہتے ہوئے کچہہ بہی شرم وحیا کو اختیار نفرمایا وہ طبقہ علماء جو
اکابر اسلام کے حالات لکہا کرتے ہین طبقۂ اعلے کے حضرات اور بڑے بیدار مغز عالی دماغ
جامع علوم وفنون ہوتے ہین ہم حیران ہین کہ مولف قول فیصل نے باوصف قلت شعور
دعوی مرقع نگاری کس حوصلہ پر فرمایا تمام عقلاء روزگار وعلماء بادہ قار کی رائے کے موافق
آیات بینات مولانا محسن الملک مولوی سید محمد مہدی علی خان بہادر بالقابہ کا اسم بامسمی
قول فیصل ہے جو جناب ممدوح کی تحقیق فاضلانہ کالب لباب اور مقبول جملہ اولی الالباب
ہے علاوہ فضل وکمال کے معجز کلامی وسحر بیانی حضور محسن الملک کا شہرہ بہی محیط آفاق
ہے - اور کتب مناظرہ جو بزبان اُردو لکہی گئی ہین اون مین کتاب مستطاب ہدایات
الرشید مصنفہ فاضل جلیل وعالم نبیل سند المتکلمین فخر المناظرین علامۂ مجید مولانا خلیل احمد
انبہٹوی مدرس اول مظاہر العلوم سہارنپور - عدیم النظیر لاجواب ہی لیکن مولانا موصوف
نے باوجودیکہ ایک رسالہ مولفہ سید فرزند حسین صاحب لودہانوی کا رد تحریر فرمایا ہے
اور ایسے سوال وجواب مین ناگزیر رعایت جواب ترکی بترکی - کرنی پڑتی ہے گرزار

آفرین ہے جناب سابق الاوصاف کی عالی حوصلگی وبلند ہمتی پر کہ اپنی وضع فاضلانہ کو ایسا ملحوظ خاطر رکھا ہے کہ بجواب دشنام ہائے صریحہ فی المثل صلوات رحمت آیات اپنے مخاطب کو سنائی ہین تعصب کو ایک ذرا اپنی تحریرات مین دخل نہین دیا جواب الزامی کو تحقیقی جواب کے پیرایہ مین ظاہر کیا طعن وتشنیع کی ایک شمہ تو اوس مین نہین ہے غالباً ارواح طیبہ متکلمین اہل حق مولانا ممدوح کے لئے دعائے مزید حیات وبرکات کرکے یہہ مصرع شعر پڑہتے ہونگے

این کار از تو آید ومردان چنین کنند + اگرچہ نواب محسن الملک کے آیات بینات کا برائے نام جواب رمی الجمرات لکھا گیا ہے لیکن مین نے جہان تک اوس کو دیکھا ہے سوال از آسمان جواب از ریسمان کا مصداق پایا۔ اور نام کتاب (رمی الجمرات) خود مصنف یعنی مجیب کی ناموزونی طبع وسنگدلی پر دال ہے کسی مسلمان کا کام یہہ نہین ہوسکتا کہ آیات بینات پر پتہر مارے۔ پتہر پڑین ایسی سمجہہ بوجہہ پر چنانچہ جب حضرت مجتہد العصر ایران نے سنا تہا کہ تحفہ اثنا عشریہ کے جواب مین ذو الفقار لکہی گئی ہے تو نہایت ہنسی سے فرمایا کہ سبحان اللہ تحفہ کے عوض مین تلوار کہینچی ہے۔ بس مین اس کتاب کو دیکہنا نہین چاہتا ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ الغرض مصنف رمی الجمرات کی ناموزونی طبع صرف تسمیۂ کتاب سے ہی ثابت نہین بلکہ حضرت نے شروع مین ہی مطاعن تذبذب مذہب حضرت محسن الملک بطور دعوی بے دلیل لکہہ کر نیچریت وغیرہ کا الزام لگایا ہے حتی کہ ان مطاعن ذہبیہ کو گستاخی کی حد تک پہونچایا۔ اور تعریضات وایرادات محسن الملک کا جواب تو کیا دیتے معلوم ہوتا ہے کہ سمجہی بہی نہین۔ بخدا کہ میری تحریر بطور مبالغہ نہین اگر کوئی عقیل آدمی طلبگار ثبوت ہو تو مین باقرار رمی الجمرات اوسکے ثابت کرنے کے لئے تیار ہون۔ افسوس ہے اسبات کا کہ عام شیعہ صاحبان محسن الملک کے آیات بینات کو بخوف اشتعال طبایع خود دیکہتے ہی نہین اگر کسی نے کوئی فقرہ پڑہا ہوگا تو رمی الجمرات مین فقرات منقولہ کو ہی دیکہا ورنہ نام ہی نام سنا ہوگا باین ہمہ سید فرزند حسین صاحب لودہیانوی اپنی تحریر مین مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم سے جواب رمی الجمرات طلب فرماتے ہین گویا شیعہ صاحبان کو اوس کتاب پر بڑا ناز ہے مگر یہہ

نا نہایت بیجا اور بے موقع ہے مولانا ممدوح نے ہدایات الرشید مین ارقام فرمایا ہی
کہ اگرچہ رمی الجمرات اس قابل نہین کہ اوسکے جواب کی طرف علماء اہل حق توجہہ فرماوین لیکن
چونکہ آپکی تمنائے دلی ہے کہ رمی الجمرات و تحفہ اشعریہ کا جواب دندان شکن ضرور ہی دیا
جائے تو بسم اللہ یہہ ہر دو کتاب بحذف خرافات مرتب کرکے ہمارے پاس بہیجدین اوسکا
جواب لکہہ کر تسلی و تسکین شیعہ صاحبان کی کردی جاویگی القصہ غرض اس نیازمندکی یہہ ہی
کہ ایسی کتابون کو اگر لقب قول فیصل کا دیا جائے تو بیجا ہے خود ہی اور مین نے توثیق کتابین
شریفین کی اسی مراد سے کی ہے کہ آغا صاحب کا خلل دماغ اوسکے مطالعہ سے جاتا رہی
یقیناً یہہ ہر دو کتاب اونکی نظر سے نہ گذری ہونگی اور اگر گذری ہونگی تو مجکو حضرت کی لیاقت
سے یہہ امید نہین کہ وہ علماء کی اردو زبان کو بہی سمجہہ سکین اور اونکو یہہ معلوم نہین کہ اسلام مین
اب بہی بڑے بڑے محقق کامل موجود ہین گو آغا صاحب نے اپنے زعم باطل مین میدان خالی
پایا اور بے محل شور واویلا مچایا۔ اور مجتہد بنکر خود بخود حکم و ثالث بالخیر بن بیٹھے اور کتاب مرقع
لکہکر اوس مین اکابر دین خیر الانام و حواریون رسول علیہ السلام کی ہجو صریح لکہی اور تلمیحات
و اشارات و کنایات پر اکتفا نفرمایا حالانکہ الکنایۃ ابلغ من التصریح اہل تہذیب
کا مانا ہوا ہے باین ہمہ اوسکے صلہ مین اس دشمن اسلام کو بعض جہلا شیعہ نے لقب شیخ
الاسلام عنایت کیا ہے سبحان اللہ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کیا جہل و
نادانی کا زمانہ آگیا کیا ظلمت بے تمیزی محیط آفاق ہوگئی کیا ہر کس و ناکس کو اخبار ہی اردو
کے بہروسے پر تالیف و تصنیف کا حوصلہ ہے علوم کی حاجت نہ فنون کی ضرورت
جبتک عامی جاہل کے منہ مین زبان ہے۔ عالم علم معانی و بیان ہے۔ اس بات کا بیان کرنا
کہ آغا صاحب کو سلیقہ تدوین و تصنیف و تفصیل و تبویب کتب وغیرہ بہی حاصل نہین کچہہ
ضرورت نہین۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ اور یہہ کتاب مرقع جو آغا صاحب
نے گوڈ گہانٹ کرکے بنائی ہے اسپر شاہد ہے اہل انصاف و عقل سب جانتے ہین

اور معلوم کر چکے ہین کہ تا کجاش رسید ست پایگاہ علوم۔ کم سے کم رائے دینے کے لئے
اگر عالم نہ ہو تو ذی فہم اور بے تعصب آدمی کا ہونا تو ضروریات سے ہے کہ وہ اپنی زبان مین
تو کچھہ عقل کی بات کہے اور اپنی عامیانہ رائے کو نرم الفاظ مین بے تعصب تو ظاہر کرے
آغا صاحب جیسے علم و فضل سے معرا ہین ویسے ہی حیا و انصاف سے بھی عاری و برہنہ۔
کچھہ بھی پاس وضع داری جس کا دعوی تہا نہین کیا دیباچہ سے ہی صلواتین سنانے لگے
گویا لبھی کے بہرے ہوے بیٹھے تھے۔ پھہر ظاہر کہ بہرے بیٹھے ہین۔ آغا صاحب کے
غلو فی التشیع بلکہ نصیریت کی جہلک اوس رباعی مین بھی پڑتی ہے جو سرورق کتاب پر لکھوائی
گئی ہے وہی یہ ہے رباعی روزیکہ بکعبہ مرتضی شد پیدا + در کون و مکان قبلہ نما شد پیدا +
جبریل امین بہ تہنیت فرود آمد گفت + فرزند بخانۂ خدا شد پیدا + اس رباعی منقولہ بالا سے
ظاہر ہوتا ہے کہ آغا صاحب بھی حضرت مرتضی کو ابن اللہ کہنا اور کہلانا چاہتے ہین —
پس ایسا غالی شیعہ فیصلہ لکھنے کے قابل ہرگز نہین ہو سکتا فصاحت بلاغت بھی آغا صاحب
کی ایسی نہین جس سے ناظم و ناثر و شاعر وغیرہ اشخاص ہی مستفید ہو سکین اور شیرین زبانی
و خوش بیانی کے لالچ سے اونکی تلخ گفتاری کی بدمزگی کو گوارا فرمائین۔ یہہ حصہ خوش بیانی
وغیرہ تو حضرات لکہنو کا ہی ہے نہ کہ اکبرابادیون کا۔ اگرچہ دینیات مین صرف فصاحت
و بلاغت سے بجز ابلہ فریبی کے اور کوئی نتیجہ بر آمد نہین ہوتا بفحوائے کلام شیخ علیہ الرحمۃ
ہان تا سپر نیفگنی از حملۂ فصیح۔ کورا بجز مبالغہ مستعار نیست۔ لیکن آغا صاحب حضرت
امیر المومنین علیہ السلام کے ابن اللہ کہنے کے لئے مجبور ہین اور عند الشیعہ معفو و معذور
مغفور شیعہ صاحبان تو حضرت کرم اللہ وجہہ کو رب کیا بلکہ رب الارباب خیال کئے بیٹھے
ہین اور نبوت تو معاذ اللہ برائے نام ہی تفویض رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
ہو گئی ورنہ فی الاصل مطلوب و مقصود و مورد تنزیل مقدس و مہبط وحی الہی وغیرہ
آنجناب ختم الولایت ہی ہین۔ چنانچہ ایک پورا نامشہور شعر کسی شیعی صاحب کا

اس عقیدہ ذمیمہ کی جو ہردم تازہ ہے تائید کرتا ہے - جبریل کہ آمد ز بر خالق اکبر + نزدیک محمدؐ شند و مقصود علی بود + اور جناب امیر تو خاتم الولایت ٹھیرے حضرات شیعہ تو دیگر ائمہ علیہم السلام کو بھی اسی شان و رتبہ کا خیال فرماتے ہین حتی کہ مولوی بہادر علی شاہ صاحب گجراتی نے مناظرہ سناؤ سورہ مین بہت شور کیا ہے اور غل مچاکر کہا ہے (دیکھو لوگو ائمہ اطہار کو بھی اہل جماعت ملوث بصفات بشری بتاتے ہین اور لکھا ہے کہ جمیع ائمہ علیہم السلام حاجات ضروریہ اکل و شرب وغیرہ سے منزہ ہین حالانکہ برخلاف اوس کے ہمنے خلاصۃ المصائب مین لکھا دیکھا ہے کہ ایک دن امام ابو عبد اللہ الحسین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مین بزمانہ رضاعت و شیر خوارگی لیٹے ہوئے تھے ناگاہ مثل دیگر بچگان صغیر سن کی آنحضرتؐ کے لباس مقدس پر پیشاب کردیا یعنی بال الحسین علی ثوب النبی - الیٰ آخرہ اور یہہ ہی مولوی صاحب تفسیر سورہ مزمل آیہ طائفۃ من الذین معك مین اثنا و عظ مین فرماتے تھے کہ سبطین شریفین دو ڈیڑہ برس کی عمر مین برائے نماز تہجد اوٹھا کرتے تھے غرض عجب طرح کی خوش اعتقادی ہے کہ بیسیون روایات طبع زاد تصنیف کرڈالی ہین جو آپس مین معارض اور باعث مضحکۂ روزگار ہین اور ایک شعر عجیب و غریب مشعر عقاید حقہ امامیہ پیش کرتا ہون جس سے تفضیل علی مرتضیٰ علی النبیؐ ثابت ہوتی ہے - **شعر** رجعت خورشید اور شق القمر سے ہے عیان + ہے نبی مالک لیالی کا علی ایام کا + ناظرین یہہ گمان نکرین کہ اس شعر سے عقیدہ شیعہ کا ثابت نہین ہوسکتا بلکہ شاعرانہ مضمون ہے نہین بلکہ یہہ عین عقیدہ امامیہ کا ہے - اول تو اس شعر سے معاذ اللہ دیرینہ عقیدہ شیعون کا ثابت ہے جو وہ خدا کو بیبر معطل گردانتے ہین - دوسرے بلا استثنا افضل الانبیا ہونا جناب امیر کا ظاہر ہے -

تیسرے بالتحقیق سید الانبیا سے افضل ہونا جناب امیر رضی اللہ عنہ کا پایا جاتا ہے اور یہہ سب باتین عقاید شیعہ مین داخل ہین چنانچہ تہذیب المتین شیعہ مین لکھا ہے کہ علی افضل البشر یعنی جناب امیر علیہ السلام جمیع بنی آدم سے افضل ہین اگرچہ صاحب تہذیب المتین نے

اسکے ترجمہ مین جناب رسول خدا کو مستثنےٰ کردیا ہے لیکن یہہ قول اونکا لایق تسلیم نہین کیونکہ
یہہ صرف صاحب تہذیب المتین کا عقیدہ ہوگا اکابر شیعہ رسول خدا سے بہی حضرت علی کو افضل
جانتے ہین اصل حدیث یہہ ہے علی افضل البشر من شك فیه فقد کفر
یعنی علی افضل البشر ہین جس نے اس مین شک کیا تحقیق وہ کافر ہوا - اور اس عقیدہ دیرینہ
شیعہ کی مویدات کتب شیعہ مین بہت موجود ہین اگرچہ منقولات و معتقدات حضرات شیعہ تناقض
سے خالی نہین بلکہ سراپا مہمل ہین - چنانچہ ہمارے مولانا مولوی خلیل احمد صاحب دامت برکاتہ
نے کتاب ہدایت انتساب مین شیعہ کے اس عقیدہ کو شیعون کے منقولات سے ثابت کرادیا ہے
خلاصہ اس کا اس جگہہ نقل کرتا ہون - حضرات شیعہ دعوی افضلیت جناب امیر بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے اگر نصا کرین تو درست ہی یعنی ممکن ہے قل هل یستوی الاعمی والبصیر ام هل
تستوی الظلمات والنور - ارشاد خداوندی ہے اور اوس سے ثابت ہے کہ نور ظلمت
سے افضل ہے - اور یہان ہمہ روایات شیعہ سے پایا جاتا ہے کہ معاذ اللہ رسول علیہ السلام
ظلمت ہین اور حضرت امیر نور ہین چنانچہ علامہ مجلسی بحار مین صادق علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین قال السواد الذی فی القمر محمد رسول اللہ الی آخرہ اور تفسیر صافی مین بذیل تفسیر آیہ
فالذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معه اولئك
هم المفلحون لکہا ہے کہ النور علی یعنی اس آیت مین نور علی سے مراد ہے وفی الکافی
عن الصادق علیه السلام النور فی هذا الموضع علی والائمة یعنی اس موقع پر نور علی
و دیگر ائمہ سے مراد ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ بموجب اقوال شیعہ امامیہ علی علیہ السلام و دیگر ائمہ
کرام کل بنی آدم سے افضل ہین و نیز آنحضرت سے معاذ اللہ بمدارج افضل ہین کیونکہ آنحضرت
بقول شیعہ ظلمت و حضرت امیر و دیگر ائمہ نور ہین - اور ابو محمد جعفر بن احمد بن علی القمی نے نوادر
الاثر مین روایت کیا ہے علی افضل البشر من شك فیه فقد کفر یہہ موید اسی عقیدہ
کا ہے ایک سید نے ایک سید سے اسی شہر مین نقل کیا بلکہ اندر خانہ تعلیما فرمایا کہ رسالت

ماآپ نے چالیس برس کی عمر تک کچھہ نہین کیا اور حضرت علی مرتضیٰ بطن مادر مین عبادت
الٰہی بجالاتے تھے اور یہہ فضیلت کل حضرت علی کو ہے فقط الغرض حضرات امامیہ کے نزدیک خدا
کہو رسول کہو امام کہو جو کچھہ کہو حضرت علیؑ ہین اور اگر ایسا نفرمادین تو ایک لاکھہ کئی ہزار انبیا پر انکو
فضیلت کیونکر حاصل ہووے۔ اسی لئے آغا صاحب بیچارہ مرثی ہوئی زبان سے کہین ہی
اپنے قول فیصل مین لکھتے ہین کہ (حضرت امیر مساوی الاقدام و ہم رتبہ پیغمبر ہین اور وزیر بادشاہ
کا تفاوت ہے) ناظرین لله طالر سول براہ انصاف اس تناقض فی العقیدہ و مہمل کلامی کی آغا صاحب
کو داد دیوین۔ این الثری من الثریا۔ کسی نے آجتک وزیر کو ہم پایہ بادشاہ نہین کہا ہوگا مگر مبالغۃً۔
وزیر بادشاہ مین غلامی و آقائی و حاکمی و محکومی اور کم سے کم نائب منیب کا تفاوت ہے نبوت و امامت کا
ایک سمجھنا دیوانگی صرف ہے کوئی ذیعقل اس عقیدۂ بیچیدۂ شیعہ کو تسلیم نہین کرسکتا۔ ابلہ گفت دیوانہ باور کرد
آغا صاحب کی مہمل کلامی و لغو بیانی کی کیا شکایت ہے جب کہ میر حسن فرماتے ہین + نہین ہمسر اوسکا
کوئی جز علی + کہ بہائی کا بہائی وصی کا وصی + اور امیر حسن صاحب کی بہی شکایت فضول ہے۔
اونہون نے بحیثیت شاعری شاید اپنے ممدوح کی اٰنکی الفاظ مین کی ہوگی۔ مین نے تو بروئے
تفاسیر شیعہ اس سے بہی زیادہ عقیدہ غالیانہ شیعہ صاحبون کا لکھدیا ہے لیکن حضرات امامیہ کے لئے
حوالہ تفسیر و حدیث کا مسکن قلوب نہین ہوسکتا کیونکہ قرآن کو محرف و بے ربط سمجھتے ہین اور
احادیث صحیحہ کو مصنوع و موضوع۔ اقسام احادیث و قواعد منضبطہ روایت و درایت سے
اونکو سروکار ہی نہین۔ صرف عن القمی عن المجلسی لکھدینا کافی ہے لہذا مرثیون سے ہی اونکے
عقاید کی بخوبی تصحیح ہوسکتی ہے۔ مدت ہوئی کہ مین نے ایک مرثیہ سنا تہا جسکے دو چار مصرع
کم و بیش یاد ہین اوس سے بہی عقیدہ تفضیل علیؑ علی النبی الامی ثابت ہے۔ کہتے ہین کہ اک روز
محمدؐ ہوئے بیمار + اور تپ نے دیا آکے بہت آپ کو آزار + شہرہ ہوا بیمار ہوئے احمد مختار +
آکر لگے فرمانے وہین حیدر کرار + اے تپ جو تجہے خوف ہے بابا حسن سے + ہو دور اسیوقت
محمدؐ کے بدن سے + اللہم انا نعوذ بک من ہذا الہفوات و الخرافات الغرض اس قول فیصل

کے دیکھنے سے میری سمجھ مین نہین آتا کہ آغا صاحب با این ہمہ اصول نامستحکم کس حوصلہ پہ فیصلہ کرنے بیٹھے ہین اور وہ صاحبان کس فہم و درایت کے ہونگے جنہون نے آپ کو ہین فیصلہ دینے کی قابل سمجھا اور یہہ نہ کہا کہ ایاز قدر خود بشناس - اور آغا صاحب نے بموجب مقفع لہ مشہورہ (لا ادری نصف العلم) کے کیون نہ فرمایا کہ (ھا ھا لا ادری) افسوس افسوس مین نہین جانتا - لیکن اس زمانہ کی عام بے تمیزی نے آغا صاحب کے مخیلہ مین بھی یہہ خیال باطل جمادیا کہ تو بھی فی زماننا شیعون مین ایک علامہ اور حکم ثالث بن جانیکے قابل ہو گئے افسوس ہے کہ اس وقت مین ہر ایک عامی نادان کو حوصلہ تالیف و تصنیف پیدا ہو گیا ہے طرفہ جالیست در زمانہ ما + ہر کہ جاہل ترست فاضل تر + ہمکو تو یہہ تعجب ہو کہ آپ شاکی درشت کلامی و بے تہذیبی مولوی جہانگیر خان کے ہین اور آپ اون سے بھی زیادہ بے تہذیبی کہا رہے ہین سچ ہے - طبیعی ست اخلاق نیکو نہ کسب + اور لطف یہہ ہے کہ اہل سنت کو ایک فرقہ بے تہذیب متعصب خونخوار وحشی وغیرہ بحوالہ لکچرات آنریبل سر سید بہادر و مسٹر سید محمود - و شمس العلما مولانا محمد شبلی - کے بتاتے ہین لیکن اثبات کا یقین نہین ہوسکتا کہ ان حضرات نے اپنی ہجو آپ ہی کی ہو یا سواد اعظم اسلام کو مورد لوم و ملام کیا ہو اور شیعون کو مہذب فرقہ اور جنٹل مین بتایا ہووے - ھل ھذا الا بہتان صریح یہہ حضرات جنکی اسمار گرامی او پر مذکور ہوئے اگرچہ اہل حق مین سے ہین مگر بلا تمیز سنی و شیعہ کے شیفتہ و فریفتہ ترقیات اسلام کے ہین - اگر فی الواقع بھی ان صاحبون نے ایسا کہین لکہا ہی تو بمطوق انما الاعمال بالنیات ہم شکر گذار ہین کچہہ تو ہوئی محبت ہی اوس تحریر مین آتی ہو گی + ہم حسن اعتقاد سے جنہین چڑہائے گل + گل اون کے ہاتھ سے جو چراغ مزار ہو + سچ تو یہہ ہے کہ تہذیب کا خاتمہ صرف اسلام مین حضرات شیعہ و خوارج پر ہو چکا ہے اہل سنت سبے چارہ کہانتک اونکا مقابلہ اور سامنا تہذیب مین کر سکتے ہین محسن الملک مولوی سید محمد مہدی علی خان بہادر بالقابہ نے البتہ آیات بینات مین - اپنی تحقیق نیک

بتبحر علوم کے باعث حضرات شیعہ کے عقاید واہیہ بے سروپا کا ابطال کلی فرمایا ہے مگر نہایت تہذیب و شایستگی کے ساتہہ - ہر دو حصص **آیات بینات** کے بچشم انصاف و غور دیکہنے والے اسکی تصدیق کر سکتے ہین اوس کے جواب مین جو کتاب **رمی الجمرات** لکہی گئی ہے اوسکا مولف محسن الملک کے آسمانی و الہامی خیالات کو سمجہہ ہی نہین سکتا - چہ نسبت خاک را با عالم پاک + اور واضح ہو کہ علماء اہل حق نے تو کتاب **استقصاء الافہام** کو بہی جو شیعون مین مایہ الافتخار سمجہی جاتی ہے ہرگز لایق التفات نہین سمجہا اور بچشم حقارت دیکہا ہے پس زٹلیات عسکریہ یعنی (قول فیصل) کو ادنے طلبہ علوم بہی لایق جواب نہین سمجہتے ہین مگر مولوی جہانگیر خان صاحب مخاطب آغا صاحب نے کتاب قول فیصل کا جواب بہی المسمے بہ حق الیقین دو چار گہنٹہ مین لکہہ ڈالا جو خاتمہ کتاب **منظور الہدیٰ** مولفہ سید منظور حسین صاحب رئیس زادہ رائی پور سادات تحصیل نگینہ ضلع بجنور مین مطبوع ہو کر شایع خاص و عام ہو چکی ہے اسلیئے کچہہ ضرورت نہین تہی کہ مین بہی آغا صاحب کی کتاب پر **ریویو** لکہتا مگر چونکہ ہمارے بعض اعزہ تلامیذ نے تحریک تحریر رائے کی فرمائی اسلیئے مین نے بہی اپنے صوفیانہ اوقات کو اس مین باوصف قلت فرصت صرف کیا اور غافلون پر ثابت کر نا چاہا کہ آغا صاحب نے نہایت شوخ چشمی سے انکار قطعیات و بدیہیات کا فرمایا ہے حالانکہ انکار بدیہیات کار مجانین ہے و شعار مخبوطین - دیکہو صاحبان و حضرات شیعان اسی اپنے مرقومہ مین آغا صاحب نے لکہا ہے کہ (شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے جو امام ابو حنیفہ کو شاگرد امام باقر علیہ السلام لکہا ہے غلط ہے) اور علاوہ انکار شاگردی امام کی مطاعن امام ابو حنیفہ کو بہی براہ تعصب اندہ کے نقل فرمایا ہے - یہہ تحقیق آغا صاحب کی محض براہ اغوائے شیعہ صاحبان کے ہے اور بباعث جہل و نادانی علم سیر و تاریخ - ثبوت اسکا یہہ ہے کہ شیعان انبالہ بالتحقیق یہہ جانتے ہین کہ مولوی سید **مظہر حسن** صاحب سہارنپوری کا پایہ علوم آغا صاحب سے بہت زیادہ اور اونچا ہے مولوی صاحب کی تحقیقات و معلومات کو آغا صاحب ان تحقیقات

سے کچھہ نسبت نہین بلکہ آغا صاحب باعتبار کم علمی کے عوام الناس مین معدود ہین اور مولوی صاحب موصوف صاحب تصنیفات و زمرۂ علمار شیعہ مین شمار ہوستے ہین اور واقع مین بہی ایساہی ہے ۔ پس آغا صاحب سے تو انکار صریح شاگردی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا کیا ہے جیسا کہ اوپر لکہا گیا ہے اور مولوی صاحب اپنی تو تصنیف کتاب **تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین** مین آغا صاحب کی تکذیب **صفحہ ششم** حصہ دوم تہذیب مین فرماتے ہین چنانچہ اوس تمام عبارت متین کو خطوط بریکٹ یعنی ہلالی مین بر دی تنشیط خاطر ناظرین نقل کرتا ہون (جملہ علوم سے علم فقہ ہے وہ حضرت یعنی علی علیہ السلام اوسکی اصل بنیاد ہین تمام فقہار اسلام اون کے عیال و خوشہ چین خرمن عطاد نوال کے ہین کس لیئے کہ فقہ اصحاب ابو حنیفہ یعنی ابو یوسف و محمد وغیرہ نے ابو حنیفہ سے اخذ کیا اور شافعی نے محمد بن حسن سے اور اوسنے ابو حنیفہ سے اور احمد حنبل نے شافعی سے اور انجام اسکا بہی ابو حنیفہ پر ہوتا ہے اور ابو حنیفہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اونہون نے اپنے آبار کرام سے اور یہہ سلسلہ علی علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے الی آخرہ) اب ناظرین خود معلوم فرمائین کہ آغا صاحب کی معلومات مجہولات کا پایہ کیسا بلند ہے ۔

پس یہی حال اونکی دیگر تحقیقات کا بہی ہے **ریویو نگار کے** منصب سے یہہ زاید ہے کہ وہ حرف فاحرف کسی کتاب کی تردید پر کمر باندہے اس لئے اشارہ ہی کافی ہے ۔ اور آغا صاحب نے جو مطاعن بے تہذیبی بطرف اہل سنت لکہی ہین یہہ سب اونہین پر عاید ہوتے ہین جن صاحبان نے اس کتاب قول فیصل کو بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا ہوگا وہ جانتے ہون گے کہ کوئی صفحہ کوئی ورق اسکا بے تہذیبی سے خالی نہین ہے حالانکہ **تہذیب المتین** جلد دوم مین بر صفحہ ۲۰۵ منقولہ جناب امیر علیہ السلام یون لکہا ہے کہ **اکبر العیوب ان تعیب ما فیک مثلہ** ترجمہ بڑا عیب یہہ ہے کہ تو اوروں کو اُس امر مین عیب لگائے کہ اوسکی مثل تجہہ مین پایا جاوے ۔ از تہذیب المتین) پس بموجب اس ارشاد مرتضوی کے آغا صاحب سب سے زیادہ عیب دار اور بے تہذیب ہین پہکڑ

الجہے مین لاجواب معلوم ہوتے ہین۔ طرفہ تریہہ ہی کہ آپنے اسلام کی توہین مین بحوالہ کتاب مسٹر
چارلس گرانٹ صاحب مطبوعہ سنہ ۱۸۹۲ء لکہا ہے کہ مسلمان خونخوار وحشی طبیعت بی تہذیب
چنان وچنین ہوتے ہین الی آخرہ۔ آغا صاحب کے قلب مقلوب مین خصومت اسلام بطور
امراض مزمنہ ایسی جاگیر اور متمکن ہے کہ بہ تقلید مسیحیان روزگار اسلام و اسلام والون کی
تحقیر روا رکہتے ہین اور کچہہ شرم نہین کرتے معلوم نہین کہ آغا صاحب نے اپنے آپ کو کس
دلیل سے مستثنے سمجہہ لیا کیا وہ اہل قبلہ بہی نہین اگر مین تو مستثنی نہین ہوسکتے کیونکہ مسٹر
چارلس گرانٹ نے اونکو علحدہ نہین سمجہا۔ آغا صاحب اپنے دل مین خواہ کچہہ ہی سمجہین حضرت آغا صاحب
خدا جانے کیسے خفیف الراے آدمی ہین کہ قریب الفہم اعتراضات مخالفین کے بہی اونکی
عقل مین نہین آتے یعنی صاف ظاہر کہ یہہ اعتراض اسلام پر کیا گیا ہے سنی۔ شیعہ
خارجی۔ ناصبی۔ معتزلی وغیرہم کی اس مین تفریق نہین ہے مگر مسٹر چارلس گرانٹ صاحب دربردہ
موید عقاید آغا صاحب کے ہین یعنی مسیحیون کا یہہ اعتراض دربردہ پیغمبر اسلام پر ہے کہ نبی
عربی کی تعلیم نے ایک خونخوار جماعت تیار کی ہے اور اوسکی ثبوت مین حواریون رسول اللہ
خصوصًا خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے کارنامے اور اون مین بالتحقیق حضرت فاروق
اعظم کی فرمان روائی کی احکام پیش کئے ہین اور پادری فنڈر صاحب و پادری
صفدر علی و عماد الدین وغیرہ نے عقاید شیعہ سے استعانت و استمداد لی ہے
پس ثابت ہوا کہ حضرت آغا صاحب اسی لئی چارلس گرانٹ صاحب کی اس تحریر سے
بدل راضی ہین اور اونکا غنچہ خاطر مثل گل گل شگفتہ ہو رہا ہے۔ آغا صاحب کو خبر نہین کہ مسیحیون
مین جو مورخین و محققین ہین اونہون نے شیعہ صاحبون کی بہی خوب خبر لی ہے اور حضرات
شیعہ کے وجود کو گلستان اسلام مین مثل خار سمجہا ہے چنانچہ برائے تنبیہ آغا صاحب کے
چند فقرات فیوچر آف اسلام مصنفہ مسٹر ولفرڈ اسکاون بلنٹ صاحب کے
لکہتا ہون اور جتاتا ہون کہ محققین یورپ و حکماء انگلینڈ وغیرہ کے خیالات اس قسم کے

ہین فافہم ولاکن من المتعصبین (اسبات مین بڑا اختلاف ہے کہ زمانہ سابق مین صحیح سلسلہ قایم مقامی کا کیا تہا اور زمانہ حال مین منصب خلافت کا استحقاق جایز کسکو پہونچتا ہے لیکن یہہ ایک پیچیدہ اور اہم بحث ہے اس مقام پرمین اس سے علحدہ رہتا ہون - سنی لوگ ایک عالمانہ وعاقلانہ جماعت اور بمقابلہ ہر سہ دیگر فرقون کے مجموعہ (شیعہ خوارج معتزلہ) کے اسقدر زیادہ ہین جیسا ۴ ½ = ۱ یعنی ساڑہے چار بمقابلہ ایک کے لہذا اونکو ایک عمدہ حق حاصل ہے کہ دوسرون کو اہل عقاید باطلہ قرار دین الی آخرہ -

دوسرے موقعہ پر اسی بحث مین محقق موصوف لکہتا ہے (یورپ مین خدا کے وجود سے انکار کرنے کا جو ایک مذہب ہے (دہریہ) اوسکے جلد قبول کرنیکے لئے منجملہ فرق اسلامیہ اہل ایران سے یعنی (امامیہ) زیادہ کوئی فرقہ قابل تر نہین ہے ایک ایرانی جنٹلمین نے مجہسے کہا کہ تم لوگ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہو اور اس عقیدہ کو عجب بات سمجہتے ہو مگر ہم لوگون مین یہہ معمولی واقعات ہین ہمارے یہان گانوگانو مین قریب قریب کثرت سے خدا اوسکے فرزند موجود ہین - اور شیعون کے یہان مبالغہ کی بڑی کہپت ہے اور اون کی طبایع افراط و تفریط زینت کلام کے لئے نہایت موزون پیدا ہوئی ہین -) اور علیٰ ہذا القیاس صفحہ ۴۳ - کتاب مذکور پر صاحب موصوف کا بیان ہے (علی ابن ابی طالب داماد اور بنی عم اور ابوبکر ابن ابو قحافہ - خسر رسول اللہ - یہی دو شخص زیادہ پیش کئے گئے حضرت علی ملکی اور حضرت ابوبکر مذہبی فریق کے سرگروہ تہے اور چونکہ اتفاقاً مدینہ مین مذہبی فریق کو زور اور عروج تہا لہذا حضرت ابوبکر منتخب ہو گئے اور قوی تر فرقہ کے سرداران لئے گئے اور رئیسون نے اونکے ہاتہہ پر بیعت کی اور اندرونی اور ملکی جنگ صرف اسی سبب سے رک گئی کہ حضرت علی نے بہی اونکے انتخاب کو تسلیم کرلیا اور یہہ تسلیم اونکی عالی فطرتی اور بہادری اور بے غرضی کا نتیجہ تہی اس طریق انتخاب کو علماء سنت وجماعت نے کثرت رائے سے مستند اور مطابق منشاء رسول اللہ کے قرار دیا ہے) اس سے آگے بڑہکر صاحب موصوف اپنی تحقیقات کا نتیجہ

یون لکہتے ہین (حضرت ابوبکر کو اون مذہبی خیالات نے منتخب کیا تہا جنکو اوسوقت غلبہ تہا
حضرت ابوبکر اسلام مین مقدس ترین شخص ہتے اور اونکی ساری حکومت ٹہیک ٹہیک خدا کی
حکومت تہی وہ قانون مذہبی کو صرف نافذ کرنے والے نہ تہے بلکہ اوسکے واضع اور شارح ہی تہے
وہ ہر روز مجلس مین بیٹہتے تہے اور مسایل دینی و دنیوی کا فیصلہ کرتے تہے مسجد مین امامت کرتے
تہے اور قرآن کو بیان کرتے تہے اور ہر جمعہ کو منبر پر بیٹہکر وعظ کرتے تہے اونکی ذات مین
وہ تمام مناصب جلیلہ جمع تہے جو اب درمیان شیخ الاسلام اور مفتی اعظم اور حکام عامل کے
منقسم ہین وہ بادشاہ اور امام اور قاضی یعنی مجسٹریٹ و جج و ملکی و مذہبی قانون
کے عالم اور تمام مسایل متعلقہ امور خیالی و واقعی کے مرجع تہے مختصر یہہ کہ اسلام کے پوپ تہے
اون کے ہر سہ جانشینان مابعد ہی اونسے کسی بات مین کم نہین تہے جس اختیار کو اونہون
نے تفویض کر دیا تہا وہ صرف اون افواج کی سپہ سالاری تہی جو اوسوقت دنیا پر پہیلتی اور
قبضہ کرتی جاتی تہی اور اون صوبون کی حکومت تہی جنکو اون فوجون نے فتح کیا تہا الی آخرہ ۔)
اتنی عبارت مین نے اسلیئے لکہی ہے تاکہ آغا صاحب معلوم فرمائین کہ علماء یورپ و حکماء زمانہ
و نیز پادریان مذہب مسیحی و یہود وغیرہ ہم کلہم اجمعین سوائے فرقہ اہل سنت کے کسی فرقہ کو
اسلامی فرقہ خیال نہین کرتے ہین نہین سے اون کے مباحثات ہین ان سے ہی مناقشات
غرض اسلامی شان و شوکت صرف اہل سنت مین ہی اون کے نزدیک محصور ہے
فرقہ شیعہ و خوارج کو جو فی الخارج اونکی تحقیقات حکیمانہ مین مطلقاً نہین ہے ۔ اور مین
یقین کرتا ہون کہ شاید مسٹر گرانٹ صاحب معتقد علیہ آغا صاحب نے بہی فرقہ شیعہ کو کہین اپنی
کتاب مین سراہا نہین ہوگا اسلامی فرقہ بڑا یا بہلا جو کچہہ اونکے عندیہ مین ہوگا اسی فرقہ اہل سنت
کا نام ہے جو سواد اعظم اسلام ہے ۔ اور مورخین نصاریٰ چونکہ صاحب علوم ہین وہ برخلاف
تاریخ عالم کوئی بے حیایانہ مضمون نقل نہین کیا کرتے جیسے کہ مورخین شیعہ ۔ صحابہ کرام
کے نام سے چڑتے ہین خفا ہو جاتے ہین اونکو تاریخی حالات کے سننے اور پڑہنے کی

تو تاب وطاقت ہی نہین رکہتے اور وعید لیغیظ بہم الکفار سے بہی نہین ڈرتے
آغا صاحب نے باوجود دعوئ تہذیب حضرت صدیق اکبر کی شان مین اپنی اسی کتاب
مین کیا کیا ناملائم الفاظ لکہے ہین جن کے دیکہنے سے رونگٹا اہل ایمان کے بدن پر
کہڑا ہوجاتا ہے حالانکہ آنجناب جد مادری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہین
اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے براہ فخر فرمایا کہ مجکو ابوبکر صدیق نے دوبار جنا ہے
اور نیز حضرت کی صدیقیت کو بلا احتمال تقیہ تصدیق فرمایا اور منکر صدیقیت آنجناب کو ملعون
بتایا کما فی کشف الغمہ نیز بروئے عقاید شیعہ جمیع اجداد ایمہ طاہرین معصومین
خواہ اجداد پدری ہون خواہ مادری سب کے سب طیب وطاہر وشریف النسب ہین
تا حضرت آدم علیہ السلام کما فی جلاء العیون شاید آغا صاحب کے ہم خیال
یا صرف آغا صاحب اکیلے یہہ وہم اوٹہائینگے کہ نسب مین پاکیزہ وطاہر ہونا اور بات ہے
اور مومن ہونا اور بات — تو پہر وہ کلیہ شیعون کا کہان قایم رہا کہ ہر ایک دشمن اہلبیت
کو طیب ولادت سے بہرہ نہین ہے — اور واضح رہے کہ دیرینہ اجلاد جلاء العیون
مین — مین نے یہہ مسئلہ شرافت انساب اجداد وآبا کرام ایمہ معصومین بچشم خود
لکہا دیکہا ہے اور وہ نسخہ ابتک کتب خانہ منشی محمد داود صاحب انبالوی مرحوم مین
بمقام انبالہ موجود ہے مدت ہوئی پوری عبارت مجہکو یاد نہین مگر یہہ فقرہ ہنوز زبان پر ہے —

در حسب ونسب ابوبکر دخل چون وچرا نیست کہ او از اجداد مادری امام جعفر صادق است
الی آخرہ پس بصورت تسلیم این عقیدہ سب ودشنام جو بجناب صدیق اکبر شیعہ صاحبونکی
طرف سے ہوتی ہے وہ راجع بطرف امام معصوم جعفر صادق علیہ السلام ہے —
آغا صاحب کی بے تہذیبی کی کیا شکایت کیجائے بیچارہ کم استعداد آدمی ہین —
اور مجادلہ کی کتاب لکہی ہے مجادلہ اور مکابرہ عامیانہ مین ایسی ہی بے تمیزی کی امید
کی جاسکتی ہے مین زمانہ حال کے مورخین شیعہ مین سے ایک عالم موجودہ حال کی کیفیت

عرض کرتا ہون وہی ہذا مولوی سید مظہر حسن صاحب سہارنپوری مدرس
اسکول جگادہری جو فی الواقع عالم ہین نرے نام کے مولوی نہین اونہون نے ایک
کتاب تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین تصنیف فرمائی ہے چونکہ مولوی صاحب معروف
انبالہ مین چندے مدرس مدرسہ ناصریہ رہے ہین اس لئے اس راقم سطور کو بہی اون سے
نیاز حاصل ہے مین بہی مولوی صاحب کے علم و وقار و متانت گفتار و تہذیب کردار
و شائستگی رفتار وغیرہ کا معتقد تہا بلکہ باستثناء امور مذہبی اب بہی اونکو بالطبع حلیم و بردبار
خیال کرتا ہون ۔ مولوی صاحب موصوف نے اگرچہ سرورق کتاب پر لکھوا دیا ہے کہ کوئی
سنی اس کتاب کو نہ دیکھے مگر مجکو شوق مطالعہ کلام مولوی صاحب نے ایسا کچہہ از خود رفتہ
بنا دیا کہ حصہ دوم کتاب مذکورہ کو بالاستیعاب مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف
نے ایک موقع پر ایک مرثیہ کے بند کے بند بنظر تائید کلام خویش و تفریح طبائع حضرات شیعہ
نقل کر ڈالے ہین اون مین مضامین خلاف تہذیب و خلاف داب مورخین نسبت حضرت
زبیر و شیخ المہاجرین طلحہ و دیگر عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی شان مین کلمات سخت بے ادبی کے
لکہے ہین صفیہ بنت عبد المطلب عمہ علی ابن ابی طالب کا بہی کچہہ پاس ادب نہین کیا حضرت
عباس عم رسول کو بہی چہوڑا نہین چہوڑا جنکے فرزند خلف اکبر عبد اللہ ابن عباس ہمیشہ بمقابلہ
خوارج وغیرہ از جانب جناب امیر علیہ السلام اتمام حجت فرماتے رہے اور مخالفین کو گوناگون
الزامات دے دیکر وبال آخرت سے ڈراتے رہے بلکہ خود جناب سرور کائنات علیہ
التسلیمات نے عباس کی شان مین فرمایا ایہا الناس ہذا بقیہ ابائی فاکرموہ
یعنی اے لوگو عباس میرے اباؤ اجداد مین سے صرف باقی ہے اسکی تعظیم تکریم کرو
الی آخرہ ۔ اسکے سوائے بقول شیعہ صاحبان حضرت عباس کی اولاد مین جو خلفاء
عباسیہ پیدا ہوئے وہ سب کے سب شیعہ پیدا ہوئے چنانچہ مامون عباسی نے جو
رعایات سادات کرام کی ملحوظ رکہین وہ تمام جہان پر عیان ہے فقط الغرض آغا صاحب

تو کسی شمار مین ہی نہین اونکا قول فعل کسی عالم کا قول فعل نہین - بلکہ ذی علم شیعہ صاحبان غالبًا اونکو ملامت فرماتے ہون گے اور یہہ بہی شاید کہتے ہون گے کہ تم اپنے عقاید اپنے خیالات و محالات اپنی ہزلیات خرافات کے آپ ہی جوابدہ و ذمہ دار ہو نہ کہ شیعہ صاحبان - الغرض کہانتک شکایت کیجائے اور کس کس کی شکایت کا دفتر کہولا جاے بڑے اکابر متقدمین ہاں یہ آفت زدۂ بے تہذیبی ہین اور حق تو یہہ ہے کہ آدمی شیعہ ہو کر مہذب ہو ہی نہین سکتا مین نے تحفۂ اثنا عشریہ کے اکثر جوابات دیکہے ہین جابجا خدام ذوی الاکرام صاحب قوت قدسیہ استاذ البریہ مصنف تحفۂ اثنا عشریہ کی نسبت گستاخیان کی ہین - مین نے شیعون کی دو تفسیرین دیکہی ہین ایک اُردو مین عمدۃ البیان - مولوی عماد علی صاحب - اُسکو دشنام نامہ ہی کہنا چاہئے - دوسری عربی مین تفسیر صافی جو میرے پاس اب موجود ہے مصنفہ علامہ ابو محمد محسن ابن مرتضیٰ - وہ بہی مجموعہ ناالصافی دپر از مضامین گزافی ہے لہذا ان شکایات کو ختم کر کے پیش از ریویو نگاری اپنی کم استطاعتی کا عذر ناظرین کی خدمت مین پیش کرتا ہون کہ مجکو اس ریویو کو لکہنے کیلئے مجبور خیال فرما کر معاف رکہین

شعر - العذر عند کرام الناس مقبول × والعفو من اصحاب الکرم مامول ×

عذر مولف یعنی ریویو نگار

دینی تصنیفات کے لیئے خالق کن فکان نے فضلاء نامدار کو پیدا فرمایا ہے اور اونکو اپنے فضل نامتناہی سے جامع العلوم و فنون بنایا بعد ز فضلا علماء باوقار سلیم الطبع کو اس شرف کے ساتہہ مخصوص کیا - کم سے کم اون تالیفات کے لیئے بہی مستعدین طلبہ علوم کا ہونا ضروریات سے ہے کہ وہ ایک درجہ کے علما ہو سکتے ہین فی الجملہ

جب تک طبقات ثلثہ مذکورہ بالا سے آدمی نہ ہووے تو وہ کیا خاک تالیف و تصنیف کا حوصلہ کریگا ۔ مین سچ کہتا ہون کہ میرے پاس وہ سرمایہ علمی نہین کہ اس میدان ناپیدا کنار مناظرہ و تصنیف و تالیف دینیات مین قدم رکہون اور مرد میدان کہلاؤن شعر شاعری اور چیز ہے اگر طبیعت موزون ہو اور اندکے استعداد ادب و معانی و بیان بہی ہو تو شاعر البتہ ہو سکتا ہے اگرچہ راقم خاکسار نے بہی دیوان فارسی ۔ دیوان اردو قصاید احمدیہ ۔ وغیرہ لکہے ہین اور عرصہ ہوا کہ وہ مطبوع ہو کر مطبوع طبایع اہل انصاف ہو چکے ہین لیکن وہ نظم و نثر میری لیاقت علمی کی سند نہین ہو سکتی افسوس کہ اس ہمارے زمانہ مین جسکے ہاتھہ مین قلم ہے وہ ہی صاحب تصنیف و تالیف ہے اور جسکی مونہہ مین زبان ہے وہ ہی لسّان و ہمہ دان ہے عوام کالانعام کو قسما قسم سکے دعاوی باطلہ مین ۔ جہلا کے سپہ سالار اور میر قافلہ ہین ۔

مین نہین چاہتا تہا کہ اپنی نادانی کا اظہار اور اپنے اوپر یہہ عار گوارا کرون لیکن یہ مجبوری ایک مرتبہ پہلے اور دوسری دفعہ اب اتفاق ہوا ۔ اول جب مسٹر عبد اللہ آتہم صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر انبالہ مین آئے اور رسالہ اصلیت قرآن ساتہہ لائے چونکہ وہ رسالہ صاحب موصوف کا لایق التفات علماء دین ہرگز نہین تہا اسلیے باصرار اہل انبالہ مین نے اوس کے جواب مین رسالہ رد البہتان لکہدیا تہا اور اونکی استعداد کے موافق اونکو سمجہا دیا ۔ اب یہہ رسالہ قول فیصل آغا صاحب کا میری نظر سے گذرا جو سراپا جہل مرکب اور اوٹ پٹانگ مضامین سے بہرا ہوا ہے ۔ ناچار حسب ارشاد بعض احباب و تلامیذ عزیز اوسکے اوپر یہہ ریویو لکہدیا کیونکہ ہمارے علماء باوقار عامیون نادانون سے مکالمہ کو موجب ننگ و عار سمجہتے ہین اور مین نے باین ہمہ ہیچمدانی اندازہ لیاقت و لیاقت حضرت کا کرلیا ہے بقول شخصے ۔ قابلیت شمار زقاف قائل در یافتم ۔ اور جناب آغا صاحب کا سلیقہ تالیف و تصنیف بے ترتیبی مضامین و پراگندگی مقاصد و پریشانی

مطالب و بے ہنگامی تعریضات و بے جائی ایرادات سے عیان ہے - کیونکہ آغا صاحب نے مستصدیان کچہری دیوانی کے طرز پر ایک مقدمہ استقرار حق نجات قایم کر کے اپنا پ شتاپ بائیس تیئیس تنقیحات لکھڈالی بات بات پر ایک اشیو تنقیح لکھدیا اور جب کہ ججمنٹ لکھنے کو بیٹھے تو فیصلہ کچھ بھی نہ لکھہ سکے دُہل در گنبد آواز دیر ہست - کلاغی تگ کبک در گوش کرد × تگ خویش را ہم فراموش کرد - جو صاحبان منصف صاحبان لایق اور قانون مین فایق ہوتے ہین وہ بڑے بڑے پیچیدہ مقدمات مین صرف ایک دو تنقیح ایسی اخذ کر لیتے ہین جو مقدمہ کی روح وجان ہوتی ہین اور اگر کوئی قانونی تنقیح منحصر علیہ الفصال مقدمہ کا برامد ہو گیا تو اوسی پر فیصلہ کر دیا صرف دو سطری فیصلہ لکھنا پڑتا ہے اون کی نزدیک وہ تنقیحات جو واقعات سے متعلق ہوتی ہین کہانیون اور فسانون کی برابر ہین مثلاً تنقیح تمادی ایام و میعاد وغیرہ - جب دعوئے زاید از میعاد پایا گیا خارج کیا گیا - اگر آغا صاحب اپنے شیعون کے دعوی کو خارج از میعاد تصور فرماکر ڈسمس فرمادیتے تو کوئی فریق ناراض نہ ہوتا اس حالت مین آغا صاحب کی دماغی طاقت کا صرف بھی زیادہ نہوتا - اور الزام نادانی و نافہمی سے بھی محفوظ و مامون و مصئون رہتے اور قول فیصل کا نام بھی اوسکے با مسمی ہو جاتا میری یہہ تقریر جو بابت نافہمی آغا صاحب کی ہے اس مین ذرا مبالغہ نہین - بدیدۂ انصاف دیکھا جائے تو سنی شیعہ کا مقدمہ بوجہ طول کلامی فریقین پیچیدہ ہو گیا ہے ورنہ بہت صاف ہے تنقیح اوّل قانونی تو اس مین صرف بابت تمادی ایام ہے اور وہ با قرار فریقین فیصلہ شدہ ہے یعنی جمیع دعاوی فریقین پر تمادی عارض ہے تیرہ سو برس سے کچھہ زیادہ گذر گئے جو شدنی تہا ہو لیا اب آپس مین کیون تنازعات پیدا کر لئے ہین اگر خواہ مخواہ جھگڑنا ہی خوش آتا ہے تو تنقیح دوم بابت مقبولیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہے سُنی اونکو مقبول خدا و رسول اعتقاد کرتے ہین اور شیعہ اس کے برخلاف اور بوجہ عداوت و خصومت اون کے فضایل کو بھی داخل عیوب سمجھتے ہین اور یہہ بابت

ہانی ہوئی ہے کہ عداوت کی آنکھہ عیب کو ہی دیکھتی ہے شعر و عین الرضا من کل عیب کلیلۃ × ولکن عین السخط تبدی المساویا + یعنی رضامندی کی آنکھہ عیب بینی کر ضعیف ہی یعنی نہین دیکھتی - لیکن دشمنی کی آنکھہ برائیون کو ظاہر کرتی ہے - پس ثابت ہوا کہ آغا صاحب بیچارہ نے تنبیس تنقیح غیر متعلق مقدمہ لکھکر اپنی اوقات ضایع فرمائی اور اپنے جہل مرکب کو اوسنے والے علانیہ ثابت کر دیا - اسی لئی ہمارا ریویو بہی ارادہ سے زیادہ ضخامت مین بڑہگیا اگرچہ مین نے جمیع تنقیحات کی بابت بالاستیعاب رائی نہین دی مگر ضمناً تمام قول فیصل کی تشنیعات کا جواب اس مین آچکا ہے جہان اور جس موقع پر آغا صاحب نے بے تہذیبی کی گفتگو شروع کی ہے مین اوس سے کنارہ کر گیا ہون مثلاً آیہ نساءکم حرث لکم آیہ کی بابت بہی آپ نے چہیڑ چھاڑ فرمائی ہے نہ مفسرین نہ محدث نہ فقیہہ انّ و انّی کو جانتے ہین نہ کچھہ تمیز صرف و نحو مین حاصل ہے اوسپر یہہ تماشا ہے کہ مسئلہ بحث کرتے ہین - حالانکہ اس مین مختصر بات یہہ ہے - کہ اہل سنت کا یہہ دعویٰ ہے کہ خلاف قاعدہ مقررہ مباشرت دگرگونہ حرام مطلق ہے اور ایسی بیہودہ تفسیر اس آیت کی لکھنا گویا کلام خدا پر اہل کتاب وغیرہم کو ہنسانا ہے کلام ربانی ایسی لغویات سے خالی ہے اور یہہ دعویٰ سنیون کا قریباً دس ہزار تفاسیر سے پایہ ثبوت کو پہونچ سکتا ہے چنانچہ جمیع آئمہ فقہ اس فعل کو حرام مطلق جانتے ہین اور تمام امت سواد اعظم کا یہہ ہی عقیدہ ہے اگر اسکے برخلاف کسی نے خدانخواستہ لکہا ہو تو وہ یا تو الحاق شیعہ ہے یا غلط فہمی ہے کیونکہ وہ اجماعاً و اتفاقاً اسکو خلاف تہذیب و بیہایانہ حرکت جانتے ہین - اور نہین چاہیے کہ کوئی فرقہ اسلام اس بیہودگی و نجاست مین ملوث ہو اگر آپکی نزدیک یہہ حرام ہے تو اسکی حرمت کسی اپنی ہی تفسیر سے ثابت کرا دیجئے اور کہہ دیجئے کہ ہمارے مذہب مین سے یہہ حرکت حرام ہے یا مجتہدین حال کا ہی فتویٰ منگا دیجئے کہ یہہ فعل اب حرام ہوگیا ہے حیا ً یا پہلے ہی سے حرام چلا آتا ہے پس چشم ما روشن دل ما شاد

ہم کب چاہتے ہین کہ امت مین کوئی فرقہ آلودہ نجاست غلیظ ہووے پھر انشاءالله کوئی سُنّی آپ پر اعتراض نہین کریگا اور الحمدلله کہ کل اہل کتاب وغیرہ کو آسانی سے قایل کر دیگا کہ ہمارے بھائی شیعہ صاحبان کا بھی عقیدہ ہمارے مطابق ہے - غضب تو یہہ ہے کہ آپ صاحبان مصداق اس مصرعہ مشہور عامیانہ کے ہو رہے ہین - ہم تو ڈوبینگے ہی پر تم کو بھی لے ڈوبینگے + پس مناسب ہی کہ آپ صاحبان اس قصہ کو مختصر کر کے یہہ فرما دین کہ یہہ طرز مباشرت حضرات شیعون کے نزدیک بھی حرام ہے فنعم الوفاق وحبذا الاتفاق - خواہ آپکی تمام کتب و تفسیرین حلت مباشرت کذائیہ سے پر ہون ہمکو اس سے کچھہ بحث نہین آپ سے صرف فتوائے حرمت فعل قبیحہ مصدرہ مجتہدین جاہل ہمکو مطلوب ہے فقط اور اگر معاذالله جایز و مستحب عند المجتہدین شیعہ قرار پاوے تو بھی ہمکو آپ کے مذہب مین کیا دخل ہے آپ جانین اور آپکا عقیدہ - البتہ استدعا ہے کہ اس مین قیل و قال دوبارہ نکرین اور اغیار کو نہ ہنسا دین - ہمارے نزدیک یہہ فعل حرام ہے حرام ہے -

آپ کے نزدیک خواہ کچھہ ہی ہو اور بہت سی چیزین آپ کے یہان حلال اور ہمارے یہان حرام ہین - اپنے اپنے مذہب کا اجتہاد ہے اس مین جھگڑا کیا ہے صرف بوجہ تفضیح مخالفین اسقدر کہا جاتا ہے - اب مین قبل اسکے کہ تنقیحات اور اون کے فیصلجات کی طرف توجہ کرون آپکی اون چند سطور کو دیکھتا ہون جو آپنے بطور دیباچہ لکھی ہین -

قولہ اعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم -

اقول بسم الله الرحمن الرحیم پر وجہ تقدیم اعوذ بالله کی سمجھہ مین نہین آتی معلوم نہین آنجناب صاحب نے مسئلہ تقدیم استعاذہ کہان سے اخذ فرمایا ہے مین نے بہت سی کتابین شیعون کی دیکھی ہین یہہ عمل کسیکا نہین دیکھا نہ آپ قرآن پڑھنے بیٹھے ہین نہ نماز ادا کرنے - پھر یہہ تقدیم فی الکتابت کہان سے ماخوذ ہے غالبا خانہ زاد مسئلہ ہوگا

سبحان اللہ گالیاں دینے کو تیار ہیں اور اعوذ و بسم اللہ کے ساتھ ادس کا آغاز۔

قولہ حمد ایزد غفار و نعت سید ابرار خواجہ کائنات مفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد خاکسار ازلی بندہ محمد عسکری قزلباش اکبرابادی الی آخرہ

اقول ۔ یہہ جملہ ہی آپ کے عقیدہ کے برخلاف ہی آپ کے عقاید میں خدائے پاک غفار و مغفرت کنندہ ہی نہیں بلکہ عادل ہی نہیں جب کہ اولاد زنا کو خواہ کتنی ہی عابد و پرہیزگار ہوں مغفرت فرماہی نہیں سکتا بلکہ معاذ اللہ اونپر آمادۂ ظلم لبسیار از لبسیار ہے شاید امام حسین علیہ السلام لبشرط محبت اہل بیت اونکی نجات فرمائیں تو فرمائیں ورنہ خیر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سید ابرار خواجۂ کائنات کا لقب دینا کیسا۔ شاید حضرت علی کو رب الارباب سمجھہ کر کائنات سے مستثنیٰ رکہا ہوگا اگر مستثنیٰ نہیں رکہا تو سید کائنات باستثنائے حضرت مرتضی علی کے البتہ ہو سکتے ہیں کیونکہ شیعہ جناب امیر علیہ السلام کو افضل الانبیاء والمرسلین خیال کرتے ہیں۔ پس یہہ تلقیب آپ کے عقاید کی رو سے درست نہیں ہو سکتی۔

قولہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ یہہ درود بھی آپ کے مذہب کی رو سے ناتمام ہے بقول علمائے شیعہ آنحضرت نے فرمایا ہے لا تصلوا علی صلوٰۃ بتیرا یعنی ای لوگو میرے اوپر دم بریدہ یعنی ناقص درود نہ بہیجو۔ اور درود کامل حسب ارشاد امام سجاد علیہ السلام بلا شمول اصحاب محمد ہو نہیں سکتا چنانچہ سجاد علیہ السلام صحیفہ کاملہ میں آلہ و اصحابہ کے ساتہہ درود کو مکمل فرماتے ہیں اور امام علیہ السلام نے جمیع صحابہ پر عموماً اور اور صحابہ بعضوں پر خصوصاً درود بہیجا ہے جس کا ترجمہ یہہ ہے کہ بار خدایا۔ جمیع صحابہ پر درود خصوصاً اونپر جنہوں نے حق صحابت کو خوب ہی ادا فرمایا ہے اندرین صورت یہہ آپ کا درود دم بریدہ ہے جسکے پڑہنے سے آنحضرت نے ممانعت فرمائی ہے اور آپنے جو شائقین علم کلام اور منتظرین نجات دارین کو آوازہ دیا ہے۔ یہہ سرود بے ہنگام آپنے کیسا گایا آپ نے فن کلام کے کیا کیا دقایق و نکات اس میں اقام

فرماتے ہین کہ شایقین کو ناحق دوڑاتے ہین اور منتظرین نجات دارین کو بولاتے ہین آپ کیا ناجی و منجی ہین آپ اپنی نجات تو کرائین اوسیوقت پکارنا حضرت آغا صاحب جس روز وہ احکم الحاکمین آپ سے خطاب فرماکر حکم دیگا وامتازوا الیوم ایھا المجرمون ۔ ہوش ہاریجائینگے اسوقت اکبرآباد مین بیٹھے ہوئے یہہ باتین بنارہے ہین

قولہ بندہ عرض کرتا ہے کہ ۱۳ہجری سے ابین جناب مولوی شیخ احمد صاحب وکیل رئیس دیوبند اور مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی جو شہر اکبرآباد مین معلمی کرتے ہین مذہبی مناظرہ ہورہا ہے اور کتب انوار الہدیٰ وبدر الدجیٰ وشمس الضحیٰ واظہار الہدیٰ وتذکرۃ الخلفا اس مناظرہ مذہبی مین فریقین نے لکھکر شایع فرمائین الی آخرہ ۔

اقول آپنے نام لکھنے مین بھی اظہار تعصب فرمایا اور خلاف واقع کسیقدر ارقام کیا یعنی اگر شیخ احمد صاحب کو آپنے برائے نام مولوی لکھا تو روا جادرست ہی والا یہہ حضرت علما ردیوبند سے تو کیا رتبۂ طلبہ کو بھی نہین پہونچے جسکو اسکی تردید کی حاجت نہ تھی مگر چونکہ دیوبند اسلامی شہر مقدس اور معدن علوم ومخزن علمائے اسلام ہے ناظرین کو بادی النظر مین یہہ شبہ ہوتا ہے کہ مولوی شیخ احمد صاحب بھی شیخ او نہین فضلاء متبحرین کے ہونگے اسلیئے اتنا جتایا گیا کہ یہہ حضرت اون مین سے نہین اور اون کی بتجر علمی پر اونکی تصنیف منیف شاہد ہے ۔ اور لفظ رئیس بھی اپنے اصلی معنی پر دال نہین ہے بلکہ بمعنی ساکن آپنے لکھا ہے تعظیماً لفظ رئیس کام مین لائے ہین ۔ اور مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کے پیشۂ معلمی لکھنی کی کیا ضرورت تھی آپنے یہہ صفت کاشغہ مولوی صاحب کی توہین کی نیت سے لکھی ہے یعنی مولوی شیخ احمد صاحب شیعہ تو وکیل ریاست وخود رئیس ہین اور مولوی محمد جہانگیر خان محض معلم ہین کوئی عالم نہین ۔ تو یہہ خیال خام ہے ۔

بزرگ است کسب معلم گری × نہ ہرکس بود لایق سروری

اور یہہ پیشہ علما رکا ہی سے خواہ کسی درجہ کا عالم ہو ۔ اور بمعاینہ تصنیفات مولوی صاحب

بخوبی ثابت ہے کہ مولوی شیخ احمد صاحب سے بتجر علمی مولوی محمد جہانگیر خان کا بدرجہا زیادہ ہر
اور آپ سے تو دونو صاحب زیادہ فاضل اور آپ مفضول ہی ہین چنانچہ آپ کا یہہ قول فیصل
آپ کے فضل و کمال کا گواہ ہے - **قولہ** جسکو مین نے بہی دیکہا **اقول** آپ کا دیکہنا نہ دیکہنا
برابر ہے حبک الشئی یعمی ویصم یعنی آدمی ہر شئے کی محبت مین اندہا ہو جاتا ہے اگر دیکہتے اور
بدیدۂ انصاف دیکہتے تو ہرگز قول فیصل لکہنے نہ بیٹہتے اور خیرہ چشمی اختیار نفرماتے اور مجہکو آپکی
لیاقت موجودہ سے یقین ہے کہ آپنے مولوی جہانگیر خان صاحب کی کتابون کو نہین
سمجہا اوس مین عبارت نہج البلاغہ وغیرہ کتب متداولہ شیعہ منقول ہین اوسکے سمجہنے کی
آپکو ہرگز لیاقت نہین آپ کی نادانی آپ کے اون ترجمون سے آشکارا ہے جو آپ نے
براے الزام شیعہ غلط سلط فرماے ہین اور جو آپنے لکہا ہے کہ میرے بعض بے تعصب
سُنی و شیعہ دوستون نے مجہکو بے تعصب سمجہکر واسطے تحریر قول فیصل کے مجبور کیا لہذا
یہہ قول فیصل بپاس خاطر اون کے لکہدیا **اقول** آغا صاحب یہہ تو آپنے غایت
درجہ خلاف واقع لکہا اگر مجہکو پاس تہذیب رسمیہ نہوتا تو کذب و دروغ کو آپ کی طرف
بے تامل منسوب کرتا - وہ کونسا بیہودہ اور نامعقول سنی ہے جس نے آپ کو بے تعصب
خیال کیا اور آپکی لیاقت و بے تعصبی اوس کے ذہن نشین ہوگئی اور درخواست کی
کہ مقتدایان اہل سنت کی نسبت گستاخیان و بے ادبیان لکہو اگر اوس جاہل کا نام لکہدیتے
تو صاف معلوم ہو جاتا کہ یہہ فرضی سُنی یا شیعہ کون ہے کوئی سُنی ایسا نادان نہین جو یہہ نہ جانتا ہو
کہ شیعہ اصحاب رسول اللہ کو اور خوارج اہل بیت کو برا کہا کرتے ہین جیسے عیسائی بے
ہٹرک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتے ہین ویسے ہی خوارج و شیعہ بہی اپنے
دشمنان مزعوم کو برا کہا کرتے ہین وہ شیعہ بہی جاہل ہی ہوگا - جو آپکی لیاقت
کو مولوی شیخ احمد دیوبندی کی لیاقت سے زیادہ سمجہکر قول فیصل لکہوانے لگا خدا جانے
کیا مجبوری آپ کو پیش آئی ہوگی یہہ بات سمجہہ مین نہین آسکتی آپ کے پاس صاف

جواب نہا کہ اسے شیعہ نہا ہیو مین کوئی عالم نہین مجتہد نہین قول فصیل لکھنے کیلیے
شعور فورنا محصور مطلوب ہی یہان الف سکے نام کچھ ہی نہین آتا کیون میری بیجدانی
کی منادی کراتے ہو لہذا یہہ عذر مجبوری سراسر بناوٹ ہی - **قولہ** مین نے یہہ قول فصیل
لکھکر ہندوستان **مرقع اسلام** نام رکھا **اقول** آپنے یہہ نام رکھکر اپنا خبث باطن
ظاہر فرمایا ہے کیونکہ یہہ نام بطور ہجو ملیح رکھا گیا ہے یعنی صناديد اسلام کہ عبارت اصحاب
رسالت مآب سے ہے ایسے اور ویسے ہین آؤ اے عیسائی صاحبان دیکھو مرقع اسلام
اور اسلام پر قہقہہ بازی کرو - اور جب آپ کا یہہ مقصود ہے تو گویا آپنے بطریق استہزا
یہہ نام رکھا ہے آپکو یہہ خبر نہین - کہ اللہ پاک نے اپنی تنزیل مقدس مین آپ ہی
جیسے مسخرون کے حق مین فرمایا ہے **اللہ یستهزبهم و یمدهم فی طغیانهم
یعمهون** آپ اس آیت کی معنی کسی اردو ترجمہ سے پڑھکر سمجھ جائینگے کہ اسکی مورد آپ ہی
ہین - **فافهم ولا تکن من الجاهلین قولہ** ناظرین کی خدمت فیفدرجت مین گذارش ہے
کہ اگر مجسے بمقتضائے بشریت الی آخرہ **اقول** یہہ عذر آپ کا معمولی اور عام طور کا ہے
ورنہ آپکی تمام کتاب غلطیات و اغلاط لفظی و معنوی سے بھری ہوئی ہے اور کتاب کی
غلطی کا عذر فضول محض ہے اس کتاب قول فصیل کے دیکھنے سے ثابت ہے کہ کاتبین
قول فصیل کی لیاقت آپ سے زیادہ ہے اوہون نے عبارت عربیہ پر اعراب و
حرکات سکنات لگائے ہین اگرچہ وہ سب کے سب غلط ہین مگر بلا ارشاد آپ کے
اوہون نے یہہ تصرف نہین کیا ہوگا ورنہ کاتب کا منصب صرف نقل کا ہی اور جو زیادہ
ہوگی وہ باجازت جناب کہ ہوگی بہر دو صورت آپ کی لیاقت کی قلعی کہل گئی -
اور کسیکو کیا غرض ہے کہ نکتہ چینی کرے **المواخذات اللفظیۃ لیست من
داب المناظرین** اور اصلاح کی ضرورت کسیکو کیا ہے کہ ناحق تضیع اوقات
کرے یہہ اصلاح مولوی جہانگیر خان صاحب سے جو آپ کے شہر مین معلمی کرتے ہین

لینی چاہیئے اور کسیکو کیا غرض ہے کہ ایسی اوٹ پٹانگ عبارت کی اصلاح مین اوقات
ضایع کرے اور جو نفس مطلب کی طرف توجہ فرمانے کا ارشاد ہے۔ بیشک یہہ امر
لابدی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوگا اور اس ریویو مین صرف رائے قایم کرنے کی غرض سے
بعض مواقع پر آپ کے جہل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور کوئی عالم فاضل تو کیون اس طرف
التفات فرما سکتا ہے آپ اس درجہ کے آدمی نہین جنسے علمائی دین ہم کلام ہون اور
آپ کی تبحر علمی یا صرف معمولی لیاقت علمی کا تو کوئی شیعہ عالم ہی باوصف ہمدردی قومی کے
قایل نہین پس بدیگران چہ رسد **قولہ** البتہ حصول نجات کے متعلق جو کچھ مین نے روایات
واحادیث معتبر کتابون سے نقل کی ہین اگر وہ مصنوعی ہون یا خود تصنیف کرکے حوالہ
غلط لکھدیا ہو تو اوسکو باعلان ظاہر فرمادین فقط **اقول** آپ کی عبث تحریر پر غصہ ہی آتا ہی
اور ہنسی ہی آتی ہے آغا صاحب آپ کو لیاقت کتب احادیث وعقاید کے دیکھنے کا
سلیقہ کہان سے آگیا آپ کا مبلغ علم صرف **قیقاب وکنتاب** تک ہے اور زیادہ سے
زیادہ **نفحات الریاحین** کی روایات اردو پر نظر ہوگی ۔ بااین ہمہ جو خیانت نقل
کلام مین آپنے فرمائی ہے اوسکو بعض مواقع پر اس ریویو مین جتایا گیا ہے۔
فانتظر ولا تکن من الغافلین قولہ مین نے فریقین کی کتب مناظرہ سے اُمور
مابہ النزاع کو منتخب کرکے ایک مقدمہ استقرار حق نجات قایم کیا یعنی شیعون کو حق نجات
حاصل ہے یا سنیون کو۔ اور ۲۳ تنقیحات ذیل برامد کی ہین اور پہر فیصلہ لکھا ہی اور
حقوق آل محمدؐ کو بالتصریح ظاہر کیا ہے فقط **اقول** کتب فریقین زبان عربی فارسی ہی
تو آپ مطلق استنباط کر ہی نہین سکتے باقی رہی اردو اوس مین نفس مطالب کے سمجھنے سے ہی
آپ عاری ہین خصوصاً کتب مناظرہ مین مضامین مکابرہ تعصب آمیز زیادہ ہوا کرتے
ہین اوس سے سوائے متکلمین کے عوام کو کیا فایدہ ہے اس سے تو بہتر تہا کہ آپ اپنی
آپ کو مجبور مطلق خیال فرماکر ساکت ہی ہوجاتے۔

نگفتہ ندارد کسے با تو کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

اور کتب احادیث و روایات کو جب آپ سمجھتے ہی نہین تو آپ کو اوس کو نقل کرنے
سے کیا فائدہ - اور یہہ شعور حاصل ہونا کہ موضوع و صحیح کو پہچانے آپ کو تو کیا آپ کے
اکابر کو بھی دشوار ہے کوئی طریقہ تنقید کلام آپ کے محدثین نے قایم ہی نہین کیا
اور آپکو ماشاء اللہ لغت مصنوعی کے صحت و عدم صحت کی بھی تمیز نہین ہم نے آج تک
یہہ غلط و بیمعنی لفظ کسی میزان خوان سے بھی نہین سنا با این ہمہ فقدان استعداد و قلت
باع آپ کو ڈپلومہ منصفی کا کس نے عطا فرمایا ہے حیرت پر حیرت ہے اور نجات کیا آپکے
ہاتھہ مین ہے یا آپکی رائے کسی مجتہد یا امام کی یا کسی عالم فاضل کی رائے ہے کہ قایم کر سکین
علماء شیعہ بھی غالباً آپکی رائے کو خیال واہیانہ خیال فرماتے ہین آپکی تحریرات و عقاید مندرجہ
قول فیصل - غیر مسلمہ شیعہ امامیہ ہین آپنے جمیع سادات شیعی مذہب وغیرہم کو شرف
اہلبیت سے محروم فرمادیا چنانچہ مین نے بجائے خود اسکی بحث اس ریویو مین کی
ہے اگرچہ آپ کی یہہ شکایت فضول ہے جبکہ علماء شیعہ نے جناب سیدۃ النساء صلوٰۃ اللہ علیہا
کو اہل بیت رسالت سے معاذ اللہ مستثنےٰ رکھنا چاہا تھا اور **داھیۃ فاطمۃ علی من
اخرج من اھل البیت فاطمہ** مین اسکی تفصیل موجود ہے - الغرض **کل حزب
بما لدیھم فرحون** آیہ کے بموجب ہر کس بخیال خویش خبطی دارد - اگر در دہد یک صلائے
کرم - کی اور بات ہے ورنہ خوارج و نواصب ملاعنہ بھی تو یہہ ہی خیال رکھتے ہین کہ نجات کا
حق اونکو بھی حاصل ہے اور سنیون کے ناجی ہونے کا قطعی فیصلہ احکم الحاکمین سے اور
نیز رسول رب العالمین نے صادر فرمایا ہے کوئی فرقہ مغرور اپنے خیالات واہیہ و اجتہادات
بیہودہ و روایات غیر معتبرہ کے ذریعہ سے کلام الٰہی و حدیث رسالت پناہی کا معارضہ
نہین کر سکتا الا الایات قرآن مجید کی آیت آیت سے ناجی ہونا اہل سنت کا ثابت ہے
الم ذلک الکتاب لا ریب فیہ سے لیکر تا **والناس** سنیون کے ناجی ہونے پر

شاہد ہے جس سے چاہیں دریافت فرمائیں انشاءاللہ اس دعوی میں اہل سنت کو سچا پائینگے مثلاً
امرت ان اعبد اللہ مخلصاً لہ الدین وان اکون من المسلمین میں ہی
تفقہ وقال فرمادیں - یہہ ہی ایک آیت کافی ووافی ہے دوسری آیت اور سن لیجئے آمن الرسول
بما انزل الیہ من ربہ والمومنون آیۃ یہہ ظاہر ہے کہ ما انزل علی الرسول پر
پورا پورا آپ کا ایمان نہیں اوسکو محرف وغیرہ سمجھتے ہیں اور اوسکی مدح کو ذم اور ذم کو مدح
خیال فرماتے ہیں خادم قرآن وحدیث اہل سنت ہیں نہ کوئی اور - اور ظاہری فصاحت
وبلاغت کے معجزۂ قرآنی کے ہی آپ صاحبان بدل معتقد نہیں بلکہ نہج البلاغت کو
ملقب بدیوان مرتضوی کر کے قرآن پر بعض شیعان ادیب واریب ترجیح دیتے ہیں چنانچہ عیسائیون
نے ایسے ہی عقاید شیعہ کو اپنا موید خیال کر کے معجزہ فصاحت وبلاغت پر جرح کیا ہے — اب
ایک دو احادیث متفق علیہ پیش کرتا ہون اگر آپ اون کے معانی اور شرح پر ایک غور
فرمائینگے تو سمجھ لینگے کہ فرقہ ناجیہ ۷۳ میں سے کونسا فرقہ ہے تفترق امتی علی ثلث وسبعین
ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یارسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی
رواہ الترمذی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷۳ فرقون کے ہوجانے کی خبر دی ہے
اور ایک فرقہ کو ناجی فرمایا اور علامت بتادی کہ یہہ وہ فرقہ ہوگا جو میرا اور میرے صحابہ کا متبع ہوگا
اور دوسرے عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں خط لنا رسول اللہ صلعم خطاً ثم قال ھذا
سبیل اللہ ثم خط خطوطاً عن یمینہ وعن شمالہ وقال ھذہ سُبُل علی کل
سبیل منھا شیطان یدعو الیہ وقرء وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ
ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصاکم بہ لعلکم تتقون
رواہ احمد والنسائی والدارمی یعنی حضرت نے ایک لکیر کھینچی اور کہا کہ
یہہ اللہ کی راہ ہے پھر اوسکی داہنی بائین اور لکیرین بنائین اور فرمایا کہ یہہ رستے ہین ان میں سے
ایک رستہ ہے کہ شیطان طرف اوس رستہ کی بلاتا ہے پھر یہہ آیت پڑہی کہ میری سیدہی راہ یہہ ہے

تم اسی پر چلو اور دیگر راہوں پر نہ چلو کہ اس راہ سے بہٹک جاؤ گے یہہ وصیت ہی تمکو شاید تم
ڈرو - اس حدیث مین یہہ بات سمجہائی گئی ہے کہ توحید و سنت کا فقط ایک راستہ ہی
اور بدعت کے بہت راستے ہین اور ہر مبتدع ایک شیطان ہے جو راہ راست حق سے
گمراہ کرنا چاہتا ہے - اب آپ خود ہی انصاف فرمالیجیے کہ یہہ فرقہ کونسا فرقہ ہے جو متمسک
بہ سنت ہی اور واضح رہے کہ سنت اگرچہ حقیر ہو اوس سے دل مین نور آتا ہے اور بدعت
اگرچہ بدعت حسنہ ہو اوس سے دل مین ظلمت پیدا ہوتی ہے - پس فرقہ ناجیہ باتفاق علماء
اہل سنت ہی مراد ہے واللہ یختص برحمتہ من یشاء اور باتفاق مورخین و محققین اسلام
ابتدا تشیع جسطرح اسلام مین ہوا اوس کا کوئی انکار نہین کرسکتا - ظاہر ہی کہ ایک یہودی عبداللہ
بن سبا معروف بابن السودا خلافت عثمان مین تہا وہ حجاز سے طرف امصار مسلمین کے بایں نیت
کہ مسلمانون کو گمراہ کرے جایا کرتا تہا جب یہہ بات اوسکو میسر نہ آئی تو اہل اسلام کو مکر و فریب
دینے لگا اور بصرہ مین پہونچکر مسائل بیان کرنے لگا حاکم بصرہ نے پوچہا کہ تو کون ہے تو جواب دیا
کہ مین ایک شخص اہل کتاب مین سے ہون عبداللہ بن عامر جو اون دنون مین حاکم بصرہ تہے
اونہون نے اوسکو شہر بدر کردیا پہر وہ کوفہ مین آیا اور وہان سے مصر مین آکر ٹہیرا وہان ٹہر کر
کہنے لگا تعجب ہی جو لوگ مسیح کے دنیا مین پہر آنے کے قائل ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
پہر دنیا مین آنے کے قائل نہین الغرض عقیدہ رجعت کی تعلیم کرنے کرتے کہنے لگا کہ علی
ابن ابی طالب پیغمبر علیہ السلام کے وصی ہین اور ہر نبی کا وصی ہوا کرتا ہے اور عثمان نے خلافت
ناحق چہین لی الغرض جو اہل امصار اوسکی طرف مایل تہے اون سے خط و کتابت شروع
کرکے امرار اسلام پر طعن کرنے شروع کردئے اور یہان تک فساد پہیلایا کہ تمام شہر نیز
مصر اس عقیدہ سے بہر گئی جب مدینہ مین یہہ خبر ۳۵ سنہ مین عثمان رضی اللہ عنہ کو پہونچی
کہ وہ لوگ اپنی عمال کے شاکی ہین تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چال چلن امرا و حکام
کا بعد تحقیقات کے عمدہ و پسندیدہ پایا مگر حال ابن السودا کا بہی دریافت ہوا اوس لئے

ایک جماعت ایسی عقیدہ کی تیار کی ہے۔ حتیٰ کہ فتنۂ شہادت عثمان ذی النورین
رضی اللہ عنہ باغوائی اسی وخیم العاقبت ابن السوداسکے حسب ارشاد پیشین گوئی مخبر
صادق علیہ السلام کے ظہور مین آیا۔ اور مذہب تشیع خفیہ خفیہ ورفتہ رفتہ پہیل گیا یہہ ہے
ابتدائے تشیع کی حقیقت۔ اسکے برخلاف آغا صاحب نے بروئے تواریخ کچہ ثابت نہین کیا
نہ ثابت کرسکتے ہین اب شیعون کے بہتیرے فرقے بنگئے اور آیہ تفرقوا دینهم وکانو
شیعًا کے مصداق ہوگئے۔ اور بنظر توضیح یہہ ہی عرض ہے کہ ۲۳ فرقون مین کوئی فرقہ
شیعہ نام کا نہین ہے فرقہ رافضیہ البتہ کتابون مین مذکور ہے اور اون کے عقاید و وجہ تسمیہ
بہی موجود ہے۔ پس آپ بتادین تو سہی کہ وہ عقاید اہل سنت کے ہین یا شیعون کے او حضرت
زید شہید رضی اللہ عنہ نے کس گروہ کو ملقب بہ رافضیہ فرمایا ہے اور کس لئیے اس کا جواب بروئے
کتب احادیث و نیز بروئے علم سیر و تواریخ اہل علم کے نزدیک یہہ ہی ہے کہ حضرات شیعہ
ہی اس لقب سے ممتاز فرمائے گئے اور جب یہہ مان لیا گیا تو انصافًا اہل انصاف و اہل علم
خود سمجہتے ہین کہ یہہ فرقہ بموجب ارشاد نبوی و مرتضوی کے ہالکین مین سے ہے یا کیا اگر اس مین
بہی آغا صاحب کو چون وچرا ہے تو نشان دہی اون کے ذمہ ہے کہ فرقہ رافضیہ دنیا مین
کہان ہے یا موجود ہوکر مفقود ہوگیا جیسا کہ دیگر فرق ضالہ پیدا ہوکر معدوم ہوگئے ہین — اور
اہل سنت نشان دے سکتے ہین کہ خوارج و نواصب مسقط کی ملک مین لاکہون آباد ہین گو وہ
اس لقب کو اپنے لئے مسلم نہین رکہتے مگر عقاید اونکی ہی۔ اونکی نجیت و خروج پر شاہد ہین اور
کتابون مین مذکور ہین اور وہ عقاید اونہیہ علانیہ بتارہے ہین کہ وہ خوارج و نواصب طاعنہ
ہین اور جبکہ احداث خوارج و روافض ثابت ہوگیا تو بداہتہً کل محدثة بدعة
وکل بدعة ضلالة متفق علیہ فریقین ہے اور حدیث مین آیا ہے شر الامور
محدثاتہا چنانچہ خارجی۔ رافضی۔ معتزلی۔ قدری۔ جبری
دیکہو یا موجب احادیث متفق علیہا ہالکین مین سے ہین غرض جو فرقہ صفت ما انا علیہ واصحابی

سے معترا ہے وہ ہالکت ہے اور چونکہ آغا صاحب کو بہ نسبت مورخان اسلام کے محققان
یورپ پر زیادہ اعتماد ہے اسلیئے ہم برائے تنشیط خاطر عاطر ایک محقق کامل یورپین کی تحریر جس سے حقیقت فرقۂ شیعہ ظاہر ہے
پیش کرتے ہین — وہ مونہا آغاز فرقۂ شیعۂ اسمعیلیہ اکبرجی ڈبلو لیٹنر صاحب بہادر بانی پنجاب یونی ورسٹی جنکی علوم کا
شہرہ ہند و پنجاب ہین بلکہ یورپ ہین ہے اور جنکی نظر بارہا یک ہین تمام اقوام کی تواریخ پر
ہے مفصل لکھتے ہین چند سطور کا بطور خلاصہ نقل کرنا یا لکھنا خالی از لطف نہین ہے
آغا صاحب کی تسکین خاطر ہوجاویگی اور سمجھ جاینگے کہ حقیقت تشیع کیا ہے ——
بانی اس فرقہ کا عبد اللہ بن سبا یہودی باشندہ شہر اہواز صوبہ خوزستان ملک فارس کا
تہا اوسکے آبا و اجداد مذہب قدیم اور اپنی بادشاہت کی محبت دل مین رکہتے تہے جن لوگون نے
فارس کو فتح کیا تہا اون کے دشمن دلی تہے عبد اللہ نے سوچا کہ ارادۂ دل کا اول ہی ظاہر
کرنا مضر مقصود اور مخل مطلوب ہوگا اس لیئے اوسنے کئی مکان مثل اون مکانون کے جو
اس زمانہ مین فری مشن کے فرقہ کے ہین جنکو لاج کہتے ہین بنوائے اور اون مکانون مین ممبر
یعنی اسرار کے سکہلانے والے مقرر کیئے ان کے سات درجے قرار دیئے اول درجہ
کا نام شیخ الجبل خاص اپنے لیئے ٹہرایا دوسرا داعی السیر برائے خود تیسرا درجہ جلیس
یعنی عالم اسرار و بحث کنندہ الی آخرہ جو شخص اسکے مذہب مین آتا تہا اوسکو وہ کتاب
جو اوس نے سات باب مین بنائی تہی درجہ بدرجہ سکہلائی جاتی تہی اونکا راز بہی مثل
فری مشن لوگون کے بستہ تہا پہوٹتا نہ تہا یہہ ہی شخص بانی خاندان فاطمیہ کا ہے
اور اس عبد اللہ کی اولاد سے کئی حکام و خلفا ہوچکے ہین مطلب اوسکا یہہ تہا کہ خلافت کا
حق خلفاء فاطمیہ کو پہونچتا ہے ساری دنیا کی حکومت کے یہہ ہی مستحق ہین اور مذہب
حق انکی ہی معرفت دنیا مین نازل ہوا خاتم الخلفاء بعد جعفر صادق اون کا بیٹا اسمعیل ہے
اور وہ ہی مہدی موعود ہے موسی رضا امام و خلیفہ نہ تہے الغرض مغربی عرب اسکے فریب
مین آگئے اور کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی پیشین گوئی کی تہی کہ تین سو برس کے

بعد مغرب سے ایک بیٹا ظاہر ہوگا سو وہ یہی ہے اسی لئے قیروان کو دار السلطنت مقرر کیا اور نام شہر کا مہدیہ رکھا اور جا بجا لاٹ مثل فری مشن ہنوا ڈالے اول درجہ میں قرآن پر شکوک اور شبہات کر لئے بتائے جاتے تھے دوم میں امامت کے معنی اور اوسکی خاصیت کہ وہ خدائی راز ہے تیسرے میں تعداد اماموں کی کہ وہ سات ہیں اور اون پر وحی نازل ہوتی ہے اور علی علیہ السلام پیغمبر ساکت وخاموش ہیں جیسے شیث سام وغیرہ ۔ یعنی مونہہ سے نہیں بولے کہیں در پردہ پوشیدہ نبی ہوں الی آخر الخرافات اور عقیدۂ رجعت کی تعلیم بھی اسی کم بخت بی دولت سے نے شیعوں کو کر دی ہے آغا صاحب آپ کو قسم ہے خدا کی کہ یہہ بیان مذکورہ بالا تاریخ عالم سے ثابت ہے یا نہیں کیا کسی سنی نے عبد اللہ شیخ الجبل کو پیدا کر دیا ہے یا خود اصل میں یہودی دشمن اسلام تہا اور اوس کے اصول اثنا عشریہ سے مطابق ہیں یا نہیں ۔ تعجب ہے کہ ہمارے حضرات شیعہ عبد اللہ بن سبا کا نام سنکر جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ شیخ الجبل مسلم ہو کر بانی مذہب و موجد اصول امامت و مصنف عقیدۂ رجعت وغیرہ کا ہے فافہم ولا تکن من الجاہلین المختصر آغا صاحب کا تمام قول فیصل باطل ہو چکا اور ریویو نویس کا فرض منصبی صرف اس دیباچہ کتاب میں ادا ہو چکا ہے چنداں حاجت تطویل کلام نہیں ہے لیکن برائے تشفی و تسکین خاطر آغا صاحب کے بعض تنقیحات و فیصلہ جات آغا صاحب کی طرف توجہ کیجاتی ہے ۔

فانظر الی ما اقول ولا تکن من المنتظرین

قولہ تنقیح نمبر اول ۔ باہم مولوی شیخ احمد صاحب و مولوی محمد جہانگیر خان کے جو مذہبی مباحثہ ہوا اوسکی کیا ضرورت تہی ۔

اقول ۔ شیخ احمد صاحب نے برائے اظہار علم و فضل مزعوم و تفریح خاطر شیعان مغموم بہ بہانہ تحریر وجوہ تبدیل مذہب خود ایک رسالہ محتوی سب و دشنام

حواریون رسول علیہ السلام لکہا جسکو مجموعۂ خیالات واہیہ کہہ سکتے ہین - اگر مولوی جہانگیرخان صاحب کو جوش حمیت اسلامی مجبور نکرتا تو وہ صرف اس حدیث شریف پر اذا رئیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنت اللہ علی شرکم پر عمل فرماکر خاموشی اختیار فرماتے مگر اونہون نے تکلموا الناس علی قدر عقولھم کے مضمون لطیف کو مدنظر رکہہ کر جواب ترکی بترکی دیدیا بس یہہ کوئی محل تعجب نہین شیخ احمد صاحب کی بوالفضولانہ تحریر اور عامیانہ تقریر محرک سلسلہ عناد و فساد ہے بس غنیمت ہے کہ مولوی صاحب نے جواب الزامی دیدیا اور اطفائے نائرہ فساد مین سرگرم ہوئے البتہ مضامین سخت و درشت کے لکہنے کی مناظرین مہذب کو کوئی حاجت نہین اگرچہ بطور نقل محض لکہا ہو لیکن توبہی لغویات کا نقل کرنا دلکو سخت کرتا ہے کما ھو اعتقاد الصوفیۃ الصافیۃ اور یہہ تو ظاہر ہے کہ حضرات شیعہ یہکڑ لڑنے مین یگانہ روزگار اور مدمقابل وہم پلہ خوارج اشرار ہین کیونکہ گالی گلوج کرنا لوازمات مذہبی شیعہ امامیہ و افضل عبادات اثناعشریہ سے ہے پہر بیچارے اہل سنت کب اور کیا عہدہ برا ہوسکتے ہین - لیکن مولوی جہانگیرخان صاحب نے رفتار زمانہ و روش روزگار پر سرسری نظر بہی نہین ڈالی اگر ڈالتے اور عبرت پذیر ہوتے تو ایسا جہگڑا شروع نفرماتے کیونکہ یہہ وقت - وقت اتفاق ہے نہ زمانہ بغض و نفاق - اور حضرات شیعہ کی بے تہذیبی پر کیا جاتا ہے اون کے ہان نماز کی قبولیت ہی منحصر سب و دشنام صحابہ پر ہے - کتاب تہذیب مین وارد ہے جناب محمد باقر علیہ السلام سے کہ جائے نماز سے نہ اوٹھو جبتک کہ لعنت نکرلو الی آخرہ کمافی تحفۃ العوام مطبوعہ مطبع ذوالفقار حیدری واقع لکہنؤ ۱۲۹۲ سنہ -

بس تعجب ہے کہ باین ہمہ بے تہذیبی - جناب آغا صاحب شکوۂ درشت کلامی مولوی جہانگیرخان صاحب کرتے ہین اور شیعہ صاحبان کے صبر و شکیب کا دعوی

کو گروہ
فرماتے ہین بلکہ واقعہ شہادت امیر المومنین علی علیہ السلام کا ذکر فرماکر شیعون
صابرین وشاکرین مین گنتے ہین دیکہیے یہہ کتنی بے تکی بات ہے ای حضرت آغا صاحب
اپ کو اس صبر وشکیب مین سے کوئی حصہ بہی نہین ملا نہ آپنے کوئی صبر کیا نہ کسی اجر کے
مستحق آپ اور آپ کے ہمخیال اندرین مصیبت ہین مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک
ابن ملجم پر رحم فرمایا تو سیدنا علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا اور اس مصیبت عظمی
و داہیہ کبری مین خون جگر کہایا پیا تو امامین ہمامین شہیدین رضی اللہ عنہما و دیگر اولاد
امجاد مرتضوی نے ۔ بلکہ بقول بعض صاحبان شفاعت قاتل کا وعدہ جناب امیر
رضی اللہ نے فرماکر اپنی ذات ستودہ صفات کو مصداق نزول آیہ وافی الہدایہ ۔
وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ
راجعون کا بنایا بلکہ اپنی ذات ستودہ صفات جامع البرکات کو سید الصابرین کہلایا
اور واضح رہے کہ صبر کی تعریف یہہ ہے کہ عین مصیبت کے وقت ۔ مصیبت زدہ
خاموش رہے اور شکوہ باری زبان پر نہ لائے بلکہ طبقہ اعلے کے لوگ خود مصائب کو عین
عطیات ربانی سمجہتے ہین ۔ اور خاصان خدا ان مصائب کو منسوب بہ ہمان و
فلان نہین کرتے ۔ الصبر عند الصدمۃ الاولی ——— یعنی
صبر وقت صدمہ اولی کے ہوتا ہے نکہ تیرہ سو برس تک آدمی پیٹتا اور خاک اوڑاتا
اور لوگون کو ناحق گالیان دیتا رہے اور پہر جہوٹا دعوی صبر کا کرے کربلا معلی مین
جو صبر واقعہ جانکاہ مین ظاہر ہوا وہ حضرت سید الشہدا سیدنا حسین رض و انصار و اعوان
و اعزہ امام مظلوم سے ہوا ہر مصیبت مین زبان درفشان پر سوائے تسبیح و تہلیل
و ترجیع و تحمید کے کوئی کلمہ نہین آیا نہ شمر کو گالی دی نہ یزید کو برا کہا ۔ اب آپ اور آپکے
ہم مذہب اوسکے بدلے مین مہاجرین و انصار و یاران رسول مقبول کو دشنامہای
صریح سے یاد کرتے ہین حالانکہ قران مجید و فرقان حمید مین جا بجا خدا اون کی

سمرانا ہے - پس اس بیہودہ عقیدہ پر آپ نازان ہوکر اپنا نام صابرین میں لکھانے نعوذ
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم -

جو آپ صاحبان عشرۂ محرم میں اعمال صالحہ بجالاتے ہین واللہ باللہ کہ اون کا دینیات سے کچھہ تعلق نہین زمانہ جانتا ہے کہ آپ صاحبان کیا کچھہ کرتے ہین اور اہل سنت والجماعت کا جو طریق انیق اس عشرۂ مبارک مین ہے وہ سوائے ابلاغ ہدایا و ثواب بارواح طیبہ و ادائے نوافل و روزہ نماز کے اور کچھہ نہین ہے اور تو تذکرہ شہادت حسینی انا للہ اون کی زبانون پر ہے والعوام کالانعام خواہ وہ لہو لعب مین مصروف ہون یا مثل خواص شیعہ اپنی اوقات کے ضایع کرنے مین لگے رہتے ہون بہر حال ہمارے خیال مین تو اعمال شیعہ متعلقہ ماہ محرم ہی کچھہ مقبول نہین معلوم ہوتے اور یون تو خدا کے اختیار ہے مگر کتاب وسنت مین بنا اس کا نہین چلتا مصرعہ پسند اوسکی ہے جا ہے جسے پسند کرے - اہل سنت کے نزدیک شق الجیوب وضرب الصدور والعزود قطعاً ناجایز ہے علاوہ اسکے حالت اضطرار ہی مین اگر کوئی یہہ بیہودہ حرکت کر بیٹھے تو شاید عقلاً وہ درگذر کے لایق ہو مگر جو لوگ بہ تصنع وبناوٹ بہ تکلف تمام اپنا خون کرتے ہین وہ تو ہرگز کسی اجر کے مستحق نہین ٹہر سکتے - بلکہ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ کے وعید مین مبتلا ہوجاتے ہین باقی رہی محبت اہل بیت - آپ اسکے معنی ہی نہین جانتے صرف زبانی کہنے سے کوئی محب اہل بیت نہین بن سکتا ورنہ شیعان غالی بلکہ نصیر یہی مدعی ولاء اہل بیت ہوسکتے ہین اور اونکا دعوی باتفاق فریقین باطل و مردود ہے پس لابد محبت نام ہے اتباع کتاب وسنت کا کیونکہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شرف قبولیت اسکی ہی بدولت ہے اور محبان اہل بیت کا فرض ہے کہ وہ اپنا شعار از رو ے پیروی اہل بیت ثابت کرائین نہ کہ اناپ شناپ اوٹ پٹانگ باتون سے

دعوی محبت کرکے جی خوش کرلین المرء مع من احب اور محبت حقیقی مراد اتباع و پیروی سے ہے یہہ محبت دینی متعلق تقدس اکابر دین ہے شیفتگی خط و خال و فریفتگی حسن و جمال ظاہر سے اس کا کچھہ لگاؤ نہین اور آپنے جو دو تین کلمے بطور نمونہ برائے ثبوت گستاخی مولوی جہانگیر خان صاحب کے ارقام فرمائے اس سے ظاہر ہے کہ آپ کلمہ کلام وغیرہ مین بہی تمیز نہین کر سکتے اگر نکتہ چینی منظور ہوتی تو زیادہ بحث کیجاتی صفحہ ۴۴ - اور صفحہ ۲۰۱ تذکرۃ الخلفا کا حوالہ جو آپنے دیا ہے یہہ آپکی نافہمی ہے یا خیانت فی النقل - کیونکہ مولوی صاحب نے جو کچھہ لکھا ہے مسلمات شیعہ سے لکھا ہے - مثلاً جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا کی خفگی حضرت صدیق اکبر رضہ کے حال پر شیعہ صاحبون نے ایسی ناشایستہ عبارت مین لکھی ہے کہ کسی اہل ایمان سے متوقع نہین چہ جائیکہ جناب سیدہ رضہ سے - پس بیچارہ مولوی صاحب نے بزعم شیعہ جو الفاظ اپنے پاس رکھتے تھے جواب دیدیا مگر میرے نزدیک شیعون کے ایسے عقاید کا نقل کرنا ہی منجر بہ خشونت قلبی ہے اہل حق کو لازم ہے کہ ایسے مباحث کا جواب نہایت ادب سے نرم الفاظ مین دین شیعونکی ریس اور نقل نکرنا چاہیے انکی تقلید مین سوائے گستاخی و سوء ادب کے اور کیا حاصل ہے اور شیعہ صاحبان نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت افترا ات جو کئے ہین تو کیا محل استعجاب ہے ان حضرات سے تو جناب سیدہ رضہ کی زبان پاک سے جناب امیر علیہ السلام کو بہی برا بھلا کہلانے مین دریغ نہین فرمایا چنانچہ باقرار باقر مجلسی جناب سیدہ رضہ سے - بحق جناب امیر رضہ فرمایا کہ مثل جنین رحم پردہ نشین شدہ و مانند خائنان در خانہ گریختہ الی آخرہ معاذ اللہ منہا ظاہر ہے کہ سیدہ معصومہ بحق معصوم ایسے الفاظ اپنی زبان سے نہین نکال سکتی تہین پس یقیناً ثابت ہی کہ یہہ بہتانات شیعون نے بذمہ معصومین کے باندہے ہین فارجعوا الیہ یا ایہا الناظرین اہل سنت کے نزدیک جناب امیر کرم اللہ وجہہ الکریم خلیفہ رابع برحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور بمقابلہ امیر معاویہ حق بجانب آنجناب کے

تہا اہل حق کے نزدیک ساختہ پرداختہ آنجناب کا حق تہا اہل تاریخ کے نزدیک انتظام ایام خلافت مرتضویہ خواہ اعلیٰ درجہ کا ہویا نہو۔ یہہ سب اتفاقی امور ہین جو کچہہ ہوتا ہے بمشیت اللہ ہوتا ہے فی الحقیقت آنجناب کی خلافت راشدہ سراپا برکات تہی اور اعتراض وطعن بے انتظامی وغیرہ مولوی جہانگیرخان صاحب نے اپنا طبع زاد نہین لکہا جبکہ وہ خود لکہتے ہین کہ (یہہ بات باقرار حکیم جیو ثابت ہوگئی) الی آخرہ۔ اندرین بارہ میری یہہ رائے ہے کہ وہ مطاعن جو بموجب عقاید شیعہ ائمہ اظہار پر وارد ہوتے ہین اہل سنت ہرگز الزاماً بہی زبان پر نہ لائین اور حوالہ خوارج ملاعنہ فرمائین۔

باقی رہی دیگر عبارت پریشان وپراگندہ تنقیح ہذا۔ تو وہ اس قابل نہین کہ ایک دو فقرہ بہی اوس کا جواب ادا ہوسکے اسلیئے برعایت قال اقول جواب مختصر عرض کیا جاتا ہے

قولہ مولوی جہانگیرخانصاحب کا روزمرہ بہی دکہادون تاکہ ہر شخص واقف ہوجاوے کہ مولوی صاحب کس گروہ کے ہین مسلمانون مین متعدد گروہ ہین کنجڑے قصاب الی آخرہ **اقول** آغا صاحب آپ شاکی بے تہذیبی اغیار ہوکر بدزبانی مین سب سے ہی بڑہگئے اور آپنے غربا اسلام کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکہا یہہ خبر نہین کہ مخبر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے بدء الاسلام غریباً وسیعود غریباً فطوبیٰ للغربا۔ پس واضح ہوکہ یہہ ہی گروہ غربا اسلام کا آخر مین حزب اللہ وگروہ خدا متصور ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ عجم مین کنجڑا قصائی وغیرہ نہین ہین اور اگر نہین تو میوہ فروش نان پز (بہٹیارہ) وغیرہ کون ہین اور خدا نے جو فرمایا ہے انما المؤمنون اخوۃ یعنی مسلمان سب آپسمین بہائی بند ہین اسکے برخلاف آپ ایک ادنے آدمی ہوکر خدا کا مقابلہ کرتے ہین حالانکہ آپ بہی سید نہین نہ قریش نہ عرب۔ پہر آپ کس فخر پر نازان ہوکر غریب پیشہ ور مسلمانون کی ہجو اور توہین کرتے ہین۔ خالق کائنات نے دوسری جگہہ ارشاد فرمایا ہے لاتلمزوا انفسکم

ولا تنابزوا بالالقاب یعنی ایمان والے سب آپس مین بہائی ہین تم اپنے آپ کو
عیب مت لگاؤ اور طعن تشنیع کرکے اون کو برے القاب سے یاد مت کرو۔ اور
آیۂ ذیل نے تو بالکل تفاوت و فرق کو بہی اوٹہا دیا ہے یا ایہا الناس اتقوا
ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا
الی آخرہ یعنی اے لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے تم کو نفس واحد سے بنایا
اور اوسی سے اوس کا جوڑا پیدا کیا۔
اور اختلاف السنہ محاورات جمیع بنی آدم مین قدرتی ہے اور درشت کلامی نرم
گفتاری فصیح البیانی الکنت اللسانی وغیرہ جملہ اقوام مین موجود ہے پس تفریق فرق
و اقوام بذریعۂ حسن و قبح محاورات دریافت کرانا عیب ہے کیا آپکی شرافت قزلباشانہ
کو آپ کی یا وہ گوئی نے چہین لیا ہے نہین ہرگز نہین آپ بدستور قزلباش کے
قزلباش ہین کیا آپنے کبہی اسکا سبب حبیب اللہ نہین سنا یعنی پیشہ ور اللہ کا
دوست ہی خیر آپ آیات و احادیث کو تو کیا جانینگے ایک اردو رسالہ رفع الحرج
فی شرف الحرفہ مصنفہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر کا ہے ملاحظہ
فرمائین تاکہ یہہ سب لن ترانیان آپ کو فراموش ہوجائین۔
قولہ اہل سنت کے عالمون اور فاضلون کی تہذیب علمی اس قسم کی ہے مین نے
انوار الہدی شیعہ مین اس قسم کی تحریر کوئی بہی نہ پائی بس مذہب اسلام اسی قسم کے
مسلمانون کے سبب بدنام ہے فقط
اقول آغا صاحب ہم آپکی اس راست بیانی کی داد دیتے ہین سبحان اللہ چہ خوش
الکذوب قد یصدق یعنی جہوٹا بہی کبہی سچ بولدیتا ہے۔ آغا صاحب
کچہہ تو شرم و حیا کرنا چاہئے اسلام مین اگر کوئی فرقہ مہذب ہی تو یہہ ہی فرقہ اہل سنت
والا فلا۔ شعر

بس در ہمہ دہر یک مسلمان نبود		در دہر چو من یکے و آن ہم کافر

ایجناب آپ اپنی محدثین مفسرین مناظرین متکلمین کی تصنیفات کا مطالعہ فرمائین تو حقیقت حال منکشف خاطر شریف ہوجائے اور آپنے جو حوالہ رسالہ مسٹر گرانٹ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ع کا دیا ہے اوس کا جواب مین نے دیباچہ کتاب مین علےٰ سبیل التذکرہ مفصل لکہدیا ہے فارجع الیہ مختصر طور پر یہ ہے کہ مسٹر چارلس گرانٹ عیسائی متعصب ہین اونہون نے اہل سنت پر الزامات خونخواری و وحشی مزاجی نہین لگائے بلکہ اسلام کے عقاید پر اعتراضات کیئے ہین کیونکہ وہ اسلام کو دین الٰہ خیال نہین کرتا۔ مغرور تندمزاج سرکش شہوت پرست وحشی مزاج وغیرہ صرف بیچارے ہندوستانیون کو ہی نہین لکھا اوس نے بصیغہ عموم جمیع مسلمانون مین اس قسم کے نقص لگائے ہین جو محمول بہ تعصب صاحب موصوف ہین۔

قولہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ میرے نزدیک اس قسم کے الزامات سے بالکل بری ہین۔ **اقول** کوئی دلیل آپنے شیعہ امامیہ کی برارت و بری الذمتی پر قایم نہین فرمائی پس یہہ استثنار آپ کا شیعون کی بابت عجیب وغریب ہے اگر آپ ایسا کوئی بے تہذیب ہوسے تو بروئے مسئلہ فقہی۔ شہوت پرستی وغیرہ کے عیوب آپ مین ہی ثابت کرادی پہر کیا لطف ہووے عقب گذاری جناب کو مشکل ہوجائے فافہم ولا تکن من الجاہلین۔ آپکی تحریر سے ہمکو معلوم ہوتا تہا کہ غالباً آپنے رسالہ مسٹر چارلس گرانٹ زبان انگریزی کو مطالعہ فرمایا ہے اور کم سے کم ترجمہ تو ضرور ہی دیکہا ہے مگر بعد مین قلعی کہل گئی اور صاف معلوم ہوگیا کہ آپ مسٹر محمود کے لکچر مین نقل تحریر مسٹر موصوف دیکہ کر یہہ شور فرماتے ہین۔ چنانچہ آپنے از صفحہ ۶ تا صفحہ ۷ لکچر مذکور کا حوالہ دیا ہے لیکن اس حوالہ دہی سے آپکی نافہمی ثابت ہے کیونکہ مسٹر محمود صاحب نے تا صفحہ (۱۸) مسٹر چارلس گرانٹ کے فقرون کی نقل کرکے جملہ مسلمانان کو غیرت دلا کر

ترغیب تحصیل علوم مفیدہ ۔ کی اپنی طرف سے اپنی زبان سے کوئی اعتراض یا طعن
اہل اسلام پر نہین کیا اور شیعہ وحشی وغیرہ کا کچھہ ذکر تک ہی اوس مین موجود نہین
لیکچر مسٹر موصوف ہمارے پاس موجود ہے ۔ آپ یہان تو مثل مشہور کے مصداق
بن گئے ۔ مصرعہ ۔ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد ۔
مسٹر چارلس گرانٹ کا یہہ فقرہ شاید آپنے بوجہ مزید تعصب تشیع دیکہا ہی نہین
(عرب کے قانون کو جو کہ وحشی اور جاہل قوم کے لئے بنا یا گیا تہا ادہنون نے رواج دیا اوس قانون کے
برتاؤ مین اونسے یعنی (شاہان اسلام) سی سخت بداعتدالیان ہوتی تہین اگر دیکہتے تو آپ خاص مسلمانان
ہند اور انہین اہل سنت کو ملزم بناتے اے آغا صاحب کیا یہہ اعتراض چارلس گرانٹ صاحب
کا یاد رہا نہین ہے اگر کچھہ شرم آپ مین ہوتی تو بمقتضائے حمیت اسلامی اسکی
تردید فرماتے نہ کہ شیعون کو بلا دلیل مستثنی کر کے اہل حق کو دہمکیان دیتے
اور دہمکاتے اور آپنے جو بحوالہ چارلس گرانٹ صاحب و نیز بحوالہ مسٹر
محمود بالقابہ کے ہندی مسلمانون کو بگڑے ہوئے ذلیل قوم و جذبات وحشیانہ کا
محکوم ہونا لکہا ہے یہہ کذب صریح ہے آپنے اپنے دل کا بخار جہوٹے حوالے دیکر خوب
نکالا اور مسلمانون کو خوب گالیان دین افسوس ہے کہ آپ کو باین ہمہ دروغگوئی و
وقاحت و بے حیائی شیعہ گری و راست بازی کا دعوی ہے ۔ اب مین آپ کی
صداقت ثابت کرنے کے لئے شیعون کے سامنے ایک فقرہ مسٹر چارلس گرانٹ
کا پیش کرتا ہون جس سے ثابت ہے کہ آپنے اپنے بچاؤ کے لئے اس فقرہ کو نقل
نہین فرمایا خیر خویشتن داری یعنی اپنا بچاو تو ہر ایک کیلئے کسی حد تک جایز ہے
مگر اپنا عیب دوسرون کے ذمہ تہوپنا آپ کا ہی کام ہے شاباش مرحبا فقرہ یہہ ہے
(اصل مین تاتاری نسل کے مغرور تندمزاج اور سرکش اپنی توہمات کے مفتون
جس لئے کہ ان کے اصلی میلان طبیعت کو قایم رکہا تہا کامیابی سے اور زیادہ مغرور

تندمزاج خونخوار اور شہوت پرست بن گئے انکی حکومت اگرچہ خاندان تیمور کے عہد مین کسی قدر اصلاح پذیر ہوگئی تہی مگر یہہ ہی جابرانہ مطلق العنان حکومت شخصی تہی اور اون کے عمال اکثر اوقات سخت ظلم کے بانی ہوتے تہے الی آخرہ)

ناظرین براے خدا انصاف سے غور کرکے فرمائین کہ مسٹر چارلس گرانٹ کا یہہ پولٹیکل اور مذہبی مضمون عموماً قانون مذہبی (شریعت اسلامی) پر ہے یا نہین اور کیا ہمارے مخاطب یعنی آغا صاحب کیلئے کچہہ شرم دلانے والا فقرہ نہین ہے اب مین پہر حضور جناب آغا صاحب خطاباً عرض کرتا ہون کہ آپ تاتاری و تیموری مسلمانون سے کس صنف اور قسم مین ہین اگر فی الاصل آپ صنفین مذکورین سے مستثنی ہین تو کیا عرب کے وحشی اقوام مین سے ہین جنکے لیئے بقول صاحب موصوف قانون سخت اسلام نے بنا لیا ہے بلا مرضی خدا ۔ ذرا ارشاد تو فرمایئے ہم ہی تو آپ کے غلط کہانی سنین ۔ آغا صاحب آپ کے صاحب ممدوح نے شاہان ہند کو غاصب ہی لکہا ہے آپ کہین غصب کو غصب اصطلاحی شیعہ نہ سمجہہ لین اور دل مین خوش نہ ہون یہہ غصب صاحب موصوف نے اس معنی کر لکہا ہے کہ اسلام والون کو ہنود کا ملک دبالینا اور چہین لینا جایز نہین تہا اور نہ فتوحی فہرست اور اسلامی تاجورون کی فرد مین نام درج کرانا درست تہا اسلیئے اون کو غاصبین مین شمار کیا ہے ۔

ہم کو آپ کی خوش فہمی بعید نہین معلوم ہوتا کہ آپنے اپنا وہی غصب اد لڈ فیشن والا یعنی غصب زمانہ مہاجرین و انصار تصور کر لیا ہو وے یا بموجب افسانہ تراشیدہ شیعان غالی کہ کشور ہند کو مکفول مہر جناب سیدة النساء علیہا السلام خیال فرما کر فرمان روایان اسلامی کو غاصب و جابر و جایر خیال فرما لیا ہو ——— پس این مرض را دوائے نیست ۔ اور آپنے جو تہذیب گروہ سرسید مرحوم کی برائے نام تحسین کی ہے تو یہہ ستایش بہی آپ کی مخلصانہ نہین معلوم ہوتی ثبوت یہہ ہے

کہ شمس العلما علامہ شبلی کی تحقیق دقیق پر آپنے اعتراض کرکے مناقب نعمانی پر جرح کیا ہے کہ وہ جرح آپ کا کسی موقع پر اسی ریویو مین بفضلہ مجروح و مقدوح ہوچکا ہے۔ آپ پر کیا حصر ہے کسی شیعہ مولوی نے کتاب رمی الجمرات مین نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان بہادر کی شان مین جاہلانہ بے تہذیبی فرمائی ہے حالانکہ مصنف رمی الجمرات سلیقہ آیات بینات کے سمجھنے کا بھی نہین رکھتا گو ایک مہمل اور لغو رسالہ اُسنے بجواب آیات بینات لکھدیا ہے جسکے اوپر ہمارے ہمعصر ایک ذکی اور طبّاع مصنف نے ریویو لکھکر خیالات واہیہ مصنف رمی الجمرات کا ابطال بھی کردیا عنقریب شایع ہوگا۔ اور عالی جناب مسٹر محمود پر آپنے بھی اسی تنقیح مین بہتان صریح لگادیا ہے جسکو مین نے ابھی سطور ماضیہ مین ثابت کردیا۔ اس لئے قرین قیاس نہین کہ آپنے تہذیب فرقہ احمدیہ سرسیدیہ کو بھی بدل پسند فرمایا ہووے۔ الیقین لایزول الا بالیقین ظاہر ہے کہ فی زماننا اہل اسلام مایل باتفاق باہمی ہین ندوۃ العلما وغیرہ اسی غرض سے ہند مین قایم کیا گیا عرب و عجم مین اسکی پوکار ہے مگر آپ کے دل کا بغض و عناد جانے مین ہی نہین آتا۔

بھلا مین آپ سے دریافت کرتا ہون کہ ایسی بے تہذیب و بیہودہ کتاب لکھنے کی آپ کو ضرورت کیا تھی آپ نہ کوئی عالم ہین کہ جوابدہی کے ذمہ دار ہئتے نہ روبکار نویس نہ فیصلہ نگار کہ قول فیصل لکھنا آپ کے فرایض منصبی مین داخل تھا۔ اور شکایت مولوی جہانگیر خان صاحب کی آپ عبث کرتے ہین آپ تو اون سے بھی کئی قدم آگے بے تہذیبی مین بڑھے ہوئے ہین لیکن اونہون نے جو لکھا ہے جواباً لکھا شروع اس کا آپ صاحبون سے ہوا ہے والبادی اظلم یعنی شروع کنندہ زیادہ ظالم ہوتا ہے مسلمہ ہے وہی مبدء فساد سمجھا جاتا ہے اور مبدع عناد۔

قولہ راستباز عالم اور حق گو انسان کو کبھی پروا نہین ہوتی کہ اوسکی تحریر و تقریر

سے کوئی راضی ہو یا ناراض الی آخرہ۔

اقول کیا خوب یک نہ شد دو شد آپ اپنے مونہ سے آپ ہی عالم بنتے ہین اور راست بازی کا بھی دعوی ساتھہ ہی کرتے ہین۔ مصرعہ ثنا خود بخود گفتن نزیبد مرد عاقل را۔ آغا صاحب دعوی راست گوئی وغیرہ تو آپ کے مونہ سے زیبا ہنین معلوم ہوتا درحالیکہ ائمہ معصومین نے تارکان تقیہ کو مورد لوم و ملام فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ قبل ظہور اولی الامر علیہ السلام ترک تقیہ حرام ہے۔ پس آپ فرمایئے کہ اجتماع ضدین کیونکر ممکن ہے تقیہ و راست گفتاری یعنی چہ اور شیخ احمد صاحب کی سیر چشمی سے یہان کیا بحث ہے اگر وہ سیر چشم ہی ہون گے تو آپ کی ہی سے لیئے کچھہ اون کی سیر چشمی و فراخ حوصلگی مفید ہوگی۔

آپ فرمایئے کہ مولوی جہانگیر خان صاحب کی جہانگیر فیاضی نے آپ کو کیا فایدہ بخشا ایسی لغویات کا مناظرہ مین کیا کام اس سے تو چپ رہنا ہی اچھا تھا

قولہ مولوی صاحب شیعون کو گالیان دیکر اپنے پیشوایان کا حال ظاہر کراتی ہین

اقول سبحان اللہ آپ نے مولوی صاحب کے الزامی جوابات کا نام گالی رکھدیا اور اوسکے جواب مین صحابہ کرام یاران رسول علیہ السلام کو گالیان دینا چاہتے ہین یہہ بھی کوئی انصاف کی بات ہے دشنام دہندہ کو بجواب اوسکی دشنام دہی کے گالیان دینی چاہئین نہ کہ اون بزرگون کو جو کہ بعد انبیا علیہم السلام جمیع مسلمانان اولین و آخرین کے پیشوا ہین یہہ بات تو شرعًا جایز نہ قانونًا روا۔

اگر آپ صاحب ایسا کرینگے تو ائمہ علیہم السلام کی طرف سے نفرین و لعن کے مستحق ٹہیر ینگے احادیث ائمہ کا ملاحظہ کیجیئے۔ آپنے چوتھے موقعہ اسی تنقیح کے فیصلہ مین آیہ۔ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم کی تفسیر ورق پر لکھی ہے فی الواقع آپنے اپنی اوقات عزیز ضایع فرماے ہین اس کی بابت

مین نے دیباچہ کتاب ہذا مین کچھہ لکھدیا ہے اس گندہ و غلیظ مسئلہ کا تکرار بار بار
کوئی ضروری امر نہین تہا اگر آپ صاحبان اس کی اباحت کے قایل ہین توہوا
کرین اور جبکہ ائمہ اطہار نے آپ کو اجازت دی ہے تو کیا اہل سنت کے
کہنے سے آپ باز آجائینگے ہرگز باز نہین آئین گے الانسان حریص
علے ما منع لیکن اہل سنت کے نزدیک یہہ عمل خلاف وضع فطری حرام
مطلق ہے اون کے مفسرین محدثین وجمیع ائمہ فقہ نے اسکی حرمت کا
فتویٰ دیا ہے اور یہہ فتویٰ قیاسی نہین بلکہ نصی ہے اگر آپ بہی متفق ہین اور حرام جانتے ہین
تو نعم الوفاق۔ لیکن تفسیر صافی مین موجود ہے عن الصادق عن الرجل
یاتی امرأته فی دبرها قال لا باس اذا رضیت۔ یعنی بصورت
رضامندی زوجہ کچھہ پروا نہین پس معصوم کے قول سے اباحت کا ثابت
ہونا آپ کے عمل فرمانے کے لیئے کافی ہے امید ہے کہ آپ باز نہ آئین گے
لیکن تعجب یہہ ہے کہ آپ ندامت مٹانے کے لیئے یہہ الزام بذمہ اہل سنت
تھوپتے ہین اہل سنت کے نزدیک توبفحوائے جزو آیت۔
حیث امرکم الله یہہ فعل خلاف وضع فطرت اور قطعاً حرام ہے
ہزارہا تفاسیر قرآن موجود ہین اون مین دیکھہ لو۔ خطیب وغیرہ کا حوالہ دینا
فضول ہے اگر اوس کی توثیق بہی آپ ثابت کرین توبہی ہمارے نزدیک
خلیفہ نہ امام نہ محدث نہ مفسر نہ فقیہ کوئی معصوم نہین ممکن ہے کہ بشریت
نے کسی نے غلطی کی ہو یا آپ صاحبون نے کچھہ چالاکی فرمائی ہو وسے
یا الحاق کردیا ہو بہرحال وہ قول اباحت حسب قواعد مسلمہ اہل حق مردود و
مطرود ہے اور صریح احکام قرآنی کا معارضہ ایسے اقوال واہیہ سے نہین ہوسکتا
مشکل آپکی ہے کہ آپ اقوال معصومین کو رد نہین فرماسکتے مجبور ہین اقوال

ائمہ احکام وارشادات قرآنی سے زیادہ آپ کے نزدیک واجب العمل ہین چنانچہ آپ نے خود انکار قران کیا ہے اسی اپنی کتاب مین جو آپنے حوالہ اقوام مالکی و شافعی کا دیا ہے بے سود ہے کشف الالتباس عما وسوس بہ الخناس مین نواب سید صدیق حسن خان نے ارقام فرمایا ہے کہ مجتہدین شیعہ سلف مین کئی ایک مالک نامی مجتہد ہو گذرے ہین اور نیز محمد بن یوسف گنجی مشہور شافعی شیعون کا مجتہد غالی ہوچکا ہے جس نے اپنی تصنیفات شیعون مین چھوڑی ہین اور شیعہ برائے دہوکا دہی کسی کو امام مالک اور کسی کو شافعی لکھدیا کرتے ہین۔ پس وہ شافعی گنجی جس کا قیاس آپنے دربارہ اباحت فعل مکروہ مذکورہ بالا لکھا ہے شیعہ غالی اور ذوفنون آدمی ہو گذرا ہے جس نے حضرت علی کو رب الارباب مانا ہے۔ اگر خدانخواستہ یہہ شافعی امام سنیون کا ہوتا تو وہ آپسے زیادہ اونکی تصنیفات سے اونکی فتاوی سے باہر ہوتے بلکہ ایسے مضل وضال کو اپنا امام کیون بناتے اھل البیت ادری بما فی البیت پس آپکا اجتہاد اہل سنت کے یہان مقبول نہین۔ اگر منجملہ ائمہ اربعہ یا دیگر ائمہ فقہ کوئی ایسی غلطی بھی کرتا تو جب کہ برخلاف اجماع فقہا یہہ عمل ہی قطعاً حرام ہے تو اوسکے قایل ہونے سے کیا ہوتا تھا اوسکی غلطی سمجھی جاتی ایک تفسیر مشہور محتوی رطب ویابس ناقل روایات صحیحہ وغیر صحیحہ ہے اگر اوس مین نقلاً عن شیعہ لکھین آپ کے مفید بھی کوئی مضمون لکھا ہووے تو استدلال کے لایق نہین۔ زیادہ سے زیادہ آپ یہہ کہہ سکتے ہین کہ تمہارے فلان مفسر نے غلطی کہائی ہے مگر ہمارے نزدیک ایسی روایات واہیہ ماخوذ عن الشیعہ کب جائز العمل ہین جبکہ بالاتفاق حرمت فعل مذکورہ اوسکی ثابت ہوگئی۔ قبقاب وکنتاب کے حوالجات آپ فضول دیتے ہین آپ کا مبلغ علوم بیشک یہان تک ہی ہے تو آپ اون کو

تحت العین رکہین یا بسر و چشم خویش آپ کی بیہودہ لن ترانیون کا جواب جیساکہ
چاہئیے ہم نہین دیسکتے آپ اپنے خیال مین جو چاہین سمجہین ۔ مختصر یہہ
عرض ہے کہ اگر آپ اس فعل کو حرام مطلق جانتے ہین تو دو سطری فتویٰ حضرات مجتہدین
حال کا ہی دکہا دیجئیے یا کوئی جدید فتویٰ لکہنو سے منگا دیجئے وہی واسطے موقوفی نزاع
فریقین کے کافی ہے اور اگر اس فعل حرام کی حلت پر ایسے اڑے ہوئے ہین کہ
تمام جہان کو منکر حلت مثل خود بنانا چاہتے ہین تو ناممکن ہے ۔ مصرعہ
این خیالست و محالست و جنون ۔ آغا صاحب قطعیات کا انکار آپ کے
سلف و خلف سب کرتے آئے ہین آپ تو کس گنتی مین ہین دیکہئیے قصہ ازدواج
ام کلثوم رضی اللہ عنہا متواترات سے ہے اور منجملہ دیگر فضائل نامحصورہ حضرت فاروق اعظم
کے یہہ بہی شرف عظیم و فخر فخیم ہے مگر آپ کے علمار اعلام نے کیا کیا رنگ دکہائے
ہین یہہ تو نصیب ہوا کہ شرمائین اور بے شرمی کی باتین بہ نسبت ائمہ معصومین زبان پر
نہ لائین الٹے اور زیادہ آمادہ گستاخی ہو بیٹہے یہہ بات کچہہ ایسی عجیب نہ تہی جسپر آپ
صاحبان اتنا خفا ہو گئے آخر باہمی بندون مین ہی رشتہ داریان ہوا کرتی ہین نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے تو حضرت علیؓ بڑے نہ تہے آنحضرت صلعم نے بہی تو ذی النورین رضی اللہ
عنہ کے ساتہہ دو صاحبزادیون کا نکاح کر ہی دیا اگر جناب امیر علیہ السلام نے باتباع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صبیہ طیبہ کی شادی بگفتہٗ حضرت عباسؓ خیر الناس فی زمانہ عمرؓ فاروق
سے کردی تو کیا محل تعجب ہے ۔ علما تو علما ۔ جہلا شیعہ بہی اس ازدواج کے نام سے
جلے بہنے بیٹہے ہین ۔ اور علما کے کئی گروہ ہو گئے ہین ۔
اول وہ طائفہ جو منکر ازدواج مذکورہ ہے پس منکرین قطعیات و بدیہیات کا انکار بمنزلہ
اقبال ہے لایق التفات نہین ۔
دوسرا گروہ علما شیعہ کا ہے جو غصب کے قائل ہین یہہ گروہ شوخی مین بدترین خلایق ہے

کیونکہ حضرت اسداللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب مامور بحفظ ننگ و ناموس تھے ایسے مہیب مواقع پر آنجناب کو اجازت سکوت و تقیہ کی نہ تہی تذکرۃ الائمہ موجودہ کتب خانہ سید تفضل حسین صاحب رئیس انبالہ مین لکہا ہے کہ (بگفتہ عباس ابن عبدالمطلب امیر علیہ السلام تن برضا درداد و ام کلثوم بنت طاہرہ خودرا بعقد نکاح عمرؓ درکشید الخ۔ پس رضامندی ثابت ہوئی لفظ تن برضا درداد اس عاپر دلالت کلی کرتا ہے ۔
تیسرا گروہ علماء امامیہ کا وہ ہے جنکا عقیدہ صحت و قوع نکاح کی بابت ہے وہ کہتے ہین کہ یہ معجزہ حضرت مرتضیٰ علیہ السلام ۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر عمرؓ قادر نہین تہا جیسے عزیز مصر زلیخا پر قادر نہ ہوسکا ۔ مگر یہ عقیدہ عسیدہ خلاف عقل و نقل ہے روایات سے ثابت ہے کہ رقیہ و زید ابن عمرؓ بطن حضرت ام کلثوم سے پیدا ہوئے ۔
چوتہا گروہ کہتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ام کلثوم بنت سیدۃ النساء کو چشم ظاہر بینان سے غایب و روپوش کر کے جنیہ کو متمثل بشکل ام کلثوم بنا کر عمر کے پاس بہیجدیا اور اوس سے ہی رقیہ و زید پیدا ہوے اور ترکہ فاروقی سے ورثہ ام کلثوم بنت مرتضوی نے پایا کیونکہ جنیہ غائب غلا ہوگئی اور اپنے حقوق تمام و کمال حضرت ام کلثومؓ سیدہ کو دیگئی ان ھذا الشی عجاب فاعتبروا یا اولوالالباب اگرچہ یہہ بات یعنی کہانی اندکی دلچسپ معلوم ہوتی ہے مگر صرف معجزہ ہی معجزہ ہے ورنہ جن و بشر سے سلسلہ تناسل کا جاری ہونا خلاف عقل ہے ۔
پانچوان وہ گروہ پر شکوہ ہے کہ جو برخلاف تاریخ و روایات صحیحہ انکار عقد نکاح تو کر نہین سکتے مگر کہتے ہین کہ ام کلثوم بنت سیدۃ النساء نہین تہی مگر یہہ دختر چارسالہ مسماۃ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق ربیبہ جناب امیر علیہ السلام کے تہی

یہہ حضرات افترا پردازی اور سخن سازی مین تمام دفعلگویان سابق الذکر سے اقدم واسبق ہین اور شرم وحیا کا خاتمہ انپر ہوگیا لغویت اسکی بدین وجہہ ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے درخواست اس ازدواج کی اہلبیت رسالت مین داخل ہونے کے لئے جناب امیر علیہ السلام سے کی تہی اور کچہہ مراد نہین تہی اور بقول قاضی نور اللہ شوستری کہ جو شیعون کے قاضی القضات ہین برائے رونق ورواج اپنی خلافت کے خواستگاری ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی کی تہی پس ظاہر ہی کہ یہہ دو غرض حضرت عمرؓ رضی اللہ کے ازدواج ام کلثوم بنت ابی بکرؓ صدیقؓ پوری نہین ہو سکتی تہی۔

دوسرے ولایت نکاح دختر ابوبکرؓ صدیق حضرت عبد الرحمن ابن ابی بکرؓ کو شرعاً پہونچتی ہے جناب امیر علیہ السلام کو ولایت نکاح ربیبۂ خویش باوجود انکے بہائیون کے بموجب قانون شریعت کسی طرح جایز نہین ہے پس یہہ امر متعین ہوچکا کہ ام کلثوم منکوحہ حضرت فاروقؓ بنت علیؓ مرتضی کی تہی۔

تیسری قاضی صاحب شوستری نے لکہا ہے کہ بعد فوت عمرؓ ابن خطاب کے محمد بن جعفر طیار کو شرف مظاہرت جناب امیر علیہ السلام نصیب ہوا پس صاف عیان ہے کہ ام کلثوم وہ ام کلثوم تہی کہ بنت طیبۂ علیؓ کرم اللہ وجہہ کی تہی ورنہ شرف مظاہرت کیسا۔ چنانچہ ابو القاسم قمی شیعہ نے بہی ام کلثوم زوجہ عمر ابن الخطاب کی ہاشمیت کی شہادت ادا کی ہے اور مسئلہ جواز نکاح ہاشمیہ با غیر ہاشمی اسی روایت اور اسی واقعہ ازدواج ام کلثومؓ سے استنباط فرمایا ہے احمق سے احمق بہی اس بات کو جانتا ہے کہ دختر ابوبکرؓ صدیق ہاشمیہ نہین ہو سکتی۔

چوتہی حضرت فاروقؓ کو حضرت صدیق اکبر سے کوئی خصوصیت نہین تہی کہ دختر

چہار سالہ صدیق کو اپنے نکاح مین لاتے اگر لاحاصل دختر شیر خوارہ کو نکاح مین لاتی تو تما صب ام کلثوم کیون کہلاتے اور بقول شیعہ امامیہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام لفظ غصبت منا اهل البیت کسلیے ارشاد فرماتے۔

چوتھے ام کلثوم بطن حضرت اسما بنت عمیس سے بعد وفات حضرت صدیق پیدا ہوئے اور بوقت خواستگاری پورے چار برس کی بہی نہین تہی۔ جیساکہ مولوی مظہر حسن صاحب سہارنپوری اپنی تہذیب المتین مین لکہتے ہین کہ اس لڑکی نے بعمر چار سالگی باوصف بیہوشی حضرت عمرؓ کے موںنہ پر تہپڑ مارا الی آخرہ پس خلاف قیاس ہے کہ یہہ بچی مخطوبہ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کی ہووے اور رقیہ و زید دو بچہ بہی آنجناب کے لئے جنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم پس اس تمام تقریر بالا سے بالتحقیق یہہ ہی نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ ام کلثوم زوجہ عمرؓ ابن الخطاب دختر اطہر جناب مرتضیٰ علیؓ لبطن جناب سیدۃ النساؓ سے تہی جو بزمانہ حیات جناب رسالت مآب پیدا ہوئی اور بوقت خواستگاری قریب بلوغ تہین چنانچہ زید و رقیہ دو بچہ صلب فاروق و بطن ام کلثومؓ سے پیدا ہوئے الغرض سرسری و معمولی اہل فراست بہی اس واقعہ کا انکار نہین کر سکتے پس اگر شیعہ صاحبان بالاتفاق اسکو تسلیم کر لین تو کوئی قباحت نہین بلکہ بحالت عدم تسلیم مورد لوم و ملام و مستحق سب و دشنام بنزدیک خاص و عام ہوتے ہین۔ اس عقد صحیحہ شرعیہ کا ثبوت کامل محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان بہادر نے آیات بینات مین اور سید المتکلمین مولانا مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی نے ہدایات الرشید مین اور مولانا سید برکات حسین صاحب سجادہ نشین مارہرہ شریف نے کتاب القول الموثوق فی نکاح سیدتنا ام کلثوم مع الفاروق مین بشرح تمام و بسط مالا کلام لکہدیا ہے مگر ان

صاحبون کے فاضلانہ کلام کے سمجھنے والے اہل علم و دانش ہین نہ عوام الناس
اسلیئے مین نے براد تفہیم العوام اس بحث کو سیدہے سادہے لفظون مین لکھدیا
ہے ماننا نہ ماننا اس کا باختیار آغا صاحب و ہم خیالان آغا صاحب کے ہے
واللہ یہدی من یشاء الی الصراط المستقیم بنظر توضیح یہہ بہی نگارش
ہے کہ جناب آغا صاحب تو علی رد مذہب کے کسی کلاس یعنی جماعت مین ظاہرا
معدودی نہین وہ جو کچہہ زبان پر آئے فرمائین اقوال عوام را چندان اعتبار سے
نباشد غضب تو یہہ ہے کہ فخر المتاخرین شیعہ مولوی حامد حسین صاحب
مصنف استقصار الافحام نے کتاب عبقات الانوار فی امامت الائمۃ
الاطہار بڑے زور و شور سے لکھی بدین سبب کہ جوابات تحفہ اثنا عشریہ
جو مجیبین تحفہ نے یکے بعد دیگر لکھے تہے وہ سب کے سب ناتمام و ناکافی یا محتوی
اجوبہ شافی نہین تہے اگرچہ کتاب مذکور ضخامت و کلانی مین بہت بڑی ہے مگر تطویلات
لاطایل سے مثل کتاب سابقہ خودش مملو و پر ہے میرے نزدیک مولوی صاحب
موصوف نے باوصف استعانت و استمداد شیعان ہند کچہہ ایسی کتاب
نہین لکھی جو اون کے منصب اجتہاد کے شایان ہووے بلکہ بے محل او بیموقعہ
حوالجات و روایات ضعیفہ و مجہولہ و غیر معمولہ سے کتاب کو بہر دیا ہے حالانکہ برائے
اثبات اصول مذہب نصوص صریحہ کا پیش کرنا ضروریات سے تہا اور روایات
و اقوال منقولہ بہی فی الاصل مثبت مدعا شیعہ نہین بلکہ غیر متعلق ہین۔ تطویل لاطایل
کا یہہ ثبوت ہے کہ مصنف موصوف نے توثیق مولانا مولوی محمد اسمعیل
شہید علیہ الرحمہ کی کتاب اتحاف النبلاء المتقیین باخبار ماثر الفقہاء
المحدثین ۔ مصنفہ مولوی سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم
محدث بہوپال سے نقل فرمای ہے اور طولانی عبارت متن و حاشیہ

کتاب ہین بر صفحہ ۲۸۰ - درج کی ہے - حالانکہ فضایل مسلمہ مولانا شہید رح محتاج بیان نہین علماء روزگار و فضلاء دیار و امصار مناقب اسمٰعیلیہ سے ناواقف نہین - مخالف و موافق ہر کوئی آگاہ ہے - الفضل ما شھدت بہ الاعداء - لیکن تعجب یہہ ہے کہ عبارت رسالہ حقیقت امامت مصنفہ مولانا شہید رحمہ اللہ تعالے جو صفحہ ۲۷۷ و ۲۷۸ پر مصنف عبقات نے نقل کرکے دکہائی ہے وہ کچھہ مثبت مدعا شیعہ نہین بلکہ مخل مطلوب ہے -

خلاصہ رسالہ حقیقت امامت یہہ ہے قال النبی صلعم احب الناس الی اللہ یوم القیامۃ واقربھم مجلسا امام عادل قال النبی علیہ السلام من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ

وازانجملہ ایفاء بعض مواعید ست کہ حق جل وعلا رسول خود را بآن موعود فرمود پس بعض ازان را بدست پیغمبر بمرتبہ ایفا رسانیدہ و بعضے دیگر را از دست نایبان او تمام گردانیدہ کما قال اللہ تعالے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ - وقال اللہ تعالی قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا - ظاہرست کہ تبلیغ رسالت بہ نسبت جمیع ناس ازانجناب متحقق نگشتہ بلکہ امر دعوت ازان جناب شروع گردیدہ یوما فیوما بواسطہ خلفاء راشدین وائمہ مہتدیین رو بتنزاید کشید وہم چنان ہلاک کسریٰ وقیصر و تملک خزاین ایشان کہ آنجناب بآن موعود شدہ بودند وظہور ان از دست خلفاء راشدین واقع گردید الی آخرہ -

ناظرین انصاف فرمائین کہ اس خلاصہ عبارت سے جو ہمنے نقل کیا ہے اور جس سے مصنف صاحب نے استدلال کیا ہے کیا امامت بلافصل حضرت علی مرتضیٰ ثابت ہوتی ہے بلکہ حقیقت خلافت خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا

برائینہ ثبوت ظاہر ہے شاید لمہ یعرف امام زمانہ میں جناب موصوف نے خیال فرمایا ہوگا کہ امام زمان حضرت علی علیہ السلام و مہدی آخر الزمان سے مراد ہے حالانکہ یہہ صریح مکابرہ ہے۔ امام عادل کا لفظ جو حدیث میں وارد ہوا عام ہے مگر عادل وہ ہی ہوسکتا ہے جو اولی الامر ہو اور منصب عدالت اوسکو حاصل ہووے جیسا کہ چارون خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو حاصل تہا۔ اور علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ و حجت اللہ مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے اقوال جو صاحب عبقات نے نقل فرمائے ہین محض بے محل ہین وہ بہی کچہہ مفید شیعہ نہین بلکہ یہہ پایا جاتا ہے کہ امامت تصوف بہی معاذاللہ جناب امیر علیہ السلام کو جواب ہے پس صاحب عبقات سے نہایت تعجب ہے کہ اس مقام پر ایراد اقوال ابن جوزی رحمہ اللہ سے آپکی کیا مطلب براری ہوئی تہی بیش ازین نیست کہ علامہ موصوف نے انکار مسئلہ وحدت الوجود صوفیہ کا کیا ہے تو آپ کو اس سے کیا صوفیہ جانین اور ابن جوزی اور شیخ محی الدین ابن العربی سے آپکو کیا لینا ہے۔ اور واضح رہے کہ جناب امیر المومنین تو خلیفہ رابع خلفاء راشدین میں ہین اور حضرت مہدی آخر الزمان بہی صاحب الامر ہونگے مگر دس امام باستثناء سیدنا امام حسن علیہ السلام کے نہ امام نہ تو صاحب الامر ہوئے اور نہ بقول آپ کے امام تصوف۔ تو کس بات کے امام ہوئے۔ اگر امام معرفت نہین تو امام فقہ کے ہون گے بہر حال امام تو ضرور ہین رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اور واضح ہو کہ اگر ابن جوزی رحمہ اللہ نے یہہ ارقام فرمایا ہے کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو صوفی کہنا زیبا نہین تو اس فقرہ سے اصل تصوف کا انکار مستفاد نہین ہوسکتا یہہ علامہ موصوف نے اس لئے لکہا کہ حضرات خلفاء راشدین صاحب الامر تہے اور یہہ لقب ظاہرا اون کے لئے اختیار کرنا فی الجملہ موجب کسر شان ہے اگرچہ آنحضرت سید الاولین والآخرین نے۔

الفقر فخری ارشاد فرمایا ہے مگر اس لقب سے آنجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو ملقب کرنا گستاخی ہے لہذا تحریر ابن جوزی سے استدلال —
صاحب عبقات الانوار صریح بے سود اور غیر مفید ہے۔ علاوہ اسکے۔
صاحب عبقات نے چند احادیث کسی کتاب سید علی ہمدانی رحمہ اللہ وغیرہ سے لکھی ہین جو دال علی المطلوب نہین۔
کیا علماء شیعہ کو یہہ بھی معلوم نہین کہ اصول دین و عقاید کلام اللہ و نصوص صریحہ متواترہ پر مبنی ہوتے ہین نہ آثار ضعیفہ و اخبار احاد پر اور مناقب بزرگان دین مین آثار ضعیفہ و اخبار احاد بھی لکھدیتے ہین اور یہہ خوش اعتقادی سکے مضامین ہین جو محققین سکے نزدیک کچھہ زیادہ وقعت کے قابل نہین ہین علماء نے رطب و یابس اپنی تصنیفات مین جمع فرمادیا ہے اوس سے ہرگز حجتاج و استدلال روا نہین اون کی عزت اور وقعت محققین سکے نزدیک افسانون سے زیادہ نہین علی ہذا القیاس دیگر اقوال صوفیہ سے بھی دلیل لانا جایز نہین مثلاً علاء الدولہ سمنانی رحمہ اللہ۔ لطف یہہ ہے کہ ان حضرات کے اقوال سے بھی امامت و خلافت منصوصہ کا پتا نہین لگتا بعض روایات ایسی نقل کی ہین جن کے دیکھنے سے کتاب ہی مشتبہ ہوجاتی ہے مثلاً معلوم نہین کہ المودۃ فی القربی کتاب محولۂ صاحب عبقات وہی ہے جس کو مولانا سید علی ہمدانی نے جمع فرمایا یا کسی شیعہ صاحب نے آنجناب رحمہ اللہ کے نام لگا دیا یا اوس مین کچھہ الحاق کر دیا ہے کیونکہ احادیث و آثار محولہ صاحب عبقات برخلاف عقاید آنجناب کرامت انتساب ہین دیکھو وظیفہ اوراد فتحیہ منسوبہ بہ حضرت سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ کے اور مشایخ کرام مثل دلایل خیرات سراپا برکات کے اپنے اوراد سحرگاہی مین لکھتے ہین اوس مین آنجناب کرامت انتساب نے اپنی عقیدۂ ایمانی کو مفصل

یوں ارقام فرمایا ہے۔ دعائے اثورہ۔ رضینا باللہ تعالیٰ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ورسولا وبالقران اماما وبالکعبہ قبلۃ وبالصلوۃ فریضۃ وبالمومنین اخوانا وبالصدیق وبالفاروق وبذی النورین وبالمرتضیٰ ائمۃ۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ظاہر ہے کہ جس بزرگ کا عقیدہ بموجب قرآن وحدیث ایسا ہو جیسا کہ اوس نے خود اپنے وظیفہ میں لکھا ہے وہ ایسی روایات واہیہ کو جسے بقول مصنف عبقات نفی امامت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم مستفاد ہو کب اپنی تصنیفات میں لاسکتا ہے غیر ازین نیست کہ کسی کیا دسے الحاق کردیا ہو یا ساری کتاب ہی منسوب بالجناب کردی ہو۔ اسی لئے سید مقرب علیخان شیعی مدرس سکول نے اشتہار دیا ہے کہ میں اوس کا ترجمہ کرتا ہوں اور عنقریب اوسکی اشاعت بذریعہ طبع ہونے والی ہے اگر وہ کتاب کسی اعتبار کے لائق ہی ہوگی تو بوجہ تشیع مترجم محض بے اعتبار ہوجائیگی جب کہ قرآن مجید کی تفسیروں میں اناپ شناپ جو چاہتے ہیں لکھدیتے ہیں تو المودۃ فی القربیٰ کس شمار میں ہے۔ صاحب عبقات نے اسی مبحث امامت میں بر صفحہ ۲۶۸ حوالہ کتاب محمد بن یوسف کنجی شافعی کا ہی لکھا ہے۔ یہ وہی کنجی شافعی ہے جس کا تذکرہ میں نے اپنے اسی ریویو میں کہیں لکھا ہے کہ یہ شخص غالی اور کثیر الکید شیعہ تھا جو شافعیہ میں متلبس ہوکر تصنیفات میں ایسے مضامین لکھتا تھا جسکے ذریعہ شیعان۔ اہل سنت کو ملزم بنا سکیں۔ کان رجلا من الرافضیۃ کما فی طعن السنان علی من جرح فی القران میں لکھا ہوا ہے بہر حال یہ شخص غایت درجہ کا شستہ وکیا دہے۔ صاحب عبقات الانوار نہایت خوش ہوکر بڑے تپاک سے اوس کا نام نامی لکھتے ہیں بدین عبارت علامہ محمد بن یوسف بن محمد الکنجی الشافعی۔ اور لطف

یہہ ہے کہ اس علامہ کی توثیق میں کچہہ بہی نہین لکہا اور جو ایک سطر لکہی ہے وہ کالعدم ہے صرف یہہ لکہدیا ہے کہ علما رسنیہ در کتب خودہا ازو نقل می کنند۔ کالمطوی وابن الصباغ۔ تعریف المجہول بالمجہول اسی کو کہتے ہین ۔۔ اوسپر یہہ تماشا ہے کہ عبارت بہی وہ نقل کی ہے کہ کچہہ بہی مفید شیعہ نہیں ہے وہ یہہ قال فی کفایت الطالب فی مناقب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب بعد ذکر حدیث فیہ انہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی لو کنت مستخلفا احدًا لم یکن احد احق منک وھذا الحدیث وان دل علی عدم الاستخلاف لکن حدیث غدیر خم دال علی الاستخلاف وھذا الحدیث ناسخ لانہ کان فی اٰخر عمرہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ترجمہ یہہ ہے آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے فرمایا کہ اگر مین کسی کو اپنا خلیفہ کرتا تو اے علی تجہسے زیادہ کوئی حقدار نہین تہا اور یہہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر عدم استخلاف کے لیکن حدیث غدیر پہلی حدیث کی ناسخ ہے اور دال ہے اوپر استخلاف کی کیونکہ آنحضرت صلعم نے یہہ حدیث اپنی آخر عمر مین فرمائی تہی فقط۔

اب مین یہہ عرض کرتا ہون کہ بقاعدہ تعارض تو وہ تو ہی زیادہ عظمت کے لائق نہین رہی اذا تعارضا تساقطا۔ کلیہ مسلمہ ہے اور ناسخ منسوخ ہونے کی کیا دلیل ہے اگر حدیث مابعد حدیث ماسبق کی ناسخ ہے تو معناقہ ندارد مگر یہہ تو ارشاد فرمایئے کہ سورہ الم نشرح جو مکیہ ہے اور بہرحال اس حدیث سے سابق الورود ہے ناسخ حدیث اولی کیون نہ ہوئی کیونکہ بموجب تفسیر صافی کی۔ فاذا فرغت فانصب کے معنی یہہ ہین کہ اسے نبی جب تو فارغ ہوا تو مقرر کردے علی کو عہدۂ امامت و خلافت پر۔ پس لازم تہا کہ یہہ آیہ ناسخ حدیث

اوسکے ہو چکی اور ضرورت نسخ بذریعہ حدیث غدیر خم باقی نرہتی۔ اور نیز آیہ
تنذیر جب نازل ہوئی یعنی وانذر عشیرتک الاقربین۔ تو جناب رسول خدا
نے تمام مجمع قریش و بنی ہاشم مین حضرت علی کو خلیفہ مقرر فرمادیا تہا بلکہ حضرت
ابو طالب بہی زندہ ہتے اونکو بنی ہاشم نے بطور ریشخند و تمسخر مبارک
باد دی تہی تو کیا یہہ تمام قصہ بناوٹی ہے جسکی تجدید ایسے الفاظ مین ہوئی جسکے معنی
از قسم قول ما لا یرضی بہ قائلہ کی قرار پائی کسی نے مولا کے معنی دوست
کے لئے اور کسی نے اولے بالتصرف وغیرہ وغیرہ۔ پس تقیہ خدا و رسول
دونون کا اس قصہ غدیر سے عیان ہے خدا نے تو یہہ فرمایا تعالے شانہ۔
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الی آخرہ اور یہہ فرمایا کہ یا ایہا الرسول
استخلف علیاً۔ یا ایہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول مین و اطیعوا
علیاً انہ صاحب الامر زاید ارشاد فرما دیتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے معاذ اللہ بقول شیعہ اس بارہ مین ایسا گہرا تقیہ فرمایا کہ جناب رب العزت
نے ہزار بار یا کچہہ کم و بیش تاکید فرمائی کہ علی کو خلیفہ و نائب اپنا کردے مگر آنحضرت
صلعم نے معاذ اللہ ایک نہ سنی جب یعصمک من الناس تسلی بخش خاطر اقدس
نبوی ہو چکا تو اوسوقت غدیر خم مین ایسے الفاظ ذو معنی مین خلافت حضرت امیر
علیہ السلام کو عطا فرمائی جسکو سوائے شیعہ صاحبان کے کسی نے نہ سمجہا حتی کہ زمین و
آسمان و ملائکہ جن و بشر سب نے ہی انکار کردیا سبحان اللہ امامت اصطلاحی شیعہ
عجب فرحت انگیز و تعجب خیز ہے۔ اور جو کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم
و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ایہ کو صاحب
عبقات نے منجملہ نصوص صریحہ مزعوم خود پیش کیا ہے اور علامہ ابو محمد
محسن بن مرتضیٰ نے اسکی شرح مین ورق کے ورق سیاہ کرڈالے ہین

اور تفسیر صافی میں ادعا محض کر لیا ہے کہ صبح کو آیہ یاایھا الرسول بلغ نازل ہوئی اور شام کو الیوم اکملت لکم کا ورود مسعود ہوا۔ یہ سب محض تکبندی و افسانہ خوانی ہے اس آیہ میں تو امامت کا اشارہ خفیف تک بھی نہیں ہے اس آیت میں صرف دین اور نعمت کے اکمال و اتمام کا تذکرہ فرمایا ہے پس دین وہی ہے جو دین اللہ ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا تھا اور سورہ بینہ مدینہ میں اوسکی تشریح فرمائی گئی ہے۔ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ ویوتوا الزکوۃ وذالک دین القیمۃ۔ ہم نے اس دین کے سوائے اور کوئی دین کتاب اللہ میں نہیں پایا کہ کسی ولی کی ولایت یا وصی کی وصیت یا کسی صحابی کی صحابیت یا کسی صالح کی صالحیت پر یا امام کی امامت پر تصریح نام یا اجمالاً ایمان لانا لوازمات مذہب سے ہو۔ یا خدا نے اسکا نام دین رکھا ہووے۔ باقی رہے مضامین خوش اعتقادی۔ جو چاہو لکھ لو مگر وہ کوئی کلام اللہ نہیں جس کا ماننا فرض ہو اور دین اوسکے بغیر ناقص ہووے البتہ نص صریح کا انکار کفر ہے جیسا کہ انکار آیۂ غار اذ یقول لصاحبہ کا جس پر اجماع امت ہو چکا ہے۔ اور صحابیت صدیق اکبر منصوص ہو چکی ہے اس کا منکر ہونا کار مسلمان نہیں۔ لیکن اس سے بھی بجز صحابیت کے خلافت مستفاد نہیں ہوتی صرف حضرت صدیق کا صحابیت و معیت و مورد سکینہ ہونا ظاہر ہے فافھم ولا تکن من الجاھلین باقی رہا جزو ثانی آیت کا یعنی نعمتی۔ باجماع مفسرین نعمت سے مراد قرآن ہے جس کا اتمام آخر زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوا رضیت لکم الاسلام دینا یعنی میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے یہود و نصاریٰ کا دین اختیار و پسند کے لائق نہیں جس میں خالص توحید باقی نہیں رہی

باقی رہی سخنان رنگین متکلمین شیعہ۔ تو شیعہ صاحبان کے خوش ہونے کے لیے ہین چ لبس
اور بہ نسبت ان آیات کے آیۂ استخلاف مین البتہ اشارہ صریح طرف خلافت
چند اشخاص صحابہؓ کے موجود ہے لیستخلفنهم فی الارض کے معنی یہی ہین
کہ اللہ تعالے اونکو خلیفہ بناویگا اور وعدہ خلافت ہی اونسے ہو چکا ہے۔ مگر حضرات
شیعہ اور اون کے علما اس آیت کے نام سے بہاگتے ہین تلاوت کرتے ہوئے
اس آیت کو چورا جاتے ہین شیعہ کے عالمون نے بہت ہاتھ پاؤن مارے مگر مدعائے
اصلی کو نہ پہونچے اور آخرکار والذین معه اشداء علی الکفار کو دیکھکر غیظ
وغضب مین آگئے والذین معه کی تفسیر مفسرین شیعہ مری ہوی زبان سے
لکھتے ہین وهم اصحاب محمد اور یہ کہکر اور لکھکر آگے چلدیتے ہین اور قصہ
کہانی سب فراموش ہوجاتی ہین صاحب تفسیر صافی ہر ایک آیہ کے متعلق
ایک کہانی طولانی عن القمی کہکر لکھہ دیتا ہے۔ اوراق کے اوراق سیاہ کردیتا ہے
اور الذین معه کے تحت مین وہم اصحاب محمد کہکر خاموش ہورہا۔ ایسے تعیین
موارد مین سکوت اختیار کرلیا۔ حالانکہ اس آیت سے کچھہ نہ کچھہ مضمون خلافت
مرتضوی ہی مستنبط ہوتا ہے اگرچہ خلافت بلافصل نہین مگر کسی نہ کسی وقت مین
خلافت کا ملنا آنجناب کے لیے ہی متصور ہوتا ہے۔ اور صاحب عبقات
الانوار نے جو نبوت وامامت کو بعینہ متماثل وہم شکل نبوت قرار دیا ہے اگر اہل سنت
وجماعت آیۂ اذ ارسلنا الیهم اثنین فکذبوهما فعززنا بثالث
پیش کرکے کہین کہ دونون سے مراد اس آیہ مین شیخینؓ ہین اور ثالث سے مقصود
حضرت عثمان ذی النورین ہین اور خداوند تعالے نے اپنے پاک کلام مین اونکی
خلافت حقہ کی حقیقت بطریق تمثیل بیان فرمائی ہے تو اس کا جواب شیعہ
صاحبان کو کچھہ نہین سوجھےگا کیونکہ یہہ تاویل وتمثیل تاویلات وتمثیلات و

مصنفات دنکلفات حضرات قمی وعیاشی وصاحب تفسیر صافی وغیرہم سے
اعلی واولی وزیادہ تر چسپان وموزون ہے یہہ حضرات تفسیر کے لکھنے
مین کچھہ ادب کلام ربانی وخوف خدا نہین کرتے ہین اخبار وآثار احاد وغیرہ کے
لانے کی بہی ضرورت نہین سمجھتے ہین اوٹ پٹانگ جو چاہا لکھدیا تبدیل معانی
کلام اللہ اون کے نزدیک ایک بات ہے گویا شیعون کے یہان اصول تفسیری
قایم نہین کیئے گئے سر سید نے اگرچہ آزادانہ تفسیر لکھی ہے مگر ایک تحریر فی اصول
التفسیر شایع کی۔ چنانچہ پندرہ اصول قایم کر کے تفسیر لکھنے بیٹہے تہے اور جو کچھہ
تفسیر مین برا یا بہلا لکہا بہ پابندی اصول مذکورہ لکہا ہے۔ اگرچہ علما فریقین مین
بابت خلافت وامامت مباحثات ہوتے آئے اور بڑی بڑی کتب مبسوطہ حیز
تحریر مین آئین لیکن ابتک یہہ بحث ناتمام جاری ہی چنانچہ سب سے عمدہ پچہلی
کتاب عبقات شیعون مین ہی جسکا خلاصہ وترجمہ کتاب مراۃ الامامت ہے
جو کسی شیعہ عالم بریلوی نے نہایت جان فشانی سے زبان اردو مین لکہی ہی
تو اوسکی تردید سند المتکلمین مولانا مولوی **خلیل احمد** صاحب مدرس اول
مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ارقام فرما چکے مولانا دامت برکاتہم نے اس
بحث امامت کا خاتمہ ہی فرمادیا ہے امید تو یہہ ہے کہ علما اعلام شیعہ تا فی الحال
اس بارہ مین چون وچرا ولیت ولعل لفرماوین گے اور **عبقات الانوار**
وغیرہ کو قطعی بہول گئے لیکن انصاف وحیا کا ہونا شرط ہی مولانا لازالت
شموس افاداتہم بازغۃ کی تحریرات کیا ہین گویا الہامات والقاءات ہین جنکا جواب
سوائے تسلیم کے کچھہ ہو ہی نہین سکتا انشاءاللہ تعالی کتاب مذکور عنقریب بذریعہ
طبع اشاعت پذیر ہونے والی ہے **فانتظروا ولا تکن من الغافلین**
آغا صاحب اس تنقیح مین بحث امامت کے تذکرہ کی ظاہر اچندان ضرورت

نہ تھی مگر صرف اسلیئے یہان یہہ ذکر کیا گیا ہے کہ آپکو کارستانی آپ کے علمار
متشعرین کی دکہائی جائے اور سمجہا دیا جائے کہ آپ صاحبون کی تصنیفات
کی وقعت اہل حق کے قلوب مصفا مین کسقدر ہے اونکو نزدیک تو آپ کی
تحریرات لچر و پوچ و مولوی حامد حسین صاحب کے ایراوات عدیم البنیاد
ہم وزن و ہم پلہ ہین۔ اگر سچ پوچھو تو سرسید بہادر بالقابہ نے تصانیف احمدیہ
مین مبحث امامت و خلافت کو طے کردیا ہے اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے یہہ بات
ثابت کردی ہے کہ اس بحث کا دینیات سے کچھہ تعلق نہین ہے بلکہ یہہ نزاع سلطنت
کا ہے بمشیت اللہ صحابہ کرام مین سے جسکا بخت مساعد ہوا وہ خلیفہ رسول ہوگیا
اور لیاقت و استحقاق کی بابت واقعات نے خود فیصلہ کردیا اور واقعات
و تاریخی حالات متفق علیہ جمیع اقوام خصوصًا اہل اسلام سے خلفار اربعہ رضی اللہ
عنہم کی جمیع اقسام کی لیاقتین ظاہر ہین اور حضرت عمرؓ کے بینظیر دماغ نے اور
اونکی دماغی زور اور طاقتون نے کالنقش فی الحجر منقوش خاطر ارباب عقل
فراست کردیا ہے کہ جیسا وجود با وجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام کے لئے مفید
ثابت ہوا کسی دوسرے بزرگ کی لیاقت ایسی اعلیٰ درجہ کی ثابت نہین ہوئی فقط۔
ناظرین کو حوالہ تحریرات سرسید بہادر بالقابہ کا ناگوار خاطر نہ ہووے کیونکہ فی الواقع
اہل سنت کے نزدیک عقیدہ امامت اصول دین مین معدود نہین ہے اجماعًا
یہہ فروع مین گنا جاتا ہے چنانچہ ایک مکتوب تقدس اسلوب مین حضرت امام ربانی
مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ یہہ جھگڑہ
امامت و خلافت کا متعلق اصول دین نہین لیکن فرقہ شیعہ ہمیشہ اسکو اصل الا
صول سمجھتے ہین اور یہہ ہی قصص پیش کرتے رہتے ہین ہمارے علمار اہل حق بہی اس
طرف التفات کرتے ہین اور عقیدہ شیعہ کا ابطال ضرور بات دین سے

سمجھتے ہین کیونکہ یہہ عقیدہ اور اکثر عقاید انکے برخلاف ہدایت قرآنی پائے جاتے ہین
چنانچہ مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بہی روح مقدس
نبوی سے دربارہ مذہب شیعہ استصواب واستمزاج فرمایا تہا تو ارشاد ہوا کہ
اون کے مذہب کا بطلان عقیدہ رجعت سے ظاہر ہے۔ فقط

رجعت کے لغوی معنی لوٹنے کے ہین اور اصطلاح مذہب شیعہ مین یہہ ہین کہ ائمہ
اطہار مع صحابان خود زندہ ہوکر قبور سے اوٹہینگے اور اعدائے ائمہ اطہار یعنی معاذ اللہ
صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم بہی زندہ کئے جائین گے اور ائمہ صاحبان صحابہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح کے عذاب سے معذب کرکے سزائین
موت کی بذریعہ پہانسی وغیرہ کے دین گے اور دریافت کرین گے کہ کیون
خلافت کو غصب کیا تہا۔ فقط

مطلب یہہ ہے کہ عالم برزخ سے بذریعہ رجعت پہر عالم شہادت مین پیدا
ہوکر فرمان روائی کرین گے اور منصب امامت کے لوازمات جو اون سے پوری
نہین ہوسکے انجام دین گے۔ **قس علی ھذا** ۔ پس سخافت و بطلان اس
عقیدہ سخیفہ رکیکہ کی محتاج بیان نہین۔ اگر یہہ رسوائی صحابہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی دنیا مین دکہلانی منظور تہی تو کیا میدان قیامت مین ممکن نہ تہا
کہ صحابہ رسول کو ملائکہ گرفتار عذاب کرکے ائمہ اطہار کی سپرد کردیتے اور وہ
خود بطریق احتساب سزائین دیتے آخر میدان حشر مین بہی جمیع خلایق کا مجمع
ہوگا اور کوئی حضرات ائمہ کے حضور مین چون بہی نہین کرسکنے کا پہر علت
غائیہ اس رجعت کی سمجہہ مین نہین آئی کہ کیا ہے اور اس آواگون کی ضرورت
نہین معلوم ہوتی بلکہ احتمال ہے کہ دنیا مین دوبارہ اگر یہہ کچہہ تشدد کرین اور
گروہ صحابہ مثل سابق بقول شیعہ آمادہ بغاوت نہ ہوجائین فافھم ولا تکن من الغافلین

تنقیح دویم

کیا حضرت علی علیہ السلام مشکل کشا نہ تھے اور گنہگار و خاطی و غلط گواہی دینے والے تھے - اور انتظام ملکی کی لیاقت نہ رکھتے تھے یا افضل الامم و سید العرب و امام المتقین نہ تھے -

آغا صاحب نے ایسی بیہودہ تنقیح قایم کی ہے - جسکا جواب نہایت سہل او بدیہی ہے بلکہ اہل علم اوسکی طرف ملتفت ہی نہیں ہو سکتے - لیکن چونکہ آغا صاحب صحرائے غفلت و وادئے ضلالت مین حیران و سرگردان ہین اسلیئے عقیدہ حقہ اہل السنت والجماعت اون کے سامنے پیش کیا جاتا ہے - کہ موحدین اہل سنت دافع البلیات حلال مشکلات اور مشکل کشائی مطلق سوائے ذات برحق وحدہ لاشریک کے کسی کو نہین جانتے - حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر کیا منحصر ہے **شعر**

سرے محتاج ہین پیر و پیمبر		خدا فرما چکا قرآن کے اندر

اور یہہ شعر ترجمہ ہے آیہ - اللہ غنی و انتم الفقرا کا اور معمولی سوالات علمی وغیرہ حضرت امیر کی ذات ستودہ صفات سے اکثر حل ہو جایا کرتے تھے کیونکہ جب آپ کوئی تقریر علمی فرماتے تھے تو اس آیۃ کو تلاوت فرما لیا کرتے تھے اللھم لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم - چنانچہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کتاب بوستان مین ایک حکایت کے شروع مین لکھتے ہین **شعر**

مگر مشکلش را کند منجلی		کسے مشکلے برد پیش علی

اگر چہ اس روایت سے تفضیلت علم و فضل جناب امیر کرم اللہ وجہہ بخوبی عیان ہے لیکن امکان وقوع خطائی المسائل بھی خود باقرار جناب مرتضوی مسلم ہے - اور شعر خاتمہ

حکایت اسکا شاہد عادل ہے۔ شعر

پسندید از و شاہ مردان جواب		کہ من بر خطا بودم او بر صواب

اور یہہ بات مانی ہوئی ہے کہ جناب امیر کرم اللہ وجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مین کثیر العلم اور جامع الفضایل ہتے حدیث اقضاهم علی اور دیگر احادیث صحیحہ آن جناب کی شان مین وارد ہین۔ کتب احادیث و سیر و عقاید اہل حق موجود ہین اگر سلیقہ کتاب بینی ہے تو دیکھہ لو۔ چنانچہ اکثر مسایل مین جناب امیرؑ سے خطائے مجتہدانہ واقعہ ہوئی ہے جسکی تفصیل کتب مین موجود ہے۔ اور معصومیت کا اعتقاد اہل سنت کا نہین ہے۔ اور گنہ گار اور خاطی ہونا اور گواہی غلط دینا قصداً یہہ الفاظ ثقیلہ آنجناب کی شان مین کہنا عقاید اہل ادب کے خلاف ہین۔ بلکہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے یہہ تمام مضامین و الفاظ ثقیلہ و خفیفہ الزاماً بر مذاق شیعہ تحریر فرمائے ہین کیونکہ عقاید امامیہ چار ناچار مستلزم ان خیالات واہیہ کے ہین۔ اور اہل حق سوائے انبیاء کرام علیہ السلام کے معصوم کسیکو نہین جانتے اور جناب امیرؑ و دیگر صحابہ کرام و اولیاء عظام اگرچہ محفوظ عن الخطا ہین۔ ہون۔ مگر صدور خطا سہواً مسایل اجتہادیہ وغیرہ و جملہ معاملات مین ممکن ہے۔ یا علی کہنا اون کے عقیدہ مین فی الواقع ممنوع ہے جنکے نزدیک یا نبی کہنا بھی۔ نبی کو حاضر ناظر جان کر مکروہ ہے وہ سوائے خداوند عالم الغیب کسی کو اپنا فریادرس اور مغیث الخلق حقیقی فی المصائب نہین جانتے اور نہ کسی کو سمیع و بصیر سمجھتے ہین یہہ گروہ پاکیزہ عقیدت ہر گز داہیہ کبرا و مصیبت عظمیٰ مین ماسوائے اللہ کو نہین پکارتے بلکہ بقول جمیل و ارشاد نبیل جناب امیر المومنین علی بجناب خداوندی خاشعاً متضرعاً صدق دل سے یون عرض کرتے ہین۔

مناجات مرتضوی

الٰہی تبت من کل المعاصی	باخلاص رجاءً للخلاصی
۲ فغثنی یا غیاث المستغیثین	بفضلک یوم یوخذ بالنواصی

اس مناجات مین جناب امیر اپنے گناہون کا اقرار اور اپنی عبدیت کا اظہار کما حقہ فرما رہے ہین رہے حضرات صوفیہ وہ جمیع انبیار علیہم السلام ومشایخ کرام واولیار عظام کو اپنے تصور وخیال مین شوقیہ پکار بیٹھتے ہین توان حضرات کے اقوال محتاج تاویلات ہین نہ لایق استدلال --- الغرض گواہی قصداً غلط دینا جناب امیر کی نسبت ادب سے بعید ہے - آن جناب نے دیدہ ودانستہ عمداً قصداً ایسا نہین کیا اور امر ذات سراپا برکات جناب مرتضوی سے واقع اور صادر ہونا بعید از قیاس ہے کیونکہ حضرت ممدوح خلفا، راشدین وعشرہ مبشرہ سے ہین البتہ شیعہ امامیہ کے مسلک کے موافق معاذاللہ بارہا اتفاق غلط بیانی دشمنان آنجناب کو پڑا ہوگا - مصنف **تہذیب المتین** اس کا اقرار فرماتے ہین اور لکھتے ہین -

جناب امیر علیہ السلام اپنے آخر زمانہ خلافت تک عملدرامد تقیہ فرماتے تھے -

پس کیا محل تعجب ہے کہ بقول امامیہ بارہا جناب امیر نے تقیہ تاً خلاف واقع بیان کیا ہو اور فقرہ احتمالیہ تشکیکیہ بپاس ادب ہمنے لکھدیا ہے ورنہ بموجب عقیدہ امامیہ شیعہ کے آنجناب کی تمام عمر شریف معاذاللہ تقیہ مین ہی گذری - خلوص اور اظہار عقاید حقہ کا موقعہ تو آپنے پایا ہی نہین - چنانچہ اوس **تہذیب المتین** محولہ بالا مین مصنف صاحب بڑے فخر سے لکھتے ہین کہ جس کا ملخص یہہ ہے -

جب جناب امیر علیہ السلام نے سنت تراویح باجماعت کو ماہ رمضان المبارک مین منع فرمایا تو تمام کوفہ مین شور **واعمراہ واعمراہ** کا بلند ہوا اور جناب

خلافت آپ کو اندیشۂ فتنۂ و فساد اور خلافت کے ہاتھ سے نکلجانے کا پیدا ہوا اور آنجناب نے مخالف ہو کر جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ منادی کردو کہ جمیع اہل اسلام سنت تراویح کو بدستور بجماعت مساجدمین ادا کرین) دیکھو شیعو تقیہ اسکو کہتے ہین کہ جناب مرتضوی نے بدعت فاروقی کو کس شدومد سے جاری فرمایا۔ اور سبط اکبر یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ کو مامور بمنادی فرمایا۔ اور

مولوی جہانگیر خان صاحب نے اگر بقول کسی عالم سنی المذہب کو

اہل سنت کے علیؓ اور شیعہ کے علی کو علیحدہ علیحدہ قرار دیا تو ہمارے نزدیک کچھ بھی نہین کیا یہہ بات کوئی آغا صاحب کی خفگی کی نہین۔ ناحق مثل حاطب اللیل مشتعل ہوتے ہین۔ اگر کوئی محمدی کسی عیسائی سے کہدے بلکہ کہدیتے ہین کہ ہمارا ایمان اوس مسیح پر ہے جو عبداللہ اور نبی اللہ اور ابن مریم اور مبشر محمد الرسول اللہ ہے اور اوسکی شان مین ماقتلوہ وما صلبوہ خدا نے فرمایا۔ اور تمہارے مسیح پر جو فرزند خدا ہے اور مکذب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے نہین ہے۔ اور تمہارے اور ہمارے مسیح جداگانہ ہین تو گنہگار نہین ہوتے اور نہ یہودیو نکے مسیح پر یعنی دجال پر ہمارا اعتقاد ہے پس ایسا ہی یہود سے اہل اسلام کہہ سکتے ہین۔

اب آغا صاحب برائے مہربانی انصاف کا خون نکر سکے فرمادین کہ کیا ایک محمدی اور ایسی عقیدہ کا مسلمان کافر یا فاسق یا گنہگار ہو سکتا ہے۔ نہین نہین ہرگز نہین ہوسکتا۔ ایسے ہی یہہ بیچارے سُنی بھی اس قسم کے الزام سے بری ہین حضرات شیعہ نے حضرت علی مرتضیٰ کی ایسی تصویر کھینچی ہے جس سے خوارج ملاعنہ کو موقع اعتراض و دیگر اصحاب ادیان کو ذریعہ مضحکہ ہاتھ آتا ہے۔ آغا صاحب نے جو بعض احادیث کا ترجمہ بحوالہ کتب اہل سنت لکھا ہے وہ مثبت

مدعا نہین بعض ان مین سے موضوع اور بعض ضعیف ہین اگر احادیث صحیحہ
بہی ہون تو فی الواقع ہمارے علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کتاب اللہ و احادیث
رسول اللہ مین بے شمار ہین کیونکہ آنحضرت منجملہ چار یار ہین پس حضرات شیعہ
کے لئے کیا مقام فخر و افتخار۔ اور القاب سید العرب امام المتقین وغیرہ بہہ
تمام القاب جناب رسالت مآب صلعم کے ہین اگر جناب امیر کے مانے جاوین تو قاعدہ
استثنار کی رعایت چار ناچار کرنی پڑیگی جناب رسالت مآب کو تو شیعہ بہی مستثنیٰ رکہینگے
اور دیگر افاضل صحابہ بہی جنکی افضلیت کو جناب امیر نے بارہا تسلیم فرمایا ہے مستثنیٰ
رہینگے چنانچہ مسئلہ افضلیت شیخین کو مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے
کتاب **ہدایات الرشید** مین بموجب آیات قرآن مبین و اقوال ائمہ طاہرین بخوبی ثابت
کردکہایا ہے جسکا جواب حضرات شیعہ سے اتنک ہوا نہ ہوگا۔ اگر بعض القاب کو مخصوص
بجناب امیر سمجہا جاوے تو بہی یہہ فضیلت کلی نہین بلکہ ضروری ہے۔ اگر ادعار اثبات
معصومیت جناب امیرؑ و دیگر ائمہ اہلبیتؑ آغا صاحب کے قلب مین اختلاج پیدا کررہا ہے
تو دوسری بات ہے۔ این خیال است و محالست و جنون۔ عصمت مصطلحہ شیعہ کا
ابطال خود محدثین و مفسرین شیعہ نے شرح و بسط کے ساتہہ اپنی تصنیفات مین
فرمادیا ہے۔ چنانچہ آیت ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدیٰ
من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولیٰک یلعنہم اللہ و
یلعنہم اللاعنون۔ کی تفسیر ائمہ طاہرین کو مورد و مصداق اس کا قرار دیا ہے
اور حضرات ائمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دین چہپانے والا ثابت کیا ہے۔
پس اب جبکہ معاذ اللہ ایسے ایسے بہتانات حضرات معصومین طاہرین کے ذمہ
لگائے جاتے ہین تو خیال معصومیت کرنا محض دیوانگی ہے یہہ عقیدہ ان حضرات
امامیہ کا بعینہ مشابہ عقیدۂ نصاریٰ سے کہ عیسائی بہی حضرت مسیح علیٰ نبینا علیہ السلام

کی نسبت معصومیت و ملعونیت کے اجتماع کا عقیدہ رکہتی ہین والضلال اول ایکہتمان
قول جمہور مشہور ہے - **حضرت بوعلی شرف قلندر قدس سرہ** نے جو
اپنی مثنوی مین مناقب مرتضوی ارقام فرمائے ہین صحیح اور بجا ہین کوئی غلو اور
تعصب کی بات اوسمین نہین ہے - صرف شیر خدا و زوج بتول پارسا ہونا
ثابت ہے اور یہہ عین عقیدہ اہل حق کا ہے علیٰ ہذالقیاس جو کچہہ مولانا روم علیہ الرحمہ
نے حکایت (اوخیوا مدرخت برروے علی) مین رقم فرمایا صحیح ہے اور ہمارا
عین ایمان ہے - آپ کا مدعا اس سے بہی کچہہ ثابت نہین ہوسکتا شاید آپ نے
افتخار ہر نبی و ہر علی کے معنی یہہ سمجہے ہون کہ ہر نبی اور ہر علی سے افضل جناب
علیؑ ہین تو یہہ آپ کی خام خیالی ہے - آپ کچہہ تقریر کرتے تو دیکہا جاتا افتخار کوئی
لغت غیر معروف نہین بلکہ لغات متداولہ مروجہ اور الفاظ مستعملہ متعارفہ
سے ہی معاذ اللہ اوسکے معنی کیا یہہ ہین کہ ہر نبی سے افضل ہین کیونکہ نبی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا
بالاتفاق ممنوع ہے اس کو شیعہ صاحبان بہی علانیہ نہین مان سکتے ہین گو دل مین
اعتقاد الوہیت انجناب رکہتے ہون - اس تنقیح مین آپنے چند اشعار مضمون
واہیہ خلاف شرع بنام نہاد شافعی رحمہ اللہ لکہے ہین ان اشعار سے حضرت علی کا
افضل الانبیاء ہونا بلکہ خدا ہونا ثابت ہے - **نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات**
والکفریات ایسی لغویات کے جواب دینے کی ضرورت نہین ہے مگر مختصر
گذارش یہہ ہے کہ یہہ اشعار آبدار عربیہ امام شافعی کے نہین اول بدین وجہ
کہ امام صاحب سنیون کے امام ہین اور یہہ عقیدہ مبتدعین مشرکین کا ہے نہ
اہل سنت کا - دوسرے امام صاحب کی تصنیفات مین یہہ اشعار واہیہ
نہین درج ہوئے بلکہ یہہ زور اور فریب شیعون کا ہے کسی عالم مقبول اہل سنت

نے ایسے مقولات نامعقول کو امام علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کیا ہے تو ثابت کرنا چاہئیے ۔ بلکہ ایک مشہور شعر جو امام موصوف کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اوسکا مضمون بھی چنداں خلاف عقاید اہل حق نہیں اور بعض علماء نے اوسکو تسلیم بھی کرلیا ہے بخوبی ثابت نہیں کہ تصنیف امام علیہ الرحمہ یقیناً ہی و ہو ہذا ۔ شعر ۔

لو کان رفضا حب آل محمد		فلیشہد الثقلان انی رافضی

یعنی اگر حب آل محمد کا نام رفض ہے تو چاہئیے کہ ثقلین میری رافضی ہونے کی شہادت ادا کریں ۔ واذلیس فلیس مگر چونکہ حب آل محمدؐ کا نام رفض نہیں ہے بلکہ بقول حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ کے صحاب کرام کے دشمنی اور عناد کا نام رفض والحاد ہے ۔ پس اس معنی کر رافضی نہیں ہوں قول زید شہید (رفضتمونی فانتم الروافض) یعنی تمنے مجکو بوجہ محبت اصحاب رسول اللہ کے چھوڑ دیا ہے پس آج سے تم رافضی ہوئے ۔ دیکھو یہہ مضمون اگرچہ خلاف عقیدہ اہل سنت نہیں ہے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے بھی اپنے مکتوب شریف میں فی الجملہ شعر منسوب با مام شافعی کی تصدیق فرمائی ہے ۔ لیکن ہمارے محدثین محققین کے مسلک پر یہہ نسبت ثابت نہیں چنانچہ مولانا نواب سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر اسکا انکار صریح فرماتے ہیں ۔ پس دیگر مضامین غیر مہذب امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرنا نہایت وقاحت اور بے شرمی شیعہ صاحبان میں داخل ہی مثلاً شعر مندرجہ ہذا ۔ شعر ۔

بعض الوصی علامۃ مکتوبۃ		کتبت علی جبہات اولاد الزنا ۔

کوئی مہذب آدمی ایسی دشنام صریح کو کلام مہذب بھی نہیں کہہ سکتا ہی چہ جائیکہ ایسا

کلام شقاوت التیام منسوب بامام عالی مقام ہووے معاذ اللہ منہا۔
بیشک علی کی محبت ایمان اور اونکی طرف محبت سے نظر کرنا عین عبادت اور اونکے خدام کے ساتہہ عداوت رکہنا سراسر ضلالت ہی مگر معاذ اللہ کہ کلام گلوج اور دشنام دہی کا عقیدہ اہل سنت کی طرف منسوب کیا جاوے۔ ایسا اعتقاد تو خوارج کا ہوگا۔ یا اون کے برادران مکرم روافض کا غالبًا اور یقینًا یہہ بیہودہ اشعار شافعی کیجی کے ہونگے یا اوس کے کسی مقلد کے جسکی نسبت کتب اسماء الرجال مین لکہا گیا ہے۔ (ہو رجل من الرافضۃ یلتبس با لشافعیۃ زورًا) یعنی شافعی کیجی ایک شخص رافضیہ مین سے تہا جو براہ زور شافعی بن جایا کرتا تہا اور حضرت امام شافعی کے نام سے یا حضرت کے مقلدین کے کسی نام سے کتب عقاید واہیہ لکہدیا کرتا تہا تاکہ اہل حق کے اوپر شیعون کو حجت کا موقعہ ہاتہہ آئے منجملہ اشعار منقولہ آغا صاحب نے ایک شعر خرافت مضمون ضلالت مشحون نقل فرمایا ناظرین اوسکے معانی کی طرف غور فرما کر انصاف فرمادین کہ ایسا عقیدہ کسی جاہل سنی کا بہی نہین ہوسکتا ہے چہ جائیکہ معاذ اللہ امام رضی اللہ کا یہہ عقیدہ جاہلانہ ہووے۔

ومات الشافعی ولیس یدری۔ علی ربہ ام ربہ اللہ۔

شافعی اس جستجو مین مرگیا کہ علی اوس کا خدا ہے یا اللہ اوس کا خدا ہے۔
لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہہ عقیدہ صریح کفر والحاد سے بہرا ہوا ہے۔ آغا صاحب نے شرم وحیا کو بالکل جواب دیدیا۔ الحاصل یہہ تو کفار ومشرکین کا عقیدہ ہوسکتا ہے۔ یا فرقہ سبایہ جسکی شاخ نصیریہ بہی ہے ایسا گندہ عقیدہ رکہتے ہین۔ چنانچہ مین نے دیباچہ کتاب ہذا مین نصیریت فرقہ سبایہ ثابت کرادی ہے اوسکی تائید مین آغا صاحب نے

یہہ اشعار بھی نقل فرمائے ہین آغا صاحب بیچارہ کو یہہ بھی خبر نہین۔ لایشرک
بعبادۃ ربہ احدا کی تفسیر کیا ہے اور وہ مسلمان جنکے عقاید تحت
قرآن مجید و فرقان حمید ہون وہ اپنے پروردگار معبود برحق کی عبادت مین کسی کو
کب شریک کر سکتے ہین اور اگر ایسا گناہ اکبر الکبائر کسی سے سرزد ہو تو کیا بلا توبہ
و استغفار وہ مسلمان ہو سکتا ہے۔ کیا مشرکین کی نجات کسی طرح سے ممکن ہے
کیا گروہ مشرکین مخلد فی النار نہین ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و
یغفر ما دون ذالک لمن یشاء۔ ان الشرک لظلم عظیم۔ خدا سب
گناہ بخشیگا مگر شرک نہ بخشا جائیگا۔ اور تحقیق شرک ظلم عظیم ہے۔ حضرات شیعہ
خوب سوچ سمجھہ رکھین کہ اہل حق کے اوپر یہہ الزام عاید نہین ہو سکتا بقول مشہور

ور دہر چو من یکے و آن ہم کافر		پس در ہمہ دہر یک مسلمان نبود

آغا صاحب سنی صرف ایک اہل السنت والجماعت کا فرقہ ہی موحدین مخلصین مین
شمار ہوتا ہے اونکی ہی توحید کو تمام جہان اور تمام ادیان کے اہل انصاف علمانے
پسند کیا ہے اور اون کو ہی آغا صاحب مشرک فی الالوہیت بتلاتے ہین سچ ہے
الحیاء من الایمان۔ یعنی آن حضرت شارع علیہ السلام تو ارشاد فرماتے ہین
جیسا کہ قرآن ناطق مین حکم ہے آیۂ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما
الٰھکم الہ واحد فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا
ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ ترجمہ فرمادے اے نبی لوگونکو
مین مثل تمہارے آدمی ہون مگر مجھپر وحی آتی ہے سوائے اسکے نہین کہ معبود
تمہارا خدائے واحد ہے پس جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کا امیدوار
ہو پس چاہیکہ عمل نیک کرے اور اپنے رب کی بندگی مین کسی کو شریک
نہ کرے لا تشرک بعبادۃ ربک ان قلت یعنی اپنے پروردگار کی

عبادت مین کسی کو شریک نہ کرو اگرچہ قتل کیئے جاؤ فقط با این ہمہ تاکید و وعید حضرات
شیعہ کے نزدیک عقیدۃً و ارادۃً اللہ و علی مین کوئی فرق نہین تا بجائیکہ شافعی کیجی شیعی
اسی جستجو مین مر گیا اور بے تمیز یہہ تمیز نہ کر سکا کہ علی اوسکا رب ہے یا خدائے پاک وحدہ لاشریک
علیہ ما علیہ ۔ حضرات شیعہ کے عقاید شنیعہ کے بارہ مین ایک تقریر دلپذیر اس
موقعہ پر مجھکو یاد آئی جو پیش کش ناظرین با تمکین ہے جسکو ذرہ کے برابر بہی ایمان ہوگا
وہ بیچون و چرا تسلیم کریگا وہو ہذا ۔ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ
فی الذین آمنوا لہم عذاب فی الدنیا والاخرۃ واللہ یعلم و
انتم لا تعلمون ۔ ترجمہ یعنی جو لوگ چاہتے ہین کہ ایمان والون مین فحش
باتین شایع ہو جائین اونکے لئے دنیا و آخرت مین عذاب ہے ۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم
نہین جانتے ۔ اب غور کا مقام ہے کہ فرق اسلامیہ و امت محمدیہ مین سوائے
حضرات شیعہ و خوارج کے مورد مصداق اس وعید کا اور کوئی فرقہ نظر نہین آتا ۔
جو ایمان والون اور صنادید صحابہ کرام و امہات المومنین رضی اللہ عنہم و عنہن کی نسبت
امور فحش شایع کرتے ہین ۔ بلکہ فحش گوئی مین تو خوارج پر بہی حضرات شیعہ کو ہی غلبہ
ہے چنانچہ اس کا ثبوت یہہ ہے کہ ان صاحبون نے ایک من گہڑت عقیدہ نکالا ہے
وہو ہذا ۔ ولد الزنا لا یفلح یعنی زنازادہ نجات نہین پائیگا اے ناظرین اس
عقیدہ کی غلظت اور ناپاکی محتاج بیان نہین علاوہ بے تہذیبی کے یہہ عقیدہ کفر ہے
جس سے عدل باری تعالے قطعاً قطع کر دیا گیا ہے ۔ یعنی معاذ اللہ باری عز اسمہ
ظالم ٹہیرا حالانکہ وہ سبحانہ تعالے اپنی شان مین آپ ہی فرماتا ہے ۔
ولیس اللہ بظلام للعبید ۔ یعنی خدا ہے عادل اپنے بندون پر
ظلم کرنے والا نہین ۔ چنانچہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی صاحب
فیض آبادی قدس سرہ نے کتاب لاجواب منتہی الکلام مین اس عقیدہ

عقیدہ سے کفر ایسی عقیدہ والون کا ثابت کرایا ہے ہر چند صاحب استقصا
الافہام نے بمقتضائے الغریق تیشبث بکل حشیش۔ بہت کچھ ہاتھ
پاؤن مارے ہین لیکن رہ بچارے تہ برد وسنحتی ہلاک شدیعنی کنارہ نجات وساحل
مراد پر نہین پہونچا اور اس عقیدہ واہیہ کی تائید مین ایک حدیث اور بیہودہ۔
یا علی لن یبغضک من العرب الا دعی ومن العجم الا شقی ومن
النساء الا السلقلقہ۔ تہذیب المتین۔ مولوی مظہر
حسین صاحب سہارنپوری ہین۔ ترجمہ اس حدیث سراپا لطافت کا
اسطرح کیا گیا ہے۔ اے علی دشمن نہین رکہتا تجکو عرب سے مگر حرامزادہ
اور عجم سے الا بدبخت اور عورتون مین سے مگر سلقلیقہ۔ مجلسی نے فردوس الاخبار
سے نقل کیا ہے کہ اس لغت خانہ زاد کے معنی (سلقلیقہ) رسول اللہ نے
اس طرح ارشاد فرمائے ہین سلقلق وہ عورت ہے جسکو خون حیض براہ دبر
آتا ہے۔ الی آخر الخرافات۔
حضرات ناظرین انصاف سے فرمائین کہ ایسے ہی پاکیزہ اقوال انبیا علیہم السلام
اور اوصیا رکرام فرمایا کرتے ہین۔ کیا کوئی نبی ایسے پُر تہذیب الفاظ مین
ایسے گندے عقیدہ کی تعلیم امت کو فرما سکتا ہے نہین ہرگز نہین۔
حاشا خیالہم عن ذالک۔ خصوصاً وہ سید المرسلین رحمۃ اللعالمین
جنکی فصاحت اور بلاغت ورسالت سراپا رحمت کا قران حمید و فرقان مجید
ایک معجزہ ناطق ہے اور اونکی شان مقدس مین ماینطق عن الھوٰی آیا ہے
ایسے کلمات غلاظت آیات زبان معجز بیان پر لائین توبہ توبہ۔
ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک
انت الوھاب آیہ۔ انبیا علیہ السلام نے امت کو ڈرایا ضرور ہے لیکن

گالیان نہین سنائین اور گالیان بہی وہ گالیان جن سے اول الناس ہی شرما جائین اورحضرات اہل انصاف اس تقسیم نامساوی پر بہی اند کے غور فرمائین کہ ایک ہی فعل کے مرتکبون کو کیا کیا جداگانہ القاب بخشے گئے اور سزائے مختلفہ قرار دی گئی عجمیون کے ساتہہ ان واضعین حدیث نے ذرا رعایت کی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ گبران عجم ذی اس لطیفہ مضحکہ کو وضع فرمایا ہے کہ بے تکلف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزہ اور اقارب کو صلواتین سنائین اور اپنی قوم اور بہائی بندون کو اس ننگ و عار سے بچاکر شقی کا لفظ کہدیا گویا کہ واضع نے ثبوت اپنی گبریت کا بہی ساتہہ ہی دیدیا۔ جبر اس روایت سراپا لطافت کے لطف کو حوالہ ذوق ارباب طبع سلیمہ کے کیا جاتا ہے۔ دوسری روایت جسکو ہم آگے بیان کرتے ہین اس سے بہی زیادہ عجیب اور مضحک ہے اگرچہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب دامت برکاتہ نے ہدایات الرشید مین اجمالاً کچھہ اشارہ فرمایا ہے مگر مین نے تعجب کی نظر سے اوسکو دیکہا تہا اور سوچا تہا کہ اس تہذیب کے زمانہ مین تو حضرات شیعہ نے ہیچ قسم روایات موضوعہ کو اپنی کتب متداولہ سے نکالدیا ہوگا مگر نہین بلکہ کتاب تہذیب المتین کے مصنف صاحب نے اس روایت مضحکہ کو نہایت فخر سے ارقام فرمایا ہے چنانچہ ہم بجنسہ اوسکو نقل کرتے ہین **روایت** — جناب رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ مین ایک روز رسول خدا کے ساتہہ خانہ کعبہ کے پاس بیٹہا تہا کہ ایک پیر مرد کہ ضعف پیری سے اوسکی پشت خم تہی اور موے ابرو اوسکی آنکہون پر پڑے تہے عصا ہاتہہ مین اور کلاہ سرخ سر پر اور پیراہن مویینہ بدن مین پہنے ہوے حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ آپ میری حق مین دعا کرین کہ حق تعالے مجکو بخشدے۔ آپنے فرمایا کہ آرزو تیری

روا نہین اور علی نیز کچھ فائدہ نہین رکھتا یہہ سنکر اوسنے پشت موڑی جناب رسالت مآب
نے مجھسے فرمایا علی تو نے اس کو پہچانا عرض کی نہین فرمایا یہہ شیطان ہے امیر المومنین
نے جو یہہ سنا دوڑکر اوسکو پکڑا اور زمین پر ڈالکر چاہا کہ گلا گھونٹ کر ہلاک کر دین
اوس نے کہا کہ اے علی میرے ہلاک کرنے کا قصد نہ کر بہ تحقیق کہ مجھکو حق تعالے
نے قیامت تک کی مہلت دی ہے اور اے علی واللہ کہ مین تمکو دوست رکھتا ہون
(یعنی محب علی ہون) اور تمہارے دشمنون کی مان کی وطی مین شریک ہوتا ہون
پس وہ سب حرامزادی پیدا ہوتے ہین یہہ سنکر جناب امیر علیہ السلام نے تبسم فرمایا
اور اوسکو چھوڑ دیا۔

حضرات ناظرین یقیناً جو کیفیت اس روایت سے اوٹھائینگے بیحد و نہایت ہوگی لیکن
یاد رکھنا چاہئے کہ ابلیس عین ہی معاذاللہ محبان علیؑ سے ٹھیرا اور حضرت علیؑ نے
بھی اس محبت کو تسلیم فرماکر رعایتاً چھوڑ دیا بس آیندہ اس مرد پیر شیطان سراپا تزویر کو
لعنت سی معاف رکھین کیونکہ آخر تو وہ دوستدار علی ہے اور فہرست محبان مین
اوس کا نام موجود ہے کیا وجہ ہے کہ اوسکی رعایت نکیجاوے۔

ایحضرات شیعہ آپ صاحبون پر تو اوسکی محبت لازم بلکہ اطاعت فرض ہوگئی اگرچہ
اوّل ہی اوّل اوسکو جناب امیر علیہ السلام نے نہین پہچانا۔ باوصف علم ماکان
ومایکون لیکن بعد شناخت بہ تبسم زیر لبی بملاحظہ محبت صادقہ ابلیس لعین کو
معاذاللہ مستحق مراعات خیال فرماکر چھوڑ دیا اور ممنون جان بخشی فرمایا۔ معاذاللہ منہا
صاحب تہذیب المتین نے اس روایت واہیہ کو کلمات طیبہ مین محسوب
فرماکر نہایت فخر سے شرف اندراج بخشا ہے۔ اور اس بیہودہ عقیدہ کو کلیہ
قرار دیکر تمام شرفاء عرب اور قریش وبنی ہاشم وغیرہم کو محاط محیط عدم طیب
ولادت بنا دیا ہے نعوذ باللہ من شرور انفسہم ومن سیئات

سفواتہم اور حضرت زبیرؓ ہاشمی کے بارہ مین بہی نہایت درشت کلامی کی ہے کچہہ ادب حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کا بہی نہین کیا اور حضرت شیخ المہاجرین طلحہ و دیگر صحابہ و حضرت عباسؓ عم رسول اللہ کی نسبت بہی دریغ نہین کیا اور نہین سوچا کہ حضرت عباس علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی ولی اللہ کی بہی چچا بزرگ وار ہین اور حضرت عبد اللہ ابن عباس اجلہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہین اور علاوہ شرف ابن عم ہونے کے شرف تلمذ جناب امیرؓ سے بہی مشرف ہین لیکن اونکو بہی معاف نہین کیا (دیکہو لطیفہ مضحک مندرجہ تہذیب المتقین شاہد مناظرہ فخر نسب فیما بین عبد اللہ ابن زبیرؓ و عبد اللہ ابن عباسؓ مورخین شیعہ کا یہہ حال ہے تو مناظرین سے سوائے بیہودہ گوئی کے کیا امید کیجا سکتی ہے جب تہذیب مین یہہ بے تہذیبی ہے تو قول الباطل یعنی (قول فیصل) مین سوائے لغویات کے اور کیا مندرج ہوگا۔ مناظر نے جبکہ خلاف داب مناظرہ گفتگو شروع کی تو وہ عاصی ہے لائق خطاب نہین۔ المختصر یہہ ظرف عالی علماء اہل حق کو ہی عطا ہوا ہے کہ سب و دشنام کے صلہ مین۔

فرقہ سبائیہ کو صلواتین سناتے ہین اور شکایت گستاخی شیعہ بجناب اصحاب رسالت مآب صلعم اہل حق کیا کرین گے جبکہ خود سید الاولین والآخرین کی نسبت یہہ حضرات بے تکلف بے باکانہ جو چاہتے ہین زبان پر لاتے ہین دیکہو مولف تہذیب سابق الذکر نے لکہا ہے کہ قبل زمان بعثت باعتقاد اہل سنت معاذ اللہ آنحضرت صلعم مومن و مسلم ہی نہین تہے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ حاشا حیا الہم عن ذلك۔

افسوس ہے کہ حضرات امامیہ مرتکب گستاخی سید کائنات مفخر موجودات علیہ التسلیمات ہوکر مصداق یطفئوا نور اللہ بافواھہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون کے ہوتے ہین اور ذرا خوف خدا نہین کرتے۔

الغرض اہل ایمان تو اس عقیدت سراپا ضلالت کی نقل ہی کرتے ہوئے نہایت

ڈرتے ہین چونکہ مولف موصوف نے کسی کتاب کا حوالہ نہین دیا اسلیئے اس کذب صریح کا جواب مشرح نہین دیا جا سکتا - لطور تنبیہ الغافلین اسقدر توضیحاً گذارش ہے کہ اہل سنت والجماعت کا یہہ عقیدہ شدیدہ کتب عقاید صحیحہ مین اجماعاً درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدو زمان پیدائش سے دین ابراہیمی رکھتے تھے اور بذریعہ الہام والقاء ربانی خدائے وحدہ لاشریک رب کعبہ کی پرستش فرماتے تھے اور غار حرا وغیرہ مین معتکف ومراقب ہوکر شیون ذات وصفات مین فکر فرماتے تھے اور بعض مورخین نے شاید یہہ بہی لکہا ہے کہ آنحضرت متبع دین مسیحی کے تہے کہ فی الاصل وہ بہی دین ابراہیمی تہا آنحضرت نے کبہی جہوٹے معبودون کی پرستش نہین کی کبہی کوئی کبیرہ وصغیرہ گناہ حضرت سے صادر نہین ہوا فقط

اور آنحضرت زمان طفلی سے بجمیع صفات رسالت ونبوت ومحبوبیت موصوف تہے اور عنایت ازلی حضرت کی تربیت مین متوجہ ومصروف تہی - ہم نے بوجہ اس دہوکا دہی علما شیعہ کی تفسیر سورہ الم نشرح لک اور خصوصاً آیہ وجدک ضالا فهدی کو بہت سی تفاسیر اہل حق و دیگر کتب عقاید مین بغور مطالعہ کیا مگر اس کذب صریح کا اشارہ تک کبہی نہین پایا - بلکہ حدیث کنت نبیا وکان آدم فی السماء والطین - نے بخوبی اطمینان دلایا کہ دامن اہل حق اس عدیم البنیاد عقیدہ فسیدہ کے دہبہ سے پاک ہے اگرچہ دیگر علما شیعہ نے حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جنکی نسبت آنحضرت ھذا ابقیة اٰبائی فرماتے تہین للزام عدم طیب ولادت معاذ اللہ لگایا ہے - گر یہہ گستاخی خاصکر بجناب سید المرسلین صلعم ہم نے تہذیب المتین مین ہی دیکہی جسکو دیکہتے ہی رعشہ ولرزہ جسم مین پڑگیا ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا الی آخرہ - اللهم انا نجعلک فی نحورهم ونعوذ بک من شرورهم - سبحان الله عجب فرقہ

زبان دراز ہے بقول سعدی علیہ الرحمہ شعر

نہ دشمن ہست از زبانش نہ دوست   نہ سلطان کہ آن مرزوبوم آن اوست

اس سے زیادہ تماشا یہہ ہے کہ انہیں نام کے محبون نے جناب امیر کی ہجو ملیح مین بہی کوئی دقیقہ باقی نہین رکہا چنانچہ بجائے خود کتب مبسوطہ مین مذکور ہے اس مختصر رسالہ مین گنجایش تفصیل نہین ہے۔ اشارتاً قصہ ازدواج سیدہ ام کلثوم بنت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کی طرف توجہ دلاکر عرض کرتا ہون کہ اس بارہ مین ان حضرات نے کیا کیا مختلف روایات حیرت انگیز لکہی ہین کہ ناگفتہ بہ ہین حالانکہ مورخین موافق و مخالف کا وقوع صحت عقیدہ مذکور پر اجماع ہے باایں ہمہ چند شیعہ صاحب تو انکار کرتے ہین بعض حضرات بہانہ عقد غصب پیش کرتے ہین اور بعض باحیا ایسے ہین کہ سیدہ معصومہ ام کلثوم کو بنت صدیق اکبرؓ ٹہیراتے ہین اور کچہہ شرم نہین کرتے کہ اس جہگڑہ اور انکار مین تو ہین جناب مرتضویؓ معاذاللہ کس درجہ ہوتی ہے اور اقرار مین ہر طرح سے سرخ روئی اور کوئی الزام بہ نسبت خادمان عتبہ دولت علویہ عاید نہین ہوتا۔ اگر شیعہ صاحبان کو یہہ خوف ہو کہ ایمان حضرت فاروقؓ ثابت ہو جایگا تو ایمان حضرت ذی النورین بہی تو بازدواج حضرت رقیہ و کلثوم بنات طیبات جناب رسالت سے ثابت ہو چکا ہے جو جواب وہان گہڑا ہے وہی یہان بہی گہڑ لینا چاہیئے تہا جیسا کہ سید نعمت اللہ صاحب کی عبارت کتاب لمعات الریاحین مین لکہی ہے اوسکا خلاصہ یہہ ہے کہ رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنات النبیؐ کا ازدواج عثمان کے ساتہہ ہونا درست ہے کیونکہ عثمان زمان نبوت مین اسلام و ایمان کا اعلان کرتا تہا۔ اور عذر شیعہ فضول اور واہیات ہے کیونکہ ہمارے نزدیک بنات و ربائب ایک چیز ہین لاتفاوت عندنا الی آخرہ۔

پس صرف یہہ ہی ایک عذر جناب امیر کے لئے کافی تہا اگر کچہہ شیعہ صاحبان کو عقل ہوتی تو اتنا ہی عذر کئے جاتے کہ عمرؓ بظاہر معین اسلام تہے مگر جوش تعصب و

عنادین ایسے عذرات ایجاد کیئے ہین جس سے علانیہ توہین خدام جناب مرتضیٰ ہوتی ہے
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھہ زیادہ تر وجہ خصومت یہہ ہی ہے کہ وہ اس عقد مین
وکیل از طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوگئے۔ اور جناب امیر رضی اللہ عنہ کو بالاتفاق امام
حسن رضی اللہ عنہ اس نکاح کیلیئے مجبور کردیا۔ چنانچہ کتاب تذکرۃ الائمہ جو نہایت
معتبر کتاب شیعوں مین سے ہے لکھا ہے کہ حضرت عباسؓ نے باصرار تمام سفارش عمرؓ دربارہ
انعقاد ازدواج ام کلثوم دختر طاہرہ سیدۃ النساء جناب امیر علیہ السلام سے کی اور
حضرت امیر علیہ السلام کو شدت طبع عمرؓ سنا کر ڈرایا اور جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ بیعت
کردن چیزی دیگر است ''دختر دادن امر آخر یعنی کچھہ ضروری اور لازمی بات نہین کہ مین نے
جو تیرے کہنے سے بیعت کرلی تو لڑکی کا نکاح بھی عمر سے کردونگا۔ بالآخر صاحب تذکرہ
ائمہ لکھتا ہے۔ ناچار بگفتہ عباس تن برضا درداد وبنت طاہرہ خود بعقد نکاحش
درکشید الی آخرہ القصہ۔ صاحب تہذیب المتین بہ تقلید بعض اکابر خویش رقم فرماتے ہین
کہ یہہ دختر چارسالہ ابوبکرؓ وربیبہ جناب امیر علیہ السلام تہی اسلیئے عمر نے ہر وقت پیار کرنیکو
ناچہیز کہا یا فقط۔

مین یہہ کہتا ہون کہ مولف تہذیب المتین نے صرف اپنی ہی خانہ زاد کتابین دیکہی
ہین یہہ حضرت کو معلوم نہین کہ اس بارہ مین کتب مستقلہ جداگانہ تحریر ہوچکی ہین علماء اہل حق
نے شیعون کی کتابون سے بخوبی ثابت کردیا ہے کہ یہہ ام کلثوم دختر فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہا کی ہے نہ کہ ربیبہ امیر علیہ السلام۔ اگر دیگر کتب متداولہ تصنیف اہل حق حضرات شیعہ
کو میسر نہ آوین تو صرف رسالہ قول الصحیح الموثوق فی عقد سیدتنا ام کلثوم مع سیدنا
الفاروق رضی اللہ عنہ من تصنیف عالیجناب سید شاہ برکات حسن صاحب
سجادہ نشین مارہرہ درگاہ حضرت شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ کا ملاحظہ فرمایا
جاوے تاکہ تسکین خاطر شریف حضرت کی بخوبی ہوجاوے لیکن صرف ہم ہی ی

یادداشت سے صاحب تہذیب المتین کے اس معترز فقرہ کا جواب دیتے ہین کہ اگر یہہ
ام کلثوم دختر ابی بکر ہی تہی جناب امیر نے جنیہ کو بشکل ام کلثوم بنا کر کیون بہیجا تہا یہہ
اہتمام حفاظت ناموس اپنے لیئے تہا یا پاس خاطر صدیق اکبر اور یہہ بہی ارشاد ہو گا اسی
دختر چار سالہ نے زید اور رقیہ کو جنا تہا۔ اور یہہ بہی ارشاد ہوے کہ ترکہ فاروقی ہین ورثہ
کس نے پایا اور وہ کونسی ام کلثوم ہے جسکو جناب امیر نے بخشم ظاہر بنیان سے تا حیات
حضرت فاروق رضی اللہ چہپایا اور یہہ بہی فرمایئے کوئی جایز ام کلثوم بنت ابی بکر کے
عبد الرحمن ابن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تہے یا جناب امیر و حضرات حسین علیہ السلام
اور ذرا یہہ بہی فرمایئے کہ تہپڑ مارنا بر روئے مبارک جناب امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ
دلیل ہاشمیت ہے یا نشان صدیقیت للہ وللرسول ملکہ للوصی انکے شرم و حیا کو
کار فرما کر زبان درفشان سے بیان فرمائین کہ باجماع مورخین فریقین یہہ عقد مبارک
واقع ہوا یا نہین اگر ہوا تو یہہ شرف مصاہرت جناب امیر علیہ السلام موجب فضیلت
دارین حضرت عمر رضی اللہ کے لیئے ہے یا نہین۔ اس قصہ کی نقل کرنے کی ہمکو یہان
کوئی ضرورت نہین تہی صرف ہم نے آغا صاحب کو یعنی حضرت ثالث کو یہہ بتایا ہے
کہ مورخین شیعہ خواہ کتنے ہی متین و ثقہ ہون مگر تعصب و نفسانیت سے انکار اجماعیات
و بدیہیات کر کے داخل گروہ پر شکوہ مجانین ہو جاتے ہین اونکی مراد بجز اسکے
اور کچہہ نہین ہوتی کہ بہلا شیعہ کو فریب دیتے ہین ورنہ متقدمین شیعہ کو خود اقرار ہے
جا بجا اپنی تصنیفات مین انعقاد نکاح شریفہ کے مقر ہین گو بلطائف الحیل شیعونکو
آخر مین خوش کر دیتے ہین مگر کیا ہوتا ہے ان شتر غمزون کو جاننے والے جانتے ہین
مصرعہ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔ اور دوسری وجہ
ایراد قصہ ہذا یہہ ہے کہ وہ شیعہ صاحبان جو اپنے عقاید سے ہی بے خبر ہین
وہ اس تذکرہ کو بد تر از دشنام جانتے ہین اسلیئے اونپر یہہ ظاہر کیا جاتا ہے

کہ یہہ بُرا ماننے کی بات ہنین بلکہ فی الواقع یہہ عقد ضروری ہوا ہے اسکے انکار
مین توہین جناب مرتضیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی لازم آتی ہاہے اسلیئے علیٰ سبیل
تذکرہ ہم نے اس قصہ کی طرف بالاختصار اشارہ کیا ہے بلکہ پہلی تنقیح مین
اس قصۂ ازدواج کی بابت کچھہ ذکر بلاقصد آچکا ہے بضرورت وقت ۔
فافہم ولاتکن من الجاہلین ۔ اگر اس عقد صحیح سے آپ صاحب
انکار فرماینگے تو بابت عقد سکینہ بنت امام حسینؑ کے کیا جواب دوگے
جو مصعب ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہوئین علیٰ ہذا القیاس عقد حضرت
فاطمہ صغرا رضی اللہ عنہا ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے بہ طیب خاطر فریقین واقع
ہوا پس حضرات اہل تشیع معلوم ہنین کہ کہان کہان جوابدہی کے لئے آمادہ ہونگے
مصرعہ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم ۔ آخر کار اس تنقیح مین جناب آغا صاحب
نے بحوالہ گلدستہ کرامات کچھہ اعتراضات سیدنا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ
کی نسبت وارد فرمائے ہین اور لکھا ہے کہ فی الحقیقت یہہ معاوضہ معجزات
جناب امیر علیہ السلام کا ہے جو سنیون نے بطور خود تصنیف کر لیا ہے ۔
اسکا جواب اجمالی یہہ ہے کہ حضرت غوث الاعظم کی کرامات سے معاوضہ معجزات
جناب امیر کرم اللہ وجہ کا ممکن ہنین کیونکہ موجب مقولہ مسلمہ کے ۔ شیٔ اللہ نیابۃ
منقلبۃ اللہ یا جملہ کرامات غوثیہ شعبہ کمالات مرتضویہ ہین اور سنیون کو
کوئی کاوش معاوضہ جناب امیرؑ سے ہو ہی ہنین سکتی ہے کیونکہ وہ خلیفہ برحق
اور صحابہ مہاجرین وعشرہ مبشرہ سے ہین سوائے عشرہ مبشرہ کے صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم اجمعین مین بھی کوئی ہم رتبہ مساوی الاقدام جناب امیر کرم اللہ وجہ
ہنین پس بدیگر اولیا امت چہ رسد ۔ عقاید حقہ اہل سنت اسپر شاہد ہین
اور انکار کرامات اولیاء اللہ کیا ہم ہین معدود ہوتا ہے خصوصاً انکار کرامت

حضرت غوث الثقلین کرامات الاولیا حق - کیونکہ سیدنا شیخ
عبدالقادر جیلانی سادات حسینیہ وائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم
اجمعین سے ہین اور جو بعض صوفیہ نے مبالغہ خوش اعتقادی مین کیا ہے اُنکی
نسبت بہی آغا صاحب اور حضرات شیعہ کو اعتراض اور طعنہ زنی ہرگز مناسب
نہین ہے شیعہ صاحبون کے عقاید تو دربارہ معجزات مرتضویہ اس سے
کہین بڑہکر ہین انبیا علیہم السلام سے افضل اور خدا کی برابر بنا دیا ہے
اور خدا کی مانند حضرت امیر کو رب قرار دیا ہے - اور ثبوت مین مقولات
موضوعات ایمہ دین خود پیش کرتے ہین حالانکہ قرآن شریف مین صاف
اس قسم کے عقاید کو شرک و کفر کہا گیا ہے لا یتخذ بعضنا بعضا
اربابا من دون اللہ آیہ اسپر شاہد ہے آغا صاحب بیچارہ کو علم سیر
و تواریخ پر عبور ہوتا یا کم سے کم علم الانساب ایمہ طاہرین حاصل کرتے اور
قرآن اور حدیث کے معنی سمجہتے ہوتے تو ہرگز مبتلا مصائب ضلالت
ہونا پسند نفرماتے اسلیئے اپنی طرف سے جو کچھہ زبان پر آیا کہدیا آغا صاحب
کو کس شدید ضرورت نے مجبور کیا تہا کہ صوفیہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہی
دامن گیر ہوگئے اور ایراد مطاعن مین سیدنا غوث الاعظم کو سب سے
مقدم سمجہا - اصل حقیقت یہہ ہے کہ حضرت ممدوح الشان سادات
رفیع الدرجات حسنیہ سے ہین اور امام حسن رضی اللہ عنہ سے بالتخصیص حضرات
شیعہ کو خصومت نہین تو رقابت ضرور ہے اسلیئے ان حضرات نے امام موصوف
یعنی سبط اکبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقطوع النسل اور ابتر قرار دیا ہے
اور عام شیعان اس سیادت حسنیہ کے منکر ہین حالانکہ جو اقتدار
سادات رفیع الدرجات حسنیہ کو دنیا مین حاصل ہوچکا ہے -

کتب تواریخ عالم- اوس سے بہری ہوئی ہین- موافق اور مخالف کو مجال انکار نہین ہے اب باقی رہی یہہ بات کہ سیدنا غوث اعظم کی سیادت ظنیات مین ہے یا یقینیات مین- تو باجماع مورخین و محققین اہل اسلام کے فی الحقیقت اولاد و احفاد عبداللہ محض ابن حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ سے ہین اور ازجانب مادر حسینی ہین- پس منکر سیادت غوث الثقلین رضی اللہ گویا منکر سیادت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے- دلیل یہہ ہے کہ امام حسن سبط اکبر کی اولاد و امجاد کا سلسلہ تو قیامت تک قطع ہوی نہین سکتا حسب ارشاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ سبط اصغر شہید کربلا رضی اللہ عنہ کا شجرہ اولاد و نسل طاہرہ الیٰ یوم القیام خشک نہین ہوگا- اب یہہ دیکھنا ہے کہ آج دنیا مین سادات حسینی جو تعداد مین ہزاران ہزار ہین اونکے مورث وجد امجد سوائے حضرت غوث الثقلین کے اور بہی ہین تو جہد عالم مین محققین کے نزدیک فی زمانا انحصار ذریات طاہرہ امام حسن مجتبیٰ اولاد مولانا شیخ سید عبدالقادر جیلانی مین ہوچکا ہے- روئے زمین پر جو سادات حسینی آج موجود ہین اونکے حسب نسب کی تحقیقات شیعہ صاحبان کر دیکہین انشاءاللہ یہہ سب حضرات حسنیہ اکثر آج اولاد و احفاد حضرت سیدنا محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے پائے جائین گے- گلدستہ کرامات مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری کا حوالہ آغا صاحب نے عبث دیا ہے وہ کوئی مستند کتاب اور اوسکا مصنف کوئی فاضل نہین اوس مین مفتی صاحب نے رطب و یابس جو چاہا بہر دیا مگر اسے آغا صاحب آپ اور آپ کے شیعہ تو حضرت کے مناقب صحیحہ واقعیہ سے بہی ہرگز خوش نہین بلکہ جہلا شیعہ تو آنجناب کا نام پاک سنکر ہی بروئے جہل و نادانی آگ ہوجاتے ہین حضرت غوث اعظم کے مدارج رفیعہ بڑی بڑی مستند اور ضخیمہ کتابون مین لکہے گئے ہین جس کا بالاستیعاب لکہنا تو کیا اون کے

ازبسیار ہی بیان کرنا دشوار ہے بلکہ محالات سے ہے مگر ہم مشتے نمونہ از خروارے چند فقرات مکتوب ہدایت اسلوب امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے ثابت کرتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت کے عقیدۂ پاک میں حضرت پیران پیر ائمہ اہل بیت رسالت سے ہیں فما ظنکم یا ایہا الشیعہ فی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ وہو ہذا بقدر الحاجت (طرق وصول الی اللہ دو راہست یکے طریق نبوت۔ الی آخرہ۔ وراہے ست کہ بقرب ولایت تعلق دارد واوتاد وبدلا و نجبا وعامۂ اولیاء اللہ بہمین راہ واصل اند وسلوک عبادات ازین راہ است بلکہ جذبۂ متعارفہ نیز داخل ہمین ست وتوسط وحیلولت درین راہ کائن ست و پیشوائے واصلان این راہ وسرگروہ انبیا منبع فیض این بزرگواران حضرت علی مرتضی است کرم اللہ تعالے وجہ الکریم درین منصب عظیم الشان ایشان تعلق دارد درین مقام گویا ہر دو قدم مبارک آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام بر فرق مبارک اوست کرم اللہ تعالے اوجہ۔ حضرت فاطمہ رض و حضرات حسنین رضی اللہ تعالے عنہم درین مقام بایشان شریک اند انگارم کہ حضرت امیر قبل از نشاء عنصری نیز ملاذ این مقام بودہ اند چنانچہ بعد از نشاء عنصری۔ ہر کرا فیض وہدایت ازین راہ می رسید بتوسط ایشان می رسید چہ ایشان نزد نقطہ منتہائی این راہ ومرکز این مقام بایشان تعلق دارد وچون دورۂ حضرت امیر تمام شد این منصب عظیم القدر بحضرات حسنین ترتیبا مفوض ومسلم گشت وبعد ازان بہر یکے از ائمہ اثنا عشرہ علی الترتیب قرار گرفت ودر اعصار این بزرگواران وہم چنین بعد از ارتحال ایشان ہر کرا فیض وہدایت می رسید بتوسط این بزرگواران بودہ وبحیلولت

ایشانان ہر چند اقطاب و نجبا، وقت بودہ باشند ملاذ و ملجا ہمہ ایشان بودہ اند چہ اطراف را غیر از طوق بمرکز چارہ نیست تا آنکہ نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسید و چون نوبت این بزرگوار رسید منصب مذکور باو قدس سرہ مفوض گشت و ما بین ائمہ مذکورین و حضرت شیخ ہیچ کس برین مرکز مشہور نمی گردد و وصول فیوض و برکات درین راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجبا بتوسط شریف او مفہوم میشود چہ این مرکز بغیر او را میسر نشدہ ازین جاست کہ فرمودہ۔

افلت شموس الاولین وشمسنا ۔ ابداً علیٰ افق العلا لا تغرب

فافهمو ولا تکن من الجاهلین۔ اگر آغا صاحب اور اون کے معتقدین مضمون الہامی حضرت مجدد قدس سرہ کا سمجھ جائین تو زہے قسمت اونکی ورنہ شعر۔

اگر صد باب حکمت پیش نادان	بخواند آیدش بازیچہ در گوش
بگوئید از سر بازیچہ حرفے	کزان پندے نگیرد صاحب ہوش

الغرض آغا صاحب نے اس تنقیح کا فیصلہ یہ دیا ہے کہ اہل سنت محبت شیخ عبدالقادر جیلانی مین مجالس حال و قال برپا کر کے مناقب شیخ راگ راگنی مین گاتے ہین رقص و سرود کے ساتھہ سنکر خوش ہوتے ہین اور وجد کر کے بیخود ہوتے ہین اور شیعہ محبت حضرت علی و اولاد علی مین مجالس عزا برپا کرتے ہین گریہ و زاری کر کے روتے پیٹتے ہین اسلیئے اس فیصلہ مین مجھکو عذر نہین کہ مسلمانون مین بجز فرقہ شیعہ کے کسی دوسرے فرقہ کو حق نجات حاصل نہین فقط

اقول ۔ مین نے جواب اس تنقیح کا بخلاف دیگر تنقیحات حرفاً حرفاً بمراعات قاعدہ قال اقول دیا ہے اسلیئے صرف بالاجمال عرض کرتا ہون ۔ کہ جیسے تنقیح موضوعہ جناب لغو ہے ویسے ہی فیصلہ بھی لچر ہے ۔ آغا صاحب کو نہ تو

استنباط تنقیح کا شعور ہے نہ فیصلہ دینے کا مقدور۔ من چہ میگویم و طنبورۂ من چہ می سراید۔ تنقیح تو یہہ تھی کہ علی علیہ السلام مشکلکشا ہین یا ہنین اسکے ثبوت مین تو آغا صاحب نے کچہہ بہی ہنین لکہا بلکہ ایک دوسرے مشکلکشا سید نا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو ڈہونڈ لائے اس سے تو اور بہی نفی مشکلکشائی اور یکتائی حضرت مرتضیٰ علیہ التحیتہ والثنا کی ہو گئی بلکہ ایک تیسرے مشکلکشا حضرت قطب عالم شاہ عبدالقدوس قرار پا گئے۔ قس علی ہذا جملہ اولیا امت محمدیہ مشکلکشا قرار پا جائینگے پس سنیون پر تعدد مشکلکشایان سے کیا الزام عاید ہو سکتا ہے وہ تو صرف خدائی وحدہ لاشریک لہ کو مشکلکشا مطلق جانتے ہین اور اوس کی ذات پاک کو حلال مشکلات مانتے ہین۔ پس فرقہ شیعہ کو مستحق نجات بلا وجہ قرار دینا ادعا محض ہے تنہا پیش قاضی روی راضی آئی۔ کیا خوب کیا جملہ بنی آدم رونے پیٹنے کے لئے پیدا ہوئے ہین حالانکہ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون خدا نے فرمایا ہے کیا اسلام مین رونا پیٹنا ہی صرف عبادت ہے اور خاک اوڑانا ہی اصل اصول طاعات ہے ایسے بیہودہ اصول کے تو سنیان پاک دین ہرگز قایل ہنین ہین حضرات شیعہ کو ہی مبارک رہے۔ البتہ اگر تذکرہ مصایب اہل بیت رسالت کا آجائے تو محزون و غمگین ہونا اہل سنت کو بہی قدرتی طور سے چاہیئے۔ بتکلف و بناوٹ رونے کو قایم مقام عبادت سمجہنے سے کچہہ فایدہ ہنین ہے شارع علیہ السلام نے یہہ دین ہمکو ہنین سکہایا کہ رونا پیٹنا کوئی دین یا مذہب ہے جو ذریعہ نجات متصور ہووے بلکہ قرآن پاک مین اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء و یقیموا الصلوٰۃ و یوتوا الزکاۃ و ذالک دین القیمہ۔ البتہ قرآن پاک کو سنکر بخوف خدا رونا عبادت ہے اسی شیعو

یہہ قرآن وہ کلام ہے کہ جسکی شان مین خداوند عالم خود ارشاد فرماتا ہے لو انزلنا
ھذا القرآن علیٰ جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ
اور دوسری جگہہ فرماتا ہے تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم۔ یہ
بس واضح ہو کہ یہہ صفت دینداروں کی خدا نے فرمائی ہے قرآن مین کہین نہین
لکہا کہ یبکون فی عزاء الحسین بکاءً شدیدا۔ حضرات شیعہ تو مزامیر کا بہی
مجالس ماتم مین استعمال فرماتے ہین اور اوسکا نام بزم ماتم رکہکر ذرا نہین شرماتے
مناقب الابرار جو بعض صوفیہ خوش الحانی مین سنتے ہین اوس مین اسقدر کراہت
نہین کیونکہ یہہ حضرات ان مجالس کو مجالس غم والم نام نہین رکہتے۔ بلکہ ذوق وشوق
کی مجالس صوفیہ مین کہلاتی ہین لیکن حضرات قادریہ ان مجالس سے بمراحل برکنار
ہین آغا صاحب کو شاید یہہ معلوم نہین کہ جمیع علماء امت حضرت شیخ رضی اللہ کی علو مذہب
و رفعت مدارج کے مقر ہین اور طریقت شریعت دونون مین آنجناب کو مجتہد مانتے ہین
آنحضرت محی السنت وقاطع بدعت ہین چنانچہ کتاب مستطاب تقصار جیود الاحرار
مصنفہ مولوی سید محمد صدیق حسن خان بہادر سے مختصر ترجمہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ
کا نقل کرتا ہون۔

شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی از احفاد عبد اللہ
محض بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط اکبر ست رضی اللہ عنہم۔ در ۴۷۱ھ متولد شد
گیلان وطن او ست سی وسہ سال تصدر وتدریس کرد وفتویٰ داد۔ چہل سال
سخن بر مردم در ارشاد فرمود نود سال وبست و در ۵۶۱ھ از دنیا رفت۔
عالم قرآن وحدیث بود وجمیع علوم را اصولاً وفروعاً ومذہباً وخلافاً نیکو میدانست
تا آنکہ گوینده گفت فاق الکل فی الکل وصار مرجع الجمیع فی الجمیع۔
روزے در تفسیر آیتے یازدہ وجہ ذکر کرد تا این جا علم حضار بزم ہمراہ بود وبعدہ

دربیان دیگر وجوہ شروع فرمود و بر چہل وجہ تمام نمود و گفت گذاشتیم قال و بار آمدیم بحال لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ - این کلمہ گفتن و شور نمیتے واضطرابے در دلہائے حاضران افتاد ان طریق و سے بحکم کتاب و سنت بود در ہر خطرہ و لحظہ دوارد و حال و ثبوت مع اللہ در جملہ احوال و حفظ احکام شریعت و مشاہدہ اسرار حقیقت الی آخرہ -

اب ناظرین غور فرماوین گے کہ حضرات قادریہ پر یہہ طعن بالکنایہ کتنا بے محل اور لغو ہے ایسے ہی شیعون کی نوحہ خوانی و لسانی سے جناب امام حسین علیہ السلام پر کوئی الزام نہین آسکتا کیونکہ آنجناب مظلوم و شہید صابر و شاکر ہین شیعون کے اس فعل عبث کے ذمہ وار و جوابدہ آنجناب نہین خود حضرت امام حسین کے جد امجد یعنی شارع علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیۃ - اور واضح رہے کہ مرثیون مین بے بنیاد نوحہ و بین لکہنے اور اون کو پڑہکر رونا رولانا خدائے فعال لما یرید کا شکوہ کرنا ہے اور شکوہ باری تعالے عز اسمہ جایز و مباح بہی نہین ہے چہ جائیکہ عبادت اور افضل العبادت ماحی سئیات سمجہ لیا جاوے زین لھم الشیطان اعمالھم - اور آغا صاحب نے جو صرف رونے پیٹنے اور اعتقاد مشکلکشائی علی کرم اللہ وجہہ کو محض ذریعہ نجات کا قرار دیا ہے اور شیعون کو ناجی مانا ہے سراسر فضول ہے صرف اس عقیدہ واہیہ سے ناجی ہونا فرقہ شیعہ کا دشوار ہے یہہ حضرات شیعہ عقاید منجیات سے فرسنگہا و مراحل بعیدہ دور افتادہ اور مہلکات مین مبتلا ہین چنانچہ بعض اصول اور فروع حضرات شیعہ جو موجب و مستلزم ہلاکت ہین کتاب ہدایات الرشید سے نقل کرتا ہون - (۱) وجوب معرفت خدائے تعالے عقلاً ہے حالانکہ یہہ ثقلین

کے مخالف ہے ان الحکم الا للہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید۔ آیہ روی الکلینی عن ابی عبداللہ علیہ السلام۔ انہ قال لیس للہ علی خلقہ ان یعرفوہ وللخلق علی اللہ ان یعرفہم۔ (۲) اکابر شیعہ مثل زرارہ و بکر بن اعین بن سلیمان بن جعفر اور محمد بن مسلم کا عقیدہ ہے کہ خداوند تعالے ازل میں نہ عالم تھا نہ سمیع نہ بصیر یہہ صریح مخالف ثقلین ہے

۳۔ اتباع صاحب الطاق اور بعض اثنا عشری کہتے ہیں کہ خدا تعالے بعض اشیاء کو قبل وجود نہیں جانتا تھا۔ چنانچہ شیخ مقداد صاحب کنز العرفان اس کا قایل ہے کہ جزئیات سے قبل وجود او تعالے جاہل ہے عز اسمہٗ۔

۴۔ ابوجعفر طوسی اور شریف مرتضی کہتے ہیں کہ خدا تعالے عین مقدور عباد پر قادر نہیں

۵۔ شیعہ کہتے ہیں کہ کلام اللہ میں صحابہؓ نے تحریف کی اور یہہ عقیدہ بالکل خلاف کتاب اللہ و عترۃ کے ہے۔

۶۔ معاذ اللہ کہتے ہیں کہ خدا تعالے کو بداء واقع ہوتا ہے اور یہہ صریح مخالف ثقلین ہے

۷۔ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا تعالے غیر شیعہ کی ضلالت پر راضی ہے اور یہہ مخالف ثقلین ہے

۸۔ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا تعالے محکوم عقل کا ہے اور بحکم عقل بہت سی چیزیں خدا تعالے پر واجب ہیں۔

۹۔ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مردم بلکہ تمام طیور و بہایم و حیوانات۔ اپنے اپنے افعال کے خالق ہیں اور خدا تعالے کو انکے افعال میں کچھہ دخل نہیں اور یہہ اعتقاد برخلاف ثقلین ہے۔

۱۰۔ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ائمہ تمام انبیاء اور رسل سے افضل ہیں اور یہہ عقیدہ مخالف ثقلین ہے

۱۱۔ اعتقاد رکھتے ہیں کہ انبیاء اور ملائکہ کی پیدایش بطفیل حضرت علیؓ کے ہے اور یہہ مخالف عقل و نقل ہے۔

۱۲ — اعتقاد رکھتے ہین کہ خدا نے تعالے نے انبیاء اور ملائکہ سے ائمہ کے ولایت اور انکی اطاعت کا میثاق لیا۔

۱۳ — اعتقاد رکھتے ہین کہ انبیاء ائمہ کے انوار سے اقتباس کرتے ہین۔

۱۴ — اعتقاد رکھتے ہین کہ قیامت مین تمام انبیا حضرت علی کے محتاج ہونگے

۱۵ — اکابر امامیہ انبیاء سے صدور کفر و ثبوت کبیرہ روایت کرتے ہین۔

۱۶ — کہتے ہین کہ جب خدائے تعالے نے انبیا سے میثاق لیا تو حضرت آدم نے انکار کردیا۔

۱۷ — کہتے ہین کہ بعض رسل نے رسالت سے عذر کیا اور استعفاء دیدیا۔

۱۸ — کہتے ہین کہ بعضے مرتبہ رسول اللہ نے خوف کی وجہ سے وصی کو رد کیا اور تبلیغ احکام مین تقاعد روا رکھا۔

۱۹ — کہتے ہین کہ ائمہ اور اون کے اعدا قبل قیامت زندہ کئے جاوینگے جسکو رجعت سے تعبیر کرتے ہین (نوٹ) حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلی رحمہ اللہ نے اپنے مشاہدات سے ارقام فرمایا ہے کہ جب مین نے بابۃ فرقہ شیعہ اثنا عشریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح سے سوال کیا تو جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ (ابطال مذہب و عقیدت شان از اعتقاد رجعت دریاب)۔

۲۰ — اعتقاد رکھتے ہین اامیہ مین سے کسی کو معصیت صغیرہ و کبیرہ پر عذاب نہوگا بوجہ کفارہ حسین علیہ السلام۔ قطع نظر اسکے کہ اس عقیدہ مین مخالطت عقیدہ نصاری کی ہے مخالف ثقلین ہے۔ یوم لا یملک نفس لنفس شیئا آیہ اور اس طرح جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات جناب خاتون قیامت رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرماتے ہین اعملی یا بنت احمد

۲ علی – یعنی اے بنت محمد عمل کر عمل کر الی آخرہ – الغرض مولانا سند المتکلمین مولوی خلیل احمد صاحب مصنف ہدایات الرشید نے تیس عقاید شیعہ اپنی کتاب مین بطریق اختصار گنوائے ہین اور ارقام فرمایا ہے کہ فروع و اصول شیعہ مین بیشمار ایسے عقاید موجود ہین جو برخلاف ثقلین معلوم ہوتے ہین – من شاء اطلاع فلیرجع الیہ ناظرین پر یہہ بات ظاہر ہوگئی ہوگی کہ صرف رونے پیٹنے ضرب الخلود و شق الجیوب سے کوئی فرقہ محب اہل بیت نہین بن سکتا ہے اور نہ کوئی ایام محرم مین لہو لعب کرنے سے خارجی یا ناجی ہو سکتا ہے محبت اور عشق کوئی اور چیز ہے افراط و تفریط دونون طرف مین موجب ہلاکت ہے اس کا فیصلہ خود جناب علی کرم اللہ وجہہ نے فرما دیا ہے جیسا کہ آنجناب نے ارشاد فرمایا – سیھلک فی صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الی غیر الحق و مبغض مفرط یذھب بہ البغض الی غیر الحق وخیر الناس فی حالا النمط الاوسط فالزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعت –

انتہی بقدر الحاجت –

ترجمہ – قریب ہے کہ میرے باب مین دو گروہ ہلاک ہون گے ایک تو افراط کے ساتھہ مجکو دوست رکھنے والے کہ میری محبت اونکو ناحق کی طرف لیجاویگی دوسرے نہایت دشمنی رکھنے والے کہ جسکو میری دشمنی بغض کی طرف لیجاویگی اور میرے باب مین متوسط حال والے سب سے بہتر ہین بس ضرور لازم ہے سواد اعظم اور جماعت کو اختیار کرو کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھہ ہے –

پس یہہ امر تحقیقاً سب پر ظاہر ہے کہ خوارج ملاعنہ مبغض محض اور محبت مین مفرط ہین اور حضرات امامیہ محب غالی اور مفرط اور یہہ شبہہ ہو کہ تصبیریہ فرقہ والے صرف محب غالی ہین وہ تہتر فرق اسلامیہ مین سے کوئی فرقہ نہین

بلکہ وہ توکفار مین محدود ہین اندرین صورت شیعہ کے محب مفرط ہونے مین کوئی شک باقی نہین رہا۔ رہا فرقہ متوسطی المحبت تو سوائے اہل سنت کے روسئے زمین پر کوئی فرقہ ہو تو حضرات شیعہ نشاندہی کرین تاکہ ہم بھی اسپر غور کرین اور حضرات شیعہ کی محبت مفرط کی شہادت خود اونکے عقاید سے ادا ہوتی ہے کہ حضرت علیؑ کو شریک فی النبوت کر کے ہی بس نہین کیا اور معبود رب الارباب کا خطاب دیدیا اور ان حضرات نے یہان تک حضرت مرتضی کو فضیلت دی کہ انبیا علیہ السلام سے بھی اونکو بڑہا دیا بلکہ براے اثبات فضیلت مرتضویہ انبیا علیہ السلام کی عصمت مین بھی جرح کیا مثلاً حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام وحضرت یونس ودیگر انبیا علیہم السلام پر الزام بغض وحسد ائمہ لگا دیا حالانکہ فضیلت واقعیہ جناب امیر کرم اللہ وجہہ کی یہی کافی ہے کہ قرآن وحدیث مین اونکی تعریف وارد ہوئی ہے اور اہل سنت اونہین آیات واحادیث کو بمقابلہ خوارج پیش کر کے اونکا دم بند کرتے ہین لیکن شیعہ صاحبون کو یہہ حق حاصل نہین کہ اونکا حوالہ دین بلکہ لازم ہے کہ احادیث کتب شیعہ و مکتوبات مہدویہ اور قران مخزون فی الغار سے ثابت کرائین کم سے کم سورۂ ولایت کی ایک دو آیۃ تلاوت فرماوین جس کا شروع یہہ ہے۔ **یاایہا الذین امنوا آمنوا بالنورین یعنی علی وفاطمہ الی آخرہ**۔ یا مصحف فاطمہ و دستورنامہ ائمہ طاہرین پیش کرین جسکو منزل من اللہ سمجھتے ہین۔ **یقولون ہو من عند اللہ وما ہو من عند اللہ ویقولون علی اللہ الکذب وہم یعلمون**۔ آیہ کے مصداق بنتے ہین۔ اور جو جوابات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شان مین ہین۔ وہ سب کی سب اہل سنت کے نزدیک مسلم ہین۔ معلوم نہین آغا صاحب

کسکو سنانے ہین لیکن اپ کا مدعا اس سے ثابت شدنی نہین - علاوہ اسکی
جو موضوعات کا حوالہ آپنے دیا ہے عبث ہی محدثین اہل حق نے موضوعات کو علحدہ
جمع فرمایا ہے - ہزارون حدیثین موضوعہ ہین لیس اون کے پیش کرنے سے
کوئی فائدہ متصور نہین - باقی رہی احادیث صحاح اربعہ امامیہ اونکا رتبہ تو طرح
بہ نسبت موضوعات کے بہی کچہہ کم ہے کما لا یخفی - کیونکہ اکثر اونمین اقوال
جناب زرارہ و مومن الطاق وغیرہ صاحبان کے مندرج ہین جنکو منسوب بائمہ
طاہرین کیا گیا ہے آغا صاحب آپنے جو کچہہ از الف تا یا لکہا ہے سب واسطے
تفریح طبایع عوام شیعان کے لکہا ہی ورنہ علماء شیعہ بلکہ ادنے شیعہ بہی جو علم معمولی سے بہرہ ور ہین آپکی
اس تصنیف لطیف کو عزت کی نظر سے نہین دیکہتے ہونگے اور اگر آپ مدعی علم و
فضل ہین اور دعوی لیاقت ہے تو اس اپنی کتاب مرقع اسلام پر حضرات
مجتہدین لکہنؤ مین سے کسی صاحب کی مہر شریفہ ثبت کرادیں تاکہ عامہ شیعہ
اثنا عشریہ کے قلوب مختلفہ مطمئین ہوجائین - اور اہل سنت وجماعت
کے علماء یا طلبہ علوم کو حق جواب دینے کا بہی حاصل ہوجاے اور انشاء اللہ
تعالے مین ظن غالب رکہتا ہون کہ کوئی شیعہ عالم آپکے قول فیصل کو فیصلہ
منصفانہ نہین سمجہیگا بلکہ بفراخ پیشانی علانیہ علی روس الاشہاد فرمائے گا
کہ یہہ فیصلہ سرتا پا مدعیانہ و مخاصمانہ ہے اور یہہ کتاب قول فیصل آپکی لیاقت
کے جانچنے اور پرکہنے کے لئے معیار کافی ہے - لہذا بابت فیصلہ تنقیح دوم کے
کچہہ زیادہ عرض کرنا ہے اگرچہ جواب کافی ہوچکا ہے وہو ہذا -
قولہ - کسی سنی فاضل سے پوچہا کہ حضرت علی کی تعریف کیجیئے تو سنی مولوی نے
جواب دیا کہ رافضیون کی علی کی تعریف یا سنیون کے علی کی الی آخر الہفوات -
اقول اگر یہہ لطیفہ مولوی جہانگیر خانصاحب نے تفریحاً لکہدیا تو کیا گستاخی

ہوگئی جسپر آپنے مولوی صاحب کی نسبت زبان درازی فرمائی اگر انصافاً آپ
خود سوچین اور اندکے تامل فرمائین تو اس لطیفہ کو نہایت با وقعت پائینگے جبکہ
تمام اصول مذہب امامیہ ایسے ہی فسانہاے فرحت انگیز پر مبنی ہین تو یہ بھی منجملہ انکے
ایک ہے۔ میرے نزدیک کوئی سنی عالم ایسا کہنے سے گستاخ اور بے ادب نہین
ہوسکتا کیونکہ شیعہ صاحبون نے شکل وشمایل وفضایل وخصایل جناب امیر علیہ السلام
ایسی بیان کی ہین جو عقلاً و نقلاً ناموزون ونازیبا ہین کوئی شیعی کہتا ہے۔
مصرعہ۔ دل ہرابندہ نصیری کے خدا کا ہوگا۔ کوئی پکارتا ہے مصرعہ۔
نزدیک شیعہ شدہ مقصود علیؑ بود۔ الغرض خداوند تعالے شانہ کو معاذ اللہ ایک
پیر معطل ٹہیرا رکہا ہے۔ اندرین صورت سنیون کے علی شیعون کے علی سے جدا ہین
سنیون کے علیؓ کا ترجمہ اہل سیر نے اسطرح لکہا ہے۔ علی ابن طالب رضی اللہ عنہ
ابن عم رسول سیف اللہ المسلول در مکہ داخل کعبہ روز جمعہ بست وسی سال پیش
از ہجرت متولد شد وجز وے احدے پیش از وے در بیت الحرام پیدا نشدہ
مادرش فاطمہ بنت اسد است او اول ہاشمی ست کہ ہاشمیہ اورا زادہ وے نزد
جناب نبوت تربیت گرفت ور دہ سالگی اسلام پزیرفت وجز تبوک حاضر جمیع
مشاہد شدہ وی آدم سند یدالدوم صیقل العینین بزرگ دیدہ اقرب بسبد کہ
قصر از طول۔ بزرگ شکم کثیر الشعر عریض اللحیہ اصلع ابیض الراس واللحیہ بود
ودرید خاتم عقیق گفتہ میانہ قد سیاہ چشم کلان دیدہ خوش وجہ کلان بطن
بود گویا ماہ شب چہار دہم است آیات قرآنی در بابہ او نازل شدہ واحادیث
نبوی در مناقب وے بسیار آمدہ۔ عن تقصاد جیود الاحرار۔
اب مین جناب آغا صاحب سے دریافت کرتا ہون کہ سنیون کے علی تو یہ ہین
جن کے اوصاف حمیدہ وحلیہ شریف بیان ہوچکا۔ اور شیعون کے علیؑ وہ

جو معاذ اللہ شریک فی الالوہیت اور شریک غالب فی النبوت ہین اور صورت وسیرت ملکوتی ایسی کہ بشری صفات کی جھلک تک حضرت کے نورانی جسم مین نہین ہتی تابجائیکہ **مولوی بہادر علی شاہ** متوطن جٹوال مناظرہ ساڈھورہ مین لکھتے ہین کہ ائمہ طاہرین اکل وشرب وبول وبراز وغیرہ سے پاک ہین اور مولوی صاحب موصوف نے اہل سنت کو اس عقیدہ کے سبب ملزم سوء عقیدت قرار دیا ہے چنانچہ وہ فقرہ مستقیمانہ یہہ ہے (دیکھو لوگو ہم نے یہہ آجتک نہین سنا تہا کہ ائمہ بول وبراز بہی کیا کرتے ہین) حالانکہ یہہ سب باتین منجملہ ضروریہ ہین اور نیز ہم نے دیرینہ خلاصۃ المصائب مین لکھا دیکھا ہے ۔

بال الحسین علی ثوب النبی ۔ یعنی پیشاب کردیا امام حسین علیہ السلام نے زمانہ شیرخواری مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس اقدس پر ۔ الی آخرہ المختصر بالتحقیق شیعون کے اور سنیون کے علی مرتضیٰ جداگانہ دو شخص ہین ۔

فتدبروا ولا تکن من الغافلین ۔ چونکہ آغا صاحب نے بہ نسبت علامان سیدنا **شیخ عبد القادر جیلانی** رضی اللہ عنہ برعایت سیاق الاعداد مطاعن کثیرہ پیش کئے ہین اور حضرت کے خوارق عادات کی فہرست استہزاً وتعریفاً لکہی ہے لہذا مفصل جواب علحدہ علحدہ عرض کرتا ہون اور قبل تحریر جواب اعتراضات شان حضرت غوث الاعظم کتب مستندہ سیر سے آغا صاحب کو دکہاتا ہون چشم بصیرت وا کیجئے اور دیکھیئے ۔

اگرچہ پہلے ہی بہی کچہہ لکہہ چکا ہون مگر حضرت کے مدارج عالیہ جسقدر لکہے اند کے از بسیار سمجھنا چاہیئے ۔ ترجمہ دیگر **مولانا وسیدنا شیخ عبد القادر جیلانی** قدس سرہ ۔ ترجمہ شہرت او بے نیاز می کند از ذکر او حنبلی مذہب بود و در علوم ظاہری بمرتبہ اجتہاد رسیدہ و در باطن کسے کمتر باو تواند رسید یافعی گفتہ

کراماتہ خارجۃ من الحصر وقد تواترت۔ او قربت من التواتر سلسلہ او بہ شش واسطہ لسید الطائفہ جنید بغدادی رحمہ اللہ میرسد وبہ نہ واسطہ بامام علی رضا علیہ السلام و یراز جانب پدر حسنی ست واز طرف مادر حسینی ست قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ بالتحقیق فرمودہ آنحضرت است امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالے گفتہ کہ این حکم مخصوص باولیا آنوقت است۔ کتاب سیتین از ملفوظات ویست رحمہ اللہ تعالے در حق شہاب الدین سہروردی گفتہ انت آخر المشہورین بالعراق۔ بالجملہ مرتبہ او در علم و ولایت بغایت رفیع است اما چندان کہ خداوند تعالے را گذاشتہ دوگانہ اعگذارند فقط از تقصار سید صدیق حسن خان بہادر۔

اب حضرت آغا صاحب کی خدمت مین گذارش ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مدارج عالیہ مین کیا شک باقی ہے رفعت مرتبت شیخ رضی اللہ عنہ پر اجماع و اتفاق اہل سیر ہوچکا ہے اوس کا منکر اجماعیات کا منکر اور بدیہیات کا مخالف ۔۔۔۔۔ دیوانہ شمار ہوتا ہے۔ محققین نے مان لیا ہے اور کہدیا کہ کان سلطان الطریق علی التحقیق۔ اندرین صورت ہم دعوی سے کہتے ہین کہ خصومت حضرت غوث الثقلین کے ساتھ گویا مخاصمت ہے سبط اکبر امام حسن علیہ السلام کے ساتھ اور آپکی سیادت کا منکر فی الاصل منکر سیادت حسن مجتبے ہے۔ نہایت افسوس کے ساتھ یہہ فقرہ زبان پر آتا ہے کہ فی الواقع اگر حضرات شیعہ کو حسن مجتبے سے عناد نہین تو کچھ ولا و محبت بہی باقی نہین جاتی۔ چنانچہ جہلا شیعہ تعموماً حضرت امام حسنؑ کے سلسلہ نسب کو منقطع بتاتے ہین اور معاذ اللہ آنحضرت کو شانئک ھو الابتر کا مصداق بتلاتے ہین اور شاید کہ یہہ عقیدہ علماء کا بہی ہو مگر مین نے کسی کتاب مین لکھا نہین دیکھا یہہ تو خوبی ظاہر ہے کہ علماء شیعہ اپنے فقیہون کو اس گستاخی سے باز

نہین رکھیتے حالانکہ قیامت تک حضرت امام حسنؑ کی نسل جاری رہیگی جیسے کہ امام
سیدالشہدا کی نسل جاری ہے اور جاری رہیگی ۔ خیر یہہ بات تو مسلم ہے لیکن
وجہ خصوصیت یہہ معلوم ہوتی ہے کہ امام ثانی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کے ساتھہ مصالحت
کیون فرمائی اور خلع خلافت کیون کیا اور امام حسین علیہ السلام کے حق کو ضایع کیا
لیکن بر مسلک شیعہ اس کا جواب نہایت سہل ہے کہ تم صاحبان حصوم کے اوپر
حق اعتراض نہین رکھیتے تم کون ہوتے ہو چون وچرا کرنے والے ۔ جو کچھہ کیا بجا کیا
اور ہمارے مذہب کی رو سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ مصداق پیشین گوئی
مخبر صادق علیہ السلام کے ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ۔ ابنی ھذا
یصلح بین الفئتین العظمتین من المسلمین یعنی یہہ میرا فرزند باعث صلح
ہوگا درمیان دو گروہ بزرگ مسلمانون کے اور مسلمین اوسکے سبب خون ریزی
سے محفوظ رہینگے ۔ پس آنحضرت کو مورد اعتراض بنانا ایمان سے ہاتھہ اوٹھانا ہے ۔
لیکن میری دانست مین بیچارہ شیعے مجبور ہین جبکہ خود اون کے پیشوا سفیان بن
لیلی نے بر سر مجلس نہایت شوخ چشمی سے امام حسن علیہ السلام پر سلام سراپا ملام
بدین کلام بآواز بلند ادا کیا ۔ السلام علیک یا مذل المومنین ۔
اے ایمان والون کے ذلیل کرنے والے سلام علیک ۔ کمافی جلاء العیون
بلکہ بعض اکابر شیعہ نے اس مصالحت سراپا خیر سے غیظ وغضب مین آکر آنحضرت یعنی امام حسنؑ
مجتبے علیہ السلام کو مجروح کردیا اور کئی مہینے تک آن حضرت زیر معالجہ رہے ۔ کما شہدتؐ
کتب التواریخ ۔ اور بعد غور وتامل و تصفح کتب شیعہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سب حضرات
سابق الذکر بہی قانون انصاف کی رو سے اور شرع عقل کے حکم سے بے جرم ہین جبکہ
ان صاحبون نے ایک روایت یعنی حدیث امام حسین علیہ السلام کی طرف سے
لکھہ رکھی ہے وہی ہذا ۔ لو جز انفی لکان احسن واحب الی مما فعلہ اخی

یعنی جو کچھ میرے بھائی حسنؓ نے میرے ساتھ کیا نہایت برا کیا اس سے تو معاذاللہ یہہ ہی بہتر تہا کہ میری ناک قطع کیجاتی ۔
دیکھو یہہ روایت کتنی بیہودہ ہے اور کیسی بے شرمی کی بات ہے خدانخواستہ امام حسین رضی اللہ عنہ کیون ایسا فرمانے لگے تہے ۔ علاوہ اسکے اعتراض معصوم بر معصوم چہ معنی وارد ۔
الغرض شیعہ صاحبان کی معاندت باخدام عالی مقام امام حسنؑ علیہ السلام صاف عیان ہے یہہ ہی وجہہ ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بہی اونکو غایت درجہ کی عداوت ہے اور ایک وجہ خصومت یہہ بہی معلوم ہوتی ہے کہ بعض روایات سے پایا جاتا ہے کہ امام مہدی آخرالزمان بہی ذریت طاہرہ امام حسن علیہ السلام سے پیدا ہونگے ۔ علاوہ اسکے حضرت غوث الاعظم کے انوار ولایت نے تمام آسمانون و زمینون پر شیوع فرمایا اور تاقیامت وہ انوار باقی رہین گے پس ختم ولایت کا عقیدہ شیعہ کا بیخ و بن سے اوکہڑ گیا یہہ حضرات بمقتضائے خفاش طبعی یہہ نہین سمجہتے کہ یہہ جمیع انوار ولایت غوثیہ پرتوہ ستشعاع خورشید ولایت مرتضویہ علیہ التحیتہ کے ہین ۔ حضرت غوث اعظم خود بزبان حال اپنے جد امجد حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حضور مین بصدق دل عرض فرماتے ہین شعر

نیاوردم از خویش چیزے نخست　　　　تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

جو کچھ مین نے بابت تنقیح وفیصلہ تنقیح ہذا لکہا ہے بہت کچھ ہے بلکہ کافی اور وافی ہے ریویو نگار کا یہہ فرض نہین کہ اس طول کلامی کے ساتھہ بحث کرے مگر میرے بعض احباب متقاضی ہین کہ ذرا اور شرح وبسط کے ساتھہ رکاکت فیصلہ تنقیح دوم لکہی جائے ۔ لہذا تمام مطاعن مندرجہ فہرست قول فیصل کا جواب اس تنقیح کی بابت علیحدہ علیحدہ لکہتا ہون ۔

قولہ - اگرچہ علماء اہل سنت کے معتبر عالموں نے اسد اللہ الغالب کے افضل الامم اور بہترین خلایق و معصوم ہونے و نور سے پیدا ہونے و امام المتقین ہونے کی بابت آیات و احادیث کو نقل کیا ہے مگر دیدہ و دانستہ انحراف کیا جاتا ہے فقط -

اقول منصف صاحب یعنی فیصلہ نگار نے ایک حدیث بھی اس بارہ مین نقل نہین کی نہ کسی عالم معتبر کا نام لکہا ہے بلکہ اون کے تمام کتب عقاید وغیرہ مین دلایل قاطعہ افضل البشر بعد الانبیاء اور افضل الصدیقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لکہا ہے اور امام المتقین خاص لقب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے - وبس - البتہ بنص **اکرمکم عند اللہ اتقاکم** - عند المفسرین المحققین اجماعاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جملہ متقین امت کے سردار ہین اسلیئے یہہ دعوی بلا دلیل بلکہ ادعاء محض ہے اور کسی عالم شیعہ نے ایسا دروغ بے فروغ زبان سے نہین نکالا کہ معتبرین علماء اہل سنت کے نزدیک امام المتقین حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ ہین بلکہ تفضیل الشیخین علی الختنین اونکا مشہور عقیدہ ہے باقی رہی معصومیت تو اہل حق یعنی اہل سنت سواے انبیاء علیہم السلام کے کیسکو بہی معصوم نہین جانتے اور ایسے عقیدہ واہیہ کو بدعت سے بڑھکر عین ضلالت سمجھتے ہین اون کے نزدیک اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دینے سے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے ایسا بیہودہ عقیدہ آپ کو اور آپ کے شیعون کو مبارک ہے اہل سنت کو اس سے معاف رکہیئے اپنی بلاؤن کو اون غریبون کے سر نہ ڈالیئے - بحث افضلیت جناب امیر رضی اللہ عنہ کو مولانا مولوی **خلیل احمد** صاحب مصنف ہدایات الرشید دامت برکاتہم نے نکاحقہ نہایت تفصیل و تشریح کے ساتھہ طے فرمایا ہے اور کتب شیعہ سے عدم افضلیت جناب امیر علیہ السلام کو ثابت کر دیا گیا - اگر ہوس ہو تو اوس کتاب کو مطالعہ فرماکر مستفید

ہو جائیں - اور جو آپ نے علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش نور سے بتائی ہم اسکے معنی نہیں سمجھتے کیا اسکے یہہ معنی آپنے رکھے ہیں کہ آنجناب شائبہ آب و گل وغیرہ سے مطلق مثل ملائکہ مبرا و منزہ ہیں اگر یہہ ہی مراد ہے تو اسکا ثبوت دیجئے اور ثابت کیجئے کہ آنجناب میں صفات بشری مطلق نہیں تھی اے بندہ علی یہہ بات تو انبیاء علیہم السلام کو بھی نصیب نہیں ہوئی ہمارے نزدیک بشریت و پیدائش وغیرہ میں تو حضرت عقیل بن ابی طالب اور علی ابن ابی طالب برابر ہیں - آیہ

فلینظر الانسان مم خلق خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب - آیہ اس بیہودہ خیال کو باطل کرتی ہے -

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر طیبہ ام کلثوم زوجہ ذی النورین رضی اللہ عنہ کو قبر میں رکھا تو حضرت فاطمہ زہرا بھی قبر پر آکر دفعتاً کھڑی ہو کر بکا میں مصروف تھیں اور نبی کریم فرما رہے تھے منها خلقناکم و فیها نعیدکم و منها نخرجکم تارۃ اخری آیہ بس درباره پیدائش سامی یہہ فیصلہ قرآنی کافی ہے -

اگر باعتبار خصال ملکوتی و تقدس و تبرک جو جناب امیرؓ کو جناب واہب العطایا سے عطا ہوئی تھے آپ مجازاً نور کہتے ہیں تو تسلیم - چشم ما روشن و دل ما شاد باعتبار فضائل و مدارج رفیعہ انجناب سراسر نوری نور ہیں بلکہ تمام ائمہ اثنا عشر رضی اللہ عنہم کو بھی نور کہہ سکتے ہیں - البتہ اہل سنت کا اعتقاد واقعیہ صحیحہ یہہ ہے کہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا -

اول ما خلق اللہ نوری اسپر شاہد ہے اور حضرت کے نور سے تمام موجودات کائنات پیدا ہوئے اور اگر صرف لحاظ قرابت سے ایسا خیال شیعہ رکھتے ہیں تو جناب سیدۃ النساء اس نورانیت میں - اور زنان بعد جناب حسنین علیہم السلام جناب امیر علیہ السلام سے افضل ہیں اور جبکہ

یہہ حضرات کسی طرح جناب علی کرم اللہ وجہہ سے افضل نہین ہو سکتے تو یہہ کلیہ ہی باطل ہے حدیث شریف مین دربارہ جناب سبطین الشریفین صاف ارشاد ہے وابوھما خیر منھما اور خیال شیعہ صاحبون کا کہ آنجناب لا یت ناآب نور سے پیدا ہوے اور نور مجرد ہین صریح غلط ہے بلکہ بمقتضائے فطرت انسانی حضرت امیر بہی آب وگل وغیرہ عناصر اربعہ سے پیدا ہوئے ہین اسکا ثبوت یہہ ہے کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نحن وشیعنا من طین واحد۔ یعنی ہم اور ہمارے شیعہ ایک مٹی سے پیدا ہوئے ہین۔ پس ثابت ہوا کہ جمیع حضرات ائمہ اطہار بشر تہے نور مجرد و ملائکہ نہ تہے اور مجازاً تمام مقبولین حضرت احدیت عز اسمہ وجل شانہ علی الترتیب نور ہین اس مین خصوصیت کیا ہے۔ آغا صاحب جو اپنے موہنہ سے کہتے ہین یا کتاب مین لکہتے ہین خود نہین سمجہتے کہ کیا کہہ رہا ہون یہہ تو ایک ایسا پیچیدہ مسئلہ روحانیات کا ہے جسکو آغا صاحب تو کیا اونکے اکابر بہی نہین سمجہ سکتے قرآن پاک مین صاف ارشاد ہے قل الروح من امر ربی۔ اے آغا صاحب ایسی لاطائل بحث سے فائدہ کیا ہے اگر مشاہدہ روحانیات وغیرہ منظور ہے تو اول سنی ہو کر بعد ازان صوفی ہو جاہین انشاء اللہ تعالے آپ بہی ایسے مسائل کو سمجہ جائینگے۔۱

اب مین درباب پیدایش و آفرینش موجودات ایک آیہ وافی الہدایہ لکہتا ہون کسی اردو کی تفسیر اہل سنت مین اسکے معنی دیکہہ لینا لیکن شیعون کی تفسیر نہ دیکہنا اون تفاسیر مین تو نا شاالہ۔ حضرت علی مرتضی کا ہی ظہور لکہا ہوگا آیہ یہہ ہے۔ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبرکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار الی آخرہ۔ اس آیت سے بخوبی

ثابت ہوکہ اللہ پاک کے سوائے آسمانون اور زمینون کا نور کوئی نہین۔
آغا صاحب اس آیہ نور علی نور کی تفسیر تو علمار راسخین یعنی اولیائے کرام ہی
سمجھتی ہین آپ اور آپکے علمار مذہب کیا سمجھین گے مگر یہہ ظاہر ہے کہ اللہ کے
نور سے بتوسط نور محمدی سمٰوات عرش کرسی بحار اشجار سب پیدا ہوئے نیز
ارواح انبیار اولیا اصفیا وغیرہ بفحوائے لولاك لما خلقت الافلاك ۔
نور محمدیہ علیہ التحیتہ سے ظہور مین آئے ہین اس معنی کر سب کی پیدایش نور سے
ہوئی وجہ تخصیص کیا ہے ۔ اہل سنت کو حضرت کے رفیع الدرجات ہونے
مین شبہہ نہین بلکہ آنجناب اپنے زمانہ خلافت مین خیر الناس والصحابہ تھے مگر
اشارۃً کنایتاً کبھی آنجناب نے کوئی ایسا فقرہ گول نہین فرمایا کہ جس سے درپردہ
دعوئی خدائی یا ادعائی افضلیت خود بر انبیار معصومین پایا جاوے ۔
حضرت محمد حنیفہ سے روایت ہوکہ ۔ مین نے اپنے پدر بزرگوار علی مرتضیٰ سے
دریافت کیا کہ افضل امت محمدیہ آپ کے نزدیک کون ہے حضرت نے
فرمایا کہ ابوبکرؓ پھر مین نے پوچھا انکے بعد آپنے فرمایا عمرؓ ۔ پھر محمد حنیفؓ روایت کرتی
ہین کہ مین ڈرا کہ اب شاید آپ عثمان ذی النورین کا نام لیدینگے ۔ اس لئے
مین نے کہا کہ پھر آپ ۔ مگر حضرت نے اوسکی جواب مین یہی ارشاد کیا کہ ۔
انما انا رجل من المسلمین ۔ یعنی مین مسلمانون مین سے ایک شخص
ہون ۔ سبحان اللہ کیا شان ہے خادمان علیتہ علیہ مرتضویؓ کی کہ تیسری
بار بھی آنجناب نے انکسار کو ہی کار فرمایا اور کوئی کلمہ تعلی زبان تقدس
ترجمان پر نہ لائے حالانکہ آنجناب جسقدر اپنی رفعت شان بیان فرماتے
وہ درست تھا بلکہ اظہار نعمت نامتناہی الٰہی تعالےٰ شانہ سمجھا جاتا ۔ لیکن
مصرعہ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین ۔ فتدبروا لا تکن من الغافلین

قولہ اور ایسی ہی دشمنی کے سبب آل رسول خلافت سے محروم کیگئی ہے۔
اقول بابت خلافت کے جن صحابہ سے وعدہ الٰہی ہولیا تہا اون ہین ہی امر خلافت
سے ظہور فرمایا ربنا انک جامع الناس لیوم لا ریب فیہ ان اللہ
لا یخلف المیعاد آیہ۔ جبکہ وعدہ خلافی رب الارباب ممتنعات محالات سے
ہے تو ظہور وعدہ الٰہی بمحل ممکن نہین پس اب دیکہنا چاہیئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے
خلعت فاخرہ خلافت سوائے خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم کے کیکو نہین پہنایا
گیا تو لاریب فیہ موعود لہم خلافت راشدہ کے یہہ ہی حضرات تہے۔ ولس
چنانچہ وعدہ الٰہی تعالے شانہ آیہ۔ استخلاف سے عیان ہے۔ وعد اللہ
الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما
استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ
لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا۔ الیٰ آخرہ۔ یعنی خداوند
تعالے نے بعض اون لوگون سے جو تم مین سے ایمان لائے ہین اور عمل نیک
کئے ہین وعدہ فرمایا ہے کہ اون کو بیشک زمین پر خلیفہ بنا دیگا جب پہلے
لوگون کو خلیفہ بنایا اور البتہ ٹہراویگا اون کے لئے اون دین کو جو پسندیدہ ہے
اون کے واسطے اور بیشک اون کے خوف کو امن سے بدل دیگا۔ الیٰ آخرہ
اب مین آغا صاحب کی خدمت مین نہایت عجز سے عرض کرتا ہون کہ آپ براہ
مہربانی تمام دلائل منطقیہ اور اون تاویلات بعیدہ سے جو علماء شیعہ نے اسکی تبدیل
معانی مین لکہی ہین قطع نظر فرماکر اور تمام ابحاث متعصبانہ سے خالی الذہن ہوکر
بعین انصاف مطالعہ تفسیر آیہ ہذا کا فرمائین اور ایمان سے بتا دین کہ سوائے
خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے کیا کوئی اور بہی موعود لہ اس وعدہ کا ہے اور یہہ
تو بتا دین کہ کہان ظہور اس کا ہوا پس جبکہ سوائے ان حضرات رضی اللہ عنہم اور

کوئی موعود نہیں تو جمیع مناقب رفیعہ صحابہ کرام بفضلہ ثابت ہوگئے۔ اور جو
آپکے بعض مفسرین نے امام مہدی علیہ السلام کو مورد اسکا بنایا ہے وہ صریح البطلان
ہے اول تو وعدہ حاضرین صحابہ سے ہے دوسرے الذین جمعیت کو چاہتا ہے
اور وہ کم سے کم تین اور چار کے عدد کو مقتضی ہے پس معلوم ہوا کہ صرف حضرت
مہدی موعود ہی اسکی مورد بفرض محال قرار نہیں پا سکتے اور عداوت اور تعصب کی
نظر سے کچھ سوجھنا دشوار ہے۔ **حبك للشيء يعميك** ۔یعنی محبت آدمی کی
کسی چیز کے ساتھ اندھا بنا دیتی ہے شعر۔

واخو العداوة لا يمر بصالح	الا ويلزمه بكذاب اشر

اگر دلائل متکلمین کے دیکھنے کا شوق ہو تو آپ تفسیر آیہ شریفہ استخلاف کتاب
مستطاب **ہدایت الرشید** میں ملاحظہ فرمائیں اگرچہ جناب سند المتکلمین فاضل
صمید مولانا مولوی **خلیل احمد صاحب** نے جواب ترکی بترکی بزبان اردو اس
کتاب میں لکھا ہے مگر تار و پود شیعہ کو کہ انہوں من نسیج عنکبوت بنا سکا حقہ
توڑ دیا ہے۔ علاوہ اسکے اگر میں بپاس خاطر حضرت آغا صاحب و دیگر حضرات
شیعہ کی مسرت خاطر کے لیے اس تفسیر مسلمہ شیعہ کو مان لوں اور امام مہدی علیہ السلام
کو ہی مصداق آیہ سمجھ لوں تو معاذ اللہ کلام الہی کو مہمل قرار دینا پڑیگا اور یہہ بات بھی
ماننی پڑیگی کہ یہہ پیشین گوئی بھی مثل پیشین گوئی قیامت کے ہے جسکے لیے اسلام
قیامت تک حالت منتظرہ میں مبتلا رہیگا اور عیسائیوں اور علماء مسیحی کی اسکات
و افحام کے لیئے جو یہہ پیشین گوئی قرآن مجید و فرقان ناطق بمقابلہ مخالفین پیش کیگئی
اور وہ سب کی سب سرنگوں اور لاجواب ہوگئے ہیں۔ اب بامداد فرقہ شیعہ پھر
ایک ڈہکوسلا بے اعتبار خیال کرینگے معاذ اللہ منہا۔ حالانکہ دیگر پیشین گوئیوں میں عیسائی
لوگ چون و چرا کرتے ہیں مگر آیہ استخلاف کی بابت دم نہیں مارتے ہیں حتی کہ

اقتربت الساعة وانشق القمر سے معجزہ شق القمر کو بخوبی روشن واظہر من الشمس کردیا ہے مگر علما مسیحی اپنی انکار وہٹ دھرمی سے باز نہین آسکتے اور ایسے ہی آیہ الم غلبت الروم آیہ مین جو پیشین گوئی غلبہ روم کی مذکور ہوئی ہے اور یہہ پیشین گوئی کہلی کہلی بیان ہوئی ہے جسکا ظہور حسب وعدہ بضع سنین یعنی تین چار برس کے اندر ہی ہوچکا مگر پہر بہی منکرین سے لغت (بضع) کے معنی مین ہی حجت شروع کردی ہے اگرچہ اہل حق سے جوابہاے دندان شکن دیکر اونکو منوا دیا کہ قرآن ناطق کی پیشین گوئی کیسی سریع الوقوع وصریح ہے مگر بدنصیبان ازلی مجبور تعصب ہوکر محروم رہے اور ایمان نہ لائے لیکن باین ہمہ تعصب وعناد آیہ استخلاف کی پیشین گوئی کے ظہور مین غریب عیسائیون نے ہی لیت ولعل وچون وچرا تک نہین کی شاید پادری فنڈر صاحب یا کسی اور عالم نے یہہ ضرور لکہدیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قیاس نہایت روشن اور فراست اعلےٰ درجہ کی تہی اور ذہانت مین آنحضرت کا نظیر پیدا نہین ہوا اور نہ ہوگا اسلئے اپنی فراست سے صحابہ کی دلاوری اور اولو العزمی دیکہکر ایسا فرمادیا اور وہ ظہور مین آیا۔ الغرض اگرچہ ابلیس لعین سے اونکو یعنی منکرین کو راہ راست پر نہ آنے دیا مگر کسی نہ کسی پیرایہ مین پیشین گوئی کو تسلیم کرنا پڑا۔ افسوس ہے کہ ہمارے حضرات شیعہ دعوی اسلام کرتے ہین بلکہ مومنین مخلصین کا خطاب اپنے تئین دیتے ہین اور انکو شرم نہین کرتے کہ قرآن احد الثقلین کی پیشین گوئی کو قبول وتسلیم کرتے نہین بلکہ سب منکرین سے بڑہکر یہہ حضرات برسر انکار ہین اور کیون نہ ہون اسکے تسلیم مین اونکا استیصال مذہب ہوتا ہے صحابہ کرام خصوصا خلفاے راشدین کا ہادی وامام وسبقہ برحق ہونا حسب مرضی الہی ثابت ہوتا ہے۔ ھدل اعلم اللہ الی صراط المستقیم۔

قولہ - جو مناقب جناب امیر علیہ السلام کی پروردگار عالم اور جناب رسالت مآب نے امت پر ظاہر کئے تھے اوسکے لئے وقتاً فوقتاً ایک جماعت از نام اولیاء تیار کی گئی اور ہم رتبۂ علی بنا دیے گئے اور اوکی جانب امت رجوع کی گئی - الی آخرہ

اقول ناظرین با تمکین اس مہمل جملہ کی طرف متوجہ ہوکر آغا صاحب کی سلطق العنانی و لسانی کی داد دین اور پوچھین کہ اس جماعت کو برائے مقابلہ جناب امیر علیہ السلام کس نے تیار کیا اور کس نے مقابلہ و محاربہ کیا اور امت کو کیسے اور کب اور کسطرح رجوع کیا گیا - آغا صاحب کو یہہ بھی خبر نہین کہ تقسیم مدارج قسام ازل کا کام ہے وبس **خلقکم وما تعملون** - یعنی تمکو پیدا کیا اور جو کچھہ تم عمل کرتے ہو - نبوت و ولایت تو ایسے مدارج عدیم الوقعت نہین کہ سوائے واہب العطایا کے کوئی اور کسیکو عطا کر سکے اور کار گذاران قضا و قدر پر اعتراض کرنا کار مسلمان نہین **ھل ھذا الحاد صریح وکفر فضیح** - اگر نفی ولایت اولیاء کرام سوائے جناب امیر علیہ السلام مقصود ہے اور بدگمانی نے یہہ وسواس خاطر پریش آپ صاحبون کی قلوب مین ڈالے ہین تو اس مرض لا دوا کا کوئی علاج ہی نہین یہہ بدگمانی تو حضرات کی خدا اور رسول پر بھی ہے - چنانچہ **سید منظور حسین صاحب** رئیس زادہ رائے پور ساوات ضلع جنپور نے کتاب **منظور الہدیٰ** مین ایک لطیفہ نافعہ لکھا ہے جس مین کسی بزرگ شیعہ نے اپنے متبعین کو بطور وصیت ارشاد فرمایا ہے کہ شیعہ کو تمام ائمہ و رسول بلکہ خدا سے بھی معاذ اللہ بدگمان رہنا چاہئے اسی بدگمانی پر مذہب تشیع کی بنا و قایم ہے فقط اندرین صورت اولیاء کی کیا حقیقت ہے

شعر

ان سلم الانسان من سوء ظنہ	فمن سوء ظن المدعی لا یسلم

اور آغا صاحب نے جو یہہ لکھا ہے کہ جماعت ائمہ ثنیہ علی تیار کی گئی۔
یہہ بہتان صریح ہے اہل سنت میں ترتیب مدارج اولیا امت حدیث صحیح کی
بموجب ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم
یعنی سب زمانوں مین بہتر میرا زمانہ ہے پھر او سکے بعد اور پھر اوسکے بعد۔ یعنی
تابعین و تبع تابعین کا زمانہ۔ پس قرون ثلثہ والے بزرگان دین علی الترتیب افضل
ہین آیندہ نسلو نسل زمان بعد کوئی ولی ہم رتبہ صحابی بلکہ ہم مرتبہ تابعین تبع تابعین بھی
نہین ہوسکتا چہ جائیکہ ہم رتبہ جناب امیر کوئی ہوسکے کیا مجال ہے کہ کوئی سنی
المذہب ایسا عقیدہ رکھتا ہو اگر آپ عقاید اہل حق سے واقف ہوتے یا اندکے
انصاف طبیعت مین ہوتا یا کتب تصوف کو ہی دیکھا ہوتا تو ایسا بیہودہ دعوی
نکرتے آپکو معلوم نہین کہ بجز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمیع اولیاء عظام مقتبس
انوار شمع ولایت مرتضوی ہین پس دعوی مساوات کیسا۔ البتہ صحابہ رضی اللہ عنہم
مین بعض افضل و بعض فاضل و بعض مفضول ہین لیکن یہہ نسبت افضلیت و مفضولیت
و مساوات وغیرہ فیما بین صحابہ رضی اللہ عنہم ہے ولقد فضلنا بعضھم علی بعض۔
نص صریح ہے و اکرمکم عند اللہ اتقکم ہی اس پر دال ہے اور
اولین کی فضیلت و ترجیح آخرین پر صاف قرآن سے ثابت ہے ثلۃ من
الاولین و قلیل من الاخرین یعنی ہی سمجھو تو تابعین و تبع تابعین بھی باوصف
کثرت ظہور خوارق ادنی صحابی کی برابر نہین ہوسکتے۔ اور آپنے جو فرمایا کہ امت کو
طرف اولیاء موصوفین رجوع کیا گیا۔ آغا صاحب گستاخی معاف یہہ تو جاہلانہ
طعن ہے اے بندۂ خدا اتنا ہی آپ کو معلوم نہین کہ قبول خاطر و حسن گل خدا
داد است۔ مقبولیت باختیار خدائے پاک ہے۔ ذالک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء۔ اور یہہ جماعت اولیاء وہ جماعت ہے جنکی کثرت پر جناب

فخر الاولین والآخرین انبیاء علیہم السلام مباہات فرماوین گے چنانچہ انا ایا ہی یوم القیامت الی آخرہ۔

قولہ۔ جن صاحبون کو خیر خواہان بنی امیہ و بنی عباس نے درجہ ولایت پر پہونچا کر ہم رتبۂ علی بنایا اون مین سے دو صاحبون کا ذکر ذیل مین کیا جاتا ہے الی آخرہ

قول۔ آغا صاحب کو اس یاوہ گوئی کا جواب پہلے دیا گیا ہے اور برائے تسکین خاطر نشان اور بہی عرض کیا جاتا ہے کہ اہل سنت صرف متبعین و معتقدین خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ہین بمنطوق۔ علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین یعنی واجب ہی تمپر اتباع میری سنت کا اور میری خلفاء راشدین کی سنت کا اور دیگر سلاطین اسلام بلا قید بنی امیہ و بنی عباس سے اگر محبت نہین تو عداوت وخصومت کی بہی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی اور بعض سلاطین اسلام کی تفسیق وتکفیر وغیرہ کے فسانے و افعات جو مورخین اسلام نے لکہے ہین وہ البتہ عند التذکرہ لایق نفرین و سرزنش ہین ورنہ یہہ بہی کوئی امر ضروری نہین اور یہہ نہ مطلق جایز نہین کہ کوئی بادشاہ اسلام بوجہ نسبت خاندانی یعنی اموی وعباسی ہونے کی ملامت کیا جاوے اور اوس کے ساتہہ خصومت بیہودہ ظاہر کیجاوے یا اوسکو گالیان دی جائین یہہ منصب وشنام دہی تو حضرات شیعہ کو ہی نصیب ہوا ہے جنکو آغا صاحب مہذب کہتے ہین۔ دیکہو بنی امیہ مین ہی معاویہ ابن یزید اور عمر ابن عبد العزیز سنوز فرقہ شیعہ سنی جانتے ہین اور بنی عباس مین سنوا ہے بعض خلفاء عباسیہ کے سب کے سب شیعۂ علی ہتے چنانچہ مامون رشید نے جو مراعات سادات کرام خصوصًا امام وقت کی ساتہہ کی ہتی اوس سے سارا جہان واقف ہی گو حضرات شیعہ نے عادتًا اونکی طرف ہی بدگمانی کر کے بجرم زہر خورانی امام معصوم مورد لعن وطعن کیا ہے مگر مورخین ومحققین اوسکو مستحق تعظیم خیال کرتے ہین اس لئے

کہ اونھون نے سادات حسنیہ و حسینیہ دونون کی تعظیم و تکریم مین حتی المقدور کوئی
دقیقہ باقی نہین رکھا - قطع نظر اسکے اطاعت حکام اولو الامر بلا تمیز فجار و کفار بفحوائے -
لا تفسدوا فی الارض - ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ - ضروریات
سے ہے چہ جائیکہ کمینون کیطرح سب و دشنام کرنا تو تہذیب کے بھی خلاف ہے -
اہل سنت الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کے اوپر عمل کرتے ہین خاندانی
عداوتون سے بمقدمہ دین ہزارون کوس دور ہین چنانچہ یزید پلید سے البتہ اہل حق کو
نفرت ہے عموماً خواہ کوئی مستحق لعن تجویز کرے یا سکوت کرے غرض محب یزید اہل سنت
کا کوئی فرقہ نہین برا سب جانتے ہین لیکن شعار اہل حق دشنام دہی کا نہین ہو سکتا
علیہ ما علیہ - اور حضرات شیعہ کی خصومت تو سب خاندانون کے ساتھہ ہے
بنی امیہ و بنی عباس پر کیا مدار ہے صدیق اکبر و فاروق اعظم
نہ بنی امیہ سے تھے نہ بنی عباس سے پہر ان دونون خاندانون سے بھی تو خصومت و عداوت
قلبی آپ صاحبون کو ہے حالانکہ محمد ابن ابی بکر صدیق ستودہ جناب امیر کرم اللہ وجہہ
الکریم ہین اور حضرت علیؓ نے اونکو ولد صالح و اشرف القریش و زہیر
شیر اپنا بنایا ہے مگر یہہ حضرات بوجہ صدیقیت اونکو بھی ادب کی نگاہ سے نہین
دیکھتے بلکہ خاک ہو جاتے ہین حالانکہ یہہ سب مناقب محمد ابن ابی بکر مسلمہ شیعہ ہین
اور استقصار الافحام مین بڑے شد و مد سے اونکے محامد جمیلہ کو نقل کیا ہے
باوجود اسکے مصنف تہذیب المتین نے نہایت بے ادبانہ اونکا نام
لکھا ہے حالانکہ وہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے جد مادری ہین -
الغرض شیعہ صاحبان خدا سے بھی بدگمان ہین اور اس کا کوئی علاج ہی نہین
دیکھو بوجہ نسبت صدیقی جو حضرت امام جعفر صادقؓ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
سے ظاہراً و باطناً حاصل ہے خود حضرت امام کو بھی مورد سوء ظن کر دیا ہے -

اور تصدیق اسکی اوس حلیۃ السیف والی روایت سے ہو رہی ہے کیونکہ جب سائل شیعی نے تعجب سے کہا کہ کیا آپ بھی ابوبکر صدیق کہتے ہین تو امام اپنی جگہہ کو دپڑے اور تین بار صدیق اکبر کو نعم الصدق فرمایا او رصدیق نہ ماننے والے کو ملعون و مطرود و مردود قرار دیا یہ حال ہے آپکے شیعون کے بدگمانی کا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ کو بھی اس بدگمانی سے معاف نہین کیا حالانکہ آنجناب صادق لقب رکھتے ہین ۔

قولہ جناب مولوی عبدالقادر غلام سرور لاہوری جو مذہب اہل سنت کے ایک عالم ہین اپنے **گلدستہ کرامات** مین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب بتصریح ذیل درج فرماتے ہین ۔

اقول مفتی غلام سرور صاحب رئیس خاندانی مفتی زادہ لاہور ہین۔ کوئی مولوی یعنی فاضل نہین ہین لیکن اون کے علم کا پایہ شیعون کے مجتہد آغا محمد عسکری صاحب یعنی آپ سے کہین ارفع اور اونچا ہے۔ گو مفتی صاحب علماء اہل سنت مین معدود نہون مگر صوفی مشرب صافی مذہب لکھے پڑھے سنی ہین مفتی صاحب کی کتاب سے استدلال کرنا آپ ہی جیسے لوگون کا کام ہے علماء اہل سنت نے تو شاید اس کتاب کا نام بھی نہ سنا ہوگا مگر چونکہ سیدنا شیخ عبدالقادرؒ کے مدارج عالیہ اوس مین درج ہین اوسکے تقدس مین کلام ہی نہین آپ کے مذہب کی کتابون مین تو تقدس کا نام تک نہین جہانتک جس کتاب کو دیکھا ماشاءاللہ مغلظات سے ہی مملو و اگندہ پایا باقی رہے فضائل کثیرہ شیخ رضی اللہ تو وہ لاتعد و لاتحصی ہین کما لایخفی علی المومنین والمسلمین ۔ اور حضرت کے مناقب جلیلہ محتاج بیان نہین ہین خود اظہار نعمت کے لئے **قصیدہ غوثیہ** مین ارشاد فرماتے ہین چشم بصیرت رکھتے ہو تو دو چار شعر لکھے جاتے ہین پڑھلو۔

سقانی الحب کاسات الوصال ۔۔۔ فقلت لخمرتی نحوی تعال
انا فی حضرت التقریب وحدی ۔۔۔ یصرفنی وحسبی ذو الجلال
وکل ولی له قدم وانی ۔۔۔ علی قدم النبی بدر الکمال
فمن فی اولیاء اللہ مثلی ۔۔۔ ومن فی العلم والتصریف حال
انا الحسنی والمخدع مقامی ۔۔۔ واقدامی علی عنق الرجال
وعبد القادر المشہور اسمی ۔۔۔ وجدی صاحب العین الکمال

ہست عبدالقادر عالی مقام ۔۔۔ نام من مشہور نزد خاص وعام
ہست جدم مصطفےٰ و مرتضےٰ ۔۔۔ صاحب عین الکمال مقتدی

اغا صاحب ہم آپ سے یہہ ہی خیرخواہانہ کہے دیتے ہین کہ حضرت غوث الثقلین کے مدارج خدادادین چون وچرا کرنا اپنے آپ کو مصداق خسر الدنیا والآخرہ بنانا ہے ادب کے ساتہہ گفتگو کرنا چاہیئے ۔ آنجناب خود اسی قصیدہ مین ارشاد فرماتے ہین ۔

مریدی لا تخف واش فانی ۔۔۔ عزوم قاتل عند القتالی

اے مرید من بسخن چین رامترس ۔۔۔ زانکہ تحقیقاً منم فریادرس
سخت عزم قصد دارم آشکار ۔۔۔ قاتل کفرم بوقت کارزار

اگر اس سے زیادہ آنجناب کے مدارج عالیہ کی تحقیق منظور ہو تو قصیدہ روحی حضرت کا مطالعہ کر کے مستفید ہو جانا ۔ اگر پہر بہی حسد حاسدین زایل ہو تو سوا اسکے کہ سعدی علیہ الرحمہ کا شعر بطور جواب سنایا جاوے اور کیا چارہ ہے ۔ **شعر**

بمیرتا برہی اے حسود کین رنجیست ۔۔۔ کہ از مشقت او جز بمرگ نتوان رست

قولہ ۔ برصفحہ ۱۰ گلدستہ کرامات مین لکہا ہے کہ جسطرح کہ رسول خدا کی

جسم مطہر پر نہیں بیٹھتی تہی اسی طرح جسم شیخ پر نہیں بیٹھتی تہی۔
اقول۔ معترض کو کسی کتاب مستندہ اہل حق سے اعتراض کرنا چاہیئے تہا کہ استدلال درست ہوتا لیکن اگر یہہ کرامت شیخ رضی اللہ کو جناب واہب العطایا سے ببرکت اونکے جدامجد کے عنایت ہوئی تو کیا محل تعجب ہے اس مین جو اشکال ہو بیان کرنا تہا اور کرامات الاولیا، حق۔ اسکا انکار کا مسلمان نہین۔ خوارق عادات و معجزات انبیا علیہم السلام و کرامات اولیا عظام موجب حیرت عامۂ خلایق ہوا کرتے ہین خوارق اسی کا نام ہے اور اسمین کوئی معارضہ مناقب حضرت علی مرتضی کے ساتہہ نہین ہے فیوض حضرت مرتضوی کا تمام اولیا اللہ مین ظہور ہے حضرات ائمہ اہل بیت حسینی نے وہ وہ کرامتین دکہائی ہین کہ چشم فلک حیران ہے پس اگر ایک قرۃ العین حسن مجتبی رضی اللہ عنہ نے ایسے خوارق عادات دکہائی تو کیا ہو گیا۔ کوئی معارضہ کی بات اس مین نہین۔ ہان شیعون نے انبیا علیہم السلام کے ساتہہ بجا لکر کرامات ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم معارضات کیئے ہین حتی کہ اونکی کرامات کا نام ہی معجزات رکہا ہے حالانکہ معجزہ سوائے انبیا علیہم السلام کے اور کسیکو نصیب ہی نہین ہو سکتا۔ اولیا اللہ کے خوارق کا نام کرامات ہی افسوس ہے کہ آغا صاحب اس کرامات کو معارض معجزات مرتضویہ خیال کر بیٹہے کوئی وجہ ایسا شبہ کرنے کی نہین معلوم ہوتی اگر آغا صاحب کا خیال ہو کہ رسول خدا کے ساتہہ دعوی مساوات ہی تو یہہ معترض کی سفاہت پر دال ہے جسقدر کرامتین اولیا اللہ سے تا روز قیامت ظاہر ہون گی وہ سب کی سب بعینہ معجزات محمدیہ علیہ السلام والتحیۃ سمجہی جائینگی کیونکہ جمیع اولیا کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیلی ہین وسیلہ جملہ آنحضرت کا ہے **کنتم خیر امۃ** کا خطاب امت کیواسطے بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے صادر ہوا ہے علی مرتضی و دیگر ائمہ ہدی سب کے سب بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بقول شیعہ عالم **ما کان وما یکون** ہو گئے ہین حالانکہ یہہ منصب خاص

بفحوائے لا یعلم الغیب الا اللہ خدائے پاک کا ہے جو عالم جزئیات و
کلیات ہے بلکہ جزئیات کا علم تو بقول شیعہ خدا کو بھی قبل وقوع نہین تھا۔
پس حضرات شیعہ نے گویا ائمہ کو خدائے وحدہ لاشریک سے لڑوا دیا۔ اور جبرئیل ہین کی
تو کیا حقیقت رہی وہ تو حضرت علی مرتضی کے شاگرد معتوب ہی ہین جنکے پیرو بازو
ذوالفقار نے کاٹ ڈالے اور یہہ عقیدہ تو آپ کا اور آپکے جملا اثنا عشریون کا طشت
از بام ہے کہ حضرت علی ہم رتبہ وہمسر نبی ہین لا حول ولا قوۃ الا باللہ
کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ آیہ۔
لیکن شیعہ صاحبون کو واضح ہو کہ یہہ دعوی صریح جھوٹا ہے اس کا کوئی ثبوت نہین ہے
جناب امیر کسی نبی کی ساتھہ ہمسری نہین کر سکتے کیونکہ خلاف عقل وقیاس ہے
پس سید المرسلین کی برابر کیونکر ہو سکتے ہین چنانچہ شیعون کے امام۔ **کلینی** صاحب نے
کافی مین ایک روایت طولانی لکھی ہے بخوف تطویل کلام پارہ روایت نقل کیا جاتا ہے
حدثنا فلان وفلان۔ عن امیر المومنین علیہ السلام قال
سمعتہ یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنی
الف باب من الحلال والحرام ومما کان ومما یکون الی یوم القیامۃ
کل باب منہا یفتح الف باب فذالک الف الف باب حتی
علمت علم المنایا والبلایا وفصل الخصومات۔ ترجمہ۔ صحیح بن نباتہ
حضرت علی سے روایت کرتا ہے کہتا ہے کہ مین نے جناب امیر سے سنا
فرماتے تھے کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال وحرام سے جو گذر چکا
ہے اور جو آیندہ ہوگا ہزار باب تعلیم فرمائے کہ ہر باب اون مین سے ہزار دروازہ
کھولتا ہے تو یہہ دس لاکھہ باب ہوئے یہان تک کہ مجھکو موتون اور مصیبتون
اور جھگڑون کے فیصلہ کا علم سکھا یا گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علی مرتضی

آنحضرتؐ سے بدارج کمتر ہین حضرت کے طفیل عالم ماکان ومایکون
ہوسئے ہتے پس دعوی ہمسری جناب رسالت مآب کے ساتہہ کیسا۔
یہہ توصریح کفران نعمت ازطرف شیعیان کے ہے۔ میری غرض اس روایت
سے اس موقع پرصرف یہہ ہے کہ آغا صاحب بیچارہ سمجہہ لین کہ کہلم کہلا معارضہ
اورناسپاسی اسکو کہتے ہین کہ جناب امیرؑ تو سپاس گذار ہون بمقتضائے
لایشکر اللہ من لایشکر الناس۔ اور یہہ حضرات ناشکری پر کمر
باندہکر بباعث ولادت مرتضوی اندر کعبہ۔ نبی کا ہمسر قرار دین اور واضح رہے
کہ حدیث علی منی وانا منہ سے مساوات فی رتبہ لازم نہین ہوتی ورنہ۔
نحن وشیعتنا خلقنا من طین واحد۔ کی کیا تاویل کیجائیگی سارے
شیعہ مساوی المنزلت ائمہ طاہرین کے ہوجائینگے اور آغا محمد عسکری توبالا وسطے
بشرف ہمنامی معاذاللہ ہم رتبہ امام محمد عسکریؑ ہوکر رہینگے جو شیعون کی حمایت مین باوصف
قلت مایۂ علمی قول فیصل لکہنے بیٹہہ گئے۔ شاباش این کار از تو آید مردان چنین کنند
قولہ۔ صفحہ کتاب مذکور نمبرو شیخ نے فرمایا کہ جسطرح میرے جدامجد محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا قدم انبیا علیہم السلام کی گردنون پر قدم ہے میرا قدم تمام اولیا کی گردنون پر ہے۔
جسطرح شیعہ دعویٰ کرتے ہین کہ جب سے نبوت حضرت پیغمبر پر ختم ہوئی اوسی طرح ولایت
جناب امیر علیہ السلام پر ختم ہوئی یہہ روایت گلدستہ کی روایت ختم ولایت مرتضوی
کی معارضہ مین لکہی گئی ہے فقط

اقول۔ افسوس ہے کہ حضرت ثالث کو اورون کے مذہب کی خبر تو کیا ہوگی اپنے
معتقدات سے بہی نابلد محض ہین کتاب گلدستۂ کرامات کی نسبت ہم پہلے کہہ چکے ہین
کہ کوئی مستند کتاب نہین نہ اوسکے دیکہنے کی چندان ضرورت۔ مگر چونکہ آغا صاحب کی
خلاف نویسی ویاوہ گوئی کا ہم کو یقین کامل ہوگیا ہے اسلیئے اس مقام محولہ کو ہم ضروری

دیکھین گے گو اوس کتاب مین رطب و یابس سب کچھہ لکھا ہوا ہے ۔ مگر قبل از معائنہ کتاب مذکورہ جواب دیا جاتا ہے بگوش ہوش سُن لین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہین فرمایا کہ میرا قدم انبیا علیہم السلام کی گردنون پر ہے اگر معاذ اللہ کوئی حدیث موضوع ایسی ہوتی ہی تو محدثین اور متقدمین اوس کو قرآن مقدس پر عرض کرتے اور صاف جواب باصواب انکا موجود پاتے لا نفرق بین احد من رسلہ و قالوا سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر آیہ اس آیت کی تفسیر سے یہہ بات ثابت ہی کہ انبیا علیہم السلام واجب الاطاعت والتعظیم ہین اون مین کچھہ تفریق نہین اور اونکی تکذیب کفر ہے آیہ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ ۔ اس آیہ سے یہہ مدعا بخوبی عیان ہے کہ سید المرسلین والآخرین خود جمیع انبیا و ملائکہ پر ایمان لائے ہین اور اللہ پاک نے اپنے نبیون کا نام نہایت عظمت ہی لیا ہے ۔ البتہ فضلنا بعضکم علی بعض مسلم ہے نبی و رسول رسل کے مدارج مین تفاوت اندک اصطلاح شرعی مین البتہ مقرر ہے مگر نہ ایسا فرق جیسا آپنے یعنی (ثالث) نے مطلق العنانہ بے ادبانہ لکھدیا اور کچھہ خوف خدا نہ کیا اہل سنت کے نزدیک یہہ عقیدہ فاسدہ کفر ہے توہین انبیا علیہم السلام کی ہرگز جائز نہین بعض شعرا بیہودہ بیان قصاید نعتیہ مین یہہ جسارت پرخسارت کر بیٹھتے ہین تو علماء اعلام اہل حق نے اونکو اونکی جہل و نادانی پر متنبہ کردیا ہے اور نہایت شدت سے مورد زجر و توبیخ فرمایا اور ڈرادیا کہ ایسے غلو و مبالغہ مین اندیشہ کفر ہے الغرض ایسے ملزمات بیہودہ سے دامن اہل حق پاک و منزہ ہے ثالث صاحب کو لازم تھا کہ کسی کتاب عقاید یا کم سے کم کسی کتاب مسلمہ اہل حق مین یہہ مضمون دکھاتے کتب گلدستہ مین اسکا وجود کالعدم ہے ۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا نہین فرمایا نہ کتب متداولہ اہل سنت مین اس کا پتہ و نشان ہے

تعجب نہین کہ ثالث صاحب نے اپنی طرف سے ہی یہہ افترا پردازی و سخن سازی فرمائی ہو ہمکو یاد ہے کہ حضرت نے اسی اپنی کتاب مین کسی جگہہ لکھا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی نے کتاب غنیۃ الطالبین مین لکہا ہے قتل الحسین بسیف جدہٖ یعنی حسین اپنے جد امجد کی تیغ سے قتل کئے گئے تھے۔ حالانکہ یہہ بہتان صریح ہے ہزارون نسخے کتاب مستطاب غنیۃ الطالبین کے موجود ہین آنجناب نے کہین ایسا نہیں نہین فرمایا اور نہ کسی عالم شیعہ نے یہہ بے اصل حوالہ دیا مین نے شیعون کے مناظرہ کی کتابین اکثر دیکھی ہین کسی صاحب نے یہہ عبارت نہین فرمائی مگر چونکہ آغا صاحب کو مطلق خبر اپنے علمائے مذہب کی نہین یا وہ اپنے مجتہدین کی کتب عربیہ و فارسیہ کے سمجھنے کا سلیقہ و شعور نہین رکھتے اسلیئے نادان محض بنکر فیصلہ لکھنے ہین۔ لیکن ہمکو معلوم ہے کہ آغا صاحب نے یہہ مضمون کہان سے اوڑایا ہے ایک کتاب خلاصۃ المصائب اردو مین کسی مرثیہ خوان نے تصنیف کی ہے چونکہ مصنف خلاصۃ المصائب بھی کوئی عالم ماہر نہین معلوم ہوتا اوس نے اس روایت کا غلط حوالہ دیا ہے چونکہ آغا صاحب کی تحقیق انیق اس سے زیادہ نہین۔ کہین حضرت نے اوس مین دیکھکر نقل کر دیا۔ پس کیا عجب ہے کہ آغا صاحب نے حوالہ کتاب گلدستہ سے غلط لکھدیا ہو۔ ظاہرا آغا صاحب نے تو یہ مجبوری واسطے اظہار تبحر علمی یا مہارت فن مناظرہ سیدنا غوث الثقلین پر بہتان بندی کی ہے دیگر شیعہ صاحبون نے ائمہ معصومین مقبولین پر قسما قسم کی جھوٹ لگا دیئے ہین کافی مین لکھا ہے۔ الشیعۃ یکذبون علی الائمۃ وانھم قد تاذو منھم ۔ یعنی شیعہ لوگ ائمہ اطہار کے ذمہ جھوٹی باتین تھوپ دیا کرتے تھے اور حضرات ائمہؑ ان لوگون سے اذیت پاتے تھے۔ اب دیکھا جاتا ہے کہ ثالث صاحب نے اپنے شیعون کی بابت کیا لکھا ہے امید تو یہہ ہے کہ اونکی بھی خاک اوڑائی ہوگی۔ اگر با وزنداری امتحان نے۔

آپ لکھتے ہین کہ جیسے نبوت رسول اللہ پر ختم ہوئی ولی اللہ پر ولایت ختم ہوئی الی آخرہ
اقول یہہ تمثیل ہی شروع سے غلط ہے اسواسطے کہ گو حضرات شیعہ سنیونکی
دار و گیر سے تنگ ہوکر چار ناچار زبانی اقرار ختم رسالت کرتے ہین مگر فی الاصل
شیعون کے مذاق پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہی نہین ہین
نعوذ باللہ من ذلک اگر فی الحقیقت شیعہ اسکے قایل ہین تو نزول صحف
فاطمہ سے جو دستور نامہ ائمہ اطہار ہے کیا مراد ہے یہہ کیون حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا پر بذریعہ فرشتۂ خدا نازل ہوا اگر منزل **من اللہ** نہین تو کہان سے آیا پس
یہہ مماثلت غلط قرار پائی صرف اہل حق و نیز دیگر امت محمدیہ البتہ ختم رسالت کے
قایل و معتقد ہین جیساکہ قرآن ناطق مین نص صریح موجود ہے **لکن رسول اللہ**
وخاتم النبیین باقی رہا ختم ولایت کا مضمون ـ ہمنے جہلا شیعہ سے تو سنا ہے
کہ ولی اللہ صرف علی مرتضی کرم اللہ وجہہ ہین مگر کسی کتاب مستند شیعہ مین راقم نے
یہہ عقیدہ عقیدہ لکھا نہین دیکھا اور اگر ہے تو محض بے معنی اور سراپا لغو ہے بدانشا
وصراحتًا نوبت دہریت اس عقیدہ واہیہ کی پائی جاتی ہے بدین وجہ کہ باقی ائمہ
اطہار جو تعداد مین گیارہ رہتے ہین اس مرتبہ علیا سے محروم رہے جاتین گے اگر اونکو بہی
ولی اللہ مانا جاسئے تو جناب امیر المومنین خاتم الاولیار قرار نہین پاسکتے اگر مقبولین امت
وخاصان خدا فیضان رسالت کی طفیل دوستان خدا یعنی اولیار اللہ بہی نہ
سمجہین جائین تو کیا سمجہے جائین اور کیا شرف کنتم خیر امتہ ہے اونکو حاصل ہوا
نیز خاتم الاولیار ہونے سے یہہ بہی ضرور ہے کہ آنجناب کے سوائے دیگر صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم بہی اولیار اللہ بالیقین ہون گے ورنہ سید الاولیار و ختم الاولیا کہان کے
ہو سکتے ہین جبکہ خود حضرت امیر ہی ولی اللہ اور خود ہی خاتم الاولیا ہین تو اس عقیدہ کے
ایمان مین کیا کلام ہے اگر اولیا عامہ سابقہ سے قرآن شریف مین اولیار مراد ہے تو

عجب نافہمی شیعہ صاحبون کی ہے کہ امتین انبیاء سابقین کی تو بفیض صحبت اپنے
اپنے نبیون کے مناصب جلیلہ ولایت او ڑائین اور سید الاولین والآخرین
کی امت مرحومہ مین سے صرف جناب مرتضوی کو ہی یہہ منصب عظیم عطا ہووے
اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قطعاً منہ تکتے رہجائین حالانکہ جا بجا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا
غاغلہ تہنیت آمیز کلام ربانی مین موجود ہے اور معاذ اللہ جناب خاتم المرسلین کا فیضان
صحبت اتنا بہی نہ ہو کہ یاران رسول خدا جو بموجب قول شیعون کے بارہ ہزار
اور بقول بعض بیار لاکہہ تہے بموجب عقاید اہل سنت وجماعت ایک لاکہہ سے متجاوز
ہین مطلقاً محروم رہین حالانکہ خدا نے اپنے کلام پاک مین ارشاد فرمایا ہے کہ غیر صحابہ اگر سونے کا پہاڑ
بہی راہ خدا مین صرف کردے تو بہی رتبہ اونکا نہین پا سکتا اگر آپ صاحبان دیگر صحابہ کی ولایت
کا اقرار کرکے یہہ کہین کہ خاتم الاولیاء سے مطلب شیعونکا یہہ ہے کہ جناب امیر تمام اولیاء سے افضل ہین تو بہی باستثناء
بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اس بات کو ہم تسلیم کر سکتے ہین۔ شعر

ہم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی	کو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

پس جبکہ یہہ عقیدہ ختم ولایت ہی ثابت نہین ہوا تو غوث پاک نے کسطرح معارضہ
اپنے جد اعلےٰ واقدس کا کیا۔ البتہ مقولہ شیخ قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ
مسلم ہے جس کو مطلق آپ نہین سمجہ سکتے مگر بالاختصار آپ کو سمجہاتا ہون — کہ
امت مرحومہ نے شیخ رضی اللہ عنہ سے یہہ نہین کہلایا اور نہ کچہہ خوش اعتقادی کی وجہہ سے
راویون نے یہہ روایت لکہی بلکہ حضرت نے بحکم القا ربانی والہام یزدانی فی الواقع
ایسا فرمایا۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجددؒ الف ثانی اس کی نسبت ارقام
فرماتے ہین کہ اس مقولہ مقبولہ کی وقعت مین کوئی کلام نہین خواہ شیخ نے بحالت
سکر فرمایا یا بحالت صحو۔ بلکہ شیخ حماد نے بطور پیشین گوئی کے فرمایا تہا کہ یہہ بچہ
اپنے عہد مبارک مین ایسا دعویٰ صادقہ بے اختیار کرے گا اور وہ اپنے

دعوی ہین

اور حضرت

شیخ رضی اللہ ہین متقدمین و متاخرین مستثنے ہین بدین وجہ کہ متقدمین ہین صحابہ کرام
اور متاخرین ہین حضرت امام مہدیؑ و عیسیٰ ابن مریم علیٰ نبینا و علیہ السلام ہی ہین اور
نیز بموجب عقاید شیخ رضی اللہ افضل الامم ہین الغرض یہہ عقیدہ حضرا
ت پیچر ہے کہ آیندہ بعد حضرت علی مرتضیٰؑ کی کوئی ولی نہین ہوگا او
فیضان رسالت معاذ اللہ منقطع ہو چکا ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہہ سلسلہ حسب الارشاد
مخبر صادق علیہ السلام الیٰ یوم القیام قایم رہیگا - ولو کرہ المنکرون — اور
واضح رہے کہ جسقدر کرامتین اور خوارق عادات اولیاء اللہ سے تا روز قیامت
ظہور پذیر ہوتی رہین گی تمام موید کرامات مرتضویہ سمجھی جائین گی نہ معارض و مخالف
خوارق عادات علویہؑ - پس بقول حضرت ثالث یعنی آغا صاحب جناب امیر سے
لوگ کیون برگشتہ ہونے لگے ہین بلکہ زیادہ تر مرسون عقیدت ہوتے رہین گے
اور غور کرین گے کہ جنکے مریدون کی یہہ شان ہے اونکے پیرون کی عظمت و بزرگی کا
کیا بیان - اور کتب قدیمہ اہل حق و نیز تعامل صوفیہ صافیہ سے بخوبی روشن ہے
کہ تمام سلاسل صوفیہ یا قریب کل جناب امامت مآب علی مرتضیٰؓ کی طرف منتہی ہوتے
ہین مگر سلسلہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و سلسلہ اویسیہ حضرت
فاروق اعظمؓ تک واصل ہے اور منکر قطعیات سوائے خوارج ملاعنہ یا فرقہ شیعہ کی
اور کوئی مسلمان نہین ہے پس جناب امیر کے مناقب جلیلہ سے اہل سنت کی
کتب مبسوطہ مملو و پُر ہین مگر وہ مدارج جنکو شیعہ صاحبون نے وضع فرمایا ہے جنسے
توہین انبیا علیہم السلام یا ملائکہ معصومین کی ہوئی ہے اہل حق کی کتابون مین
مصدق نہین مثلاً جبرئیل امین کا بلا صدور قصور کاٹ دینا اور معاذ اللہ اونکا